جدید تصحیح و اضافہ شدہ ایڈیشن

آئمہ کرام، خطباء اور مقررین کے لئے بیانات جمعہ پر مشتمل مستند مواد

اصلاحی خطبات و رسائل

جلد چہارم

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

مکتبہ المتین

فہرست

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں گناہوں کو مٹانے والے اور بخشش والے اعمال

حسن اخلاق کی اہمیت وفضیلت سے متعلق اسلافِ امت کے اقوال

اسلافِ امت کے بلند پایہ اخلاق کے ایمان افروز واقعات

توکل ویقین سے متعلق حضراتِ صحابہ کرام کے اقوالِ زریں

توکل ویقین سے متعلق اسلافِ امت کے پچپن سنہرے اقوال

۲۲......شکر کی اہمیت وفضیلت اور اسلاف امت کے پر تاثیر اقوال وواقعات

قرآنِ کریم کی روشنی میں شکر کی اہمیت وفضیلت

شکر کی اہمیت وفضیلت سے متعلق اسلافِ امت کی پرتاثیر واقعات

قرآنِ کریم کی روشنی میں سود کی مذمت

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں سود پر وعیدیں

۱۹......اللہ رب العزت کی وُسعتِ رحمت اورعفودرگزر نصوص اورواقعات کے تناظر میں

اَلْحَمْدُلِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

أَمَّابَعْدُ:فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾(الأعراف:١٥٦)

وَفِي مَقَامٍ آخَرَ:

﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾(الزمر:۵۳)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَمَّا قَضَى اللَّهُ الخَلْقَ،كَتَبَ كِتَابًا عِنْدَهُ:غَلَبَتْ،أَوْ قَالَ سَبَقَتْ رَحْمَتِي غَضَبِي،فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ.❶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ،فَبِهَا يَتَعَاطَفُونَ،وَبِهَا يَتَرَاحَمُونَ،وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلَى

❶صحيح البخاري: كتاب التوحيد،بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:(بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ)رقم الحديث:۷۵۵۳

وَلَدِهَا،وَأَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً،يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❶

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابلِ صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا ذکر کیا ان میں اللہ تعالی کی وسیع رحمت کا تذکرہ ہے، اللہ تعالی کی ایک صفت ''رحیم'' ہے، اسکا معنی ہے کہ بہت زیادہ رحم کرنے والے، اللہ تعالی اپنے بندوں پر نہایت رحم کرنے والا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ سزا دینے والا بھی ہے، شدید العقاب بھی ہے، لیکن ساتھ ہی غفور ورحیم بھی ہے، اوراس کی شانِ غفوری اس کی سزا والی شان سے بالاتر ہے، وہ بدلہ لینے والا بھی ہے، اور سزا دینے والا بھی ہے، آخر جہنم کس لیے بنائی ہے؟ حساب کتاب کس لیے ہو رہا ہے؟ کراماً کاتبین جو ہر وقت ہمارے اعمال لکھ رہے ہیں یہ سب کس لیے ہے؟ اس لیے کہ اسی کی بنیاد پر ہمارا حساب کتاب ہوگا، جزا وسزا بھی ملے گی، یہ سب ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت غالب ہے، کسی نے صحیح کہا ہے کہ ''رحمت حق بہانہ می جوید'' یعنی رحمتِ خداوندی تو بہانہ چاہتی ہے کہ کوئی نہ کوئی بات ہو، بنیاد ہو، تو اس کی رحمت جوش میں آجائے اور بندے کی مغفرت کا ذریعہ بن جائے۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ اللہ کی رحمت اور عفو درگزر کو بیان کیا گیا ہے۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں وسعتِ رحمت اور عفو درگزر کی اہمیت وفضیلت

اللہ کی رحمت ہر شئی کو گھیرے ہوئے ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ

❶ صحیح مسلم: کتاب الرقاق،باب فی سعة رحمة اللّٰه تعالی وأنها سبقت غضبه، رقم الحدیث: ۲۷۵۲

شَیۡءٍ﴾(الأعراف: ۱۵۶)

ترجمہ: اللہ نے فرمایا: اپنا عذاب تو میں اسی پر نازل کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں اور جہاں تک میری رحمت کا تعلق ہے وہ ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے، دنیا کا عذاب میں ہر نافرمان کو نہیں دیتا، بلکہ اپنی حکمت اور علم سے جس کو چاہتا ہوں اسے دیتا ہوں، آخرت میں بھی ہر گناہ پر میرا عذاب دینا ضروری نہیں، بلکہ جو لوگ ایمان لے آتے ہیں ان کے بہت سے گناہ میں معاف کرتا رہتا ہوں، البتہ جن لوگوں کی سرکشی کفر وشرک کی صورت میں حد سے بڑھ جاتی ہے ان کو اپنی مشیت اور حکمت کے تحت عذاب دیتا ہوں، اسکے برخلاف دنیا میں میری رحمت ہر مؤمن اور کافر، نیک اور بد سب پر چھائی ہوئی ہے، جس کے نتیجے میں انہیں رزق اور صحت وعافیت کی نعمتیں ملتی رہتی ہیں اور آخرت میں بھی کفر وشرک کے علاوہ دوسرے گناہوں کو اسی رحمت سے معاف کیا جائے گا۔❶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو شیطان لعین بھی اکڑنے لگا کہ میں بھی تو اشیاء میں سے ایک شی ہوں لہذا مجھے بھی رحمت سے حصہ ملے گا، اور ایسے ہی یہود ونصاری نے اکڑنا شروع کیا، پھر جب بعد والا حصہ:

﴿فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ﴾(الأعراف: ۱۵۶)

ترجمہ: چنانچہ میں یہ رحمت (مکمل طور پر) ان لوگوں کے لیے لکھوں گا جو تقوی اختیار

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۳۵۷

کریں، اورزکوۃ ادا کریں، اور جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھیں۔

نازل ہوا جس کا حاصل یہ ہے کہ میں اپنی رحمت ان لوگوں کیلئے مخصوص کروں گا جو شرک سے بچتے، زکوۃ دیتے اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، تو ابلیس یہ سن کر مایوس ہو گیا، البتہ یہود ونصاری کہنے لگے کہ ہم شرک سے بچتے ہیں زکوۃ بھی دیتے ہیں اس کی آیات پر ایمان بھی رکھتے ہیں، تو پھر تو اللہ تعالی کا ارشاد پاک نازل ہوا:

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ﴾(الأعراف:۱۵۷)

ترجمہ: جواس رسول یعنی نبی امی کی پیروی کرنے والے ہوں۔

یعنی جولوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ کے نقش قدم پر چلتے ہیں، تو یہ سن کر یہود ونصاری بھی مایوس ہو گئے اور رحمت صرف مؤمنین کیلئے باقی رہی۔ (۱)

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾(الزمر:۵۳)

ترجمہ: کہہ دو کہ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کررکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو یقین جانو اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

یعنی اگر کسی شخص نے ساری زندگی کفر، شرک یا گناہوں میں گزاری ہے تو وہ یہ نہ سمجھے کہ اب اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ایسی ہے کہ مرنے سے پہلے

(۱) تنبيه الغافلين: باب ما يرجى من رحمة الله تعالى، ص۸۶، الرقم: ۷۴

پہلے جس وقت بھی انسان اپنی اصلاح کا پختہ ارادہ کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنی پچھلی زندگی کی معافی مانگے اور توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا۔❶

اللہ رب العزت کی رحمت کے امیدوار

ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(البقرة: ۲۱۸)

ترجمہ: (اس کے برخلاف) جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا، تو وہ بیشک اللہ کی رحمت کے امیدار ہیں، اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنے لئے رحمت کو لکھ دیا ہے

ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(الأنعام: ۵۴)

ترجمہ: اور جب تمہارے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو ان سے کہو: سلامتی ہو تم پر! تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر رحمت کا یہ معاملہ کرنا لازم کرلیا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی نادانی سے کوئی برا کام کر بیٹھے، پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے تو اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

---

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص۹۸۱

اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے

ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(التوبة: ۱۰۲)

ترجمہ: اور کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرلیا ہے۔ انہوں نے ملے جلے عمل کیے ہیں، کچھ نیک کام، اور کچھ برے۔ امید ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرلے گا۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

عفو ودرگزر اور وسعتِ رحمتِ باری تعالی

ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(ابراهيم: ۳۶)

ترجمہ: میرے پروردگار! ان بتوں نے لوگوں کی بڑی تعداد کو گمراہ کیا ہے۔ لہذا جو کوئی میری راہ پر چلے، وہ تو میرا ہے، اور جو میرا کہنا نہ مانے، تو (اس کا معاملہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں) آپ بہت بخشنے والے بڑے مہربان ہیں۔

میرے بندوں کو میری بخشش اور رحم کی خبر دو

ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾(الحجر: ۴۹)

ترجمہ: میرے بندوں کو بتادو کہ میں ہی بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہوں۔

اپنے بندوں کو بے انتہاء نعمتیں دینے والا

ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لا تُحْصُوهَا إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(النحل: ۳۶)

ترجمہ: اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو، تو انہیں شمار نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

توبہ قبول کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ﴾(الشوریٰ: ۲۵)

ترجمہ: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے، اور گناہوں کو معاف کرتا ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو، اس کا پورا علم رکھتا ہے۔

بہت سے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾(الشوریٰ: ۳۰)

ترجمہ: اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کیے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے، اور بہت سے کاموں سے تو وہ درگزر ہی کرتا ہے۔

تمام تر سلطنت کے مالک کی بخشش اور رحمت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾(الفتح: ۱۴)

ترجمہ: اور آسمانوں اور زمین کی سلطنت تمام تر اللہ ہی کی ہے، وہ جس کو چاہے بخش

دے، اور جس کو چاہے عذاب دے، اور اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

اللہ رب العزت اپنے بندوں سے محبت کرنے والا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ﴾ (البروج: ۱۴)

ترجمہ: اور وہ بہت بخشنے والا، بہت محبت کرنے والا ہے۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں وسعتِ رحمت اورعفودرگزر

اللہ کی رحمت غضب پر غالب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَمَّا قَضَى اللَّهُ الخَلْقَ، كَتَبَ كِتَابًا عِنْدَهُ: غَلَبَتْ، أَوْ قَالَ سَبَقَتْ رَحْمَتِي غَضَبِي، فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ العَرْشِ. ❶

ترجمہ: جب اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنے پاس ایک تحریر لکھ دی کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب آ گئی، یا فرمایا سبقت لے گئی اور یہ اللہ کے پاس عرش کے اوپر ہے۔

اللہ رب العزت کا اپنے عرش کے اوپر یہ لکھوانا شاہی رحم کے طور پر ہے، اگر میرا کوئی بندہ قانون سے بخشا جا سکتا تو بہت بہتر ورنہ میں اپنے شاہی رحم کو محفوظ رکھتا ہوں، اس شاہی رحم سے اس کو معاف کر دوں گا۔ جیسے جب کوئی مجرم قانون سے نجات نہیں پاتا اور سپریم کورٹ سے پھانسی کی قطعی سزا ہوتی ہے تو اب آگے کیونکہ کوئی اور عدالت نہیں

❶ صحيح البخاري: كتاب التوحيد، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: (بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ)، رقم الحديث: ۷۵۵۳

ہے، لہذا سلطان مملکت سے رحم کی درخواست کرتا ہے، اوراخباروں میں آتا ہے کہ مجرم نے سپریم کورٹ میں ہارنے کے بعد پھانسی کی سزا سن کراب مملکت کے بادشاہ سے رجوع کیا ہے اور شاہی رحم کی بھیک مانگی ہے، تو اللہ تعالی نے اپنے شاہی رحم کو محفوظ کرلیا ہے۔

اللہ رب العزت کیلئے سو رحمتیں ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ،فَبِهَا يَتَعَاطَفُونَ،وَبِهَا يَتَرَاحَمُونَ،وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلَى وَلَدِهَا،وَأَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً،يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: اللہ کے لئے سو رحمتیں ہیں، ان میں سے ایک جنات، انسانوں، چوپاؤں اور کیڑوں مکوڑوں کے لئے نازل کی جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر شفقت ومہربانی اور رحم کرتے ہیں، اوراسی کی وجہ سے وحشی جانور اپنے بچہ پر شفقت کرتا ہے اور اللہ نے ننانوے رحمتیں بچا کر رکھی ہیں جن سے قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحمت فرمائے گا۔

دنیا میں ماں باپ اپنی اولاد سے کس قدر پیار ومحبت کرتے ہیں، اتنا پیار کرتے ہیں کہ اپنے اولاد کیلئے اپنی جان داؤ پر لگاتے ہیں، یہ صرف ایک رحمت اللہ نے نازل کی، ان ننانوے رحمتوں کا کیا کہنا جو اللہ آخرت میں کریں گے؟ کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔

اگر کافر اللہ کی رحمت جان لیتا تو جنت سے ناامید نہ ہوتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الرقاق،باب فى سعة رحمة اللّٰه تعالى وأنها سبقت غضبه ، رقم الحديث: ۲۷۵۲

لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ،مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ،وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الرَّحْمَةِ،مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ. ❶

ترجمہ: اگر مؤمن کو پورا علم ہو جاتا کہ اللہ کا عذاب کتنا ہے تو کوئی بھی اس کی جنت کا لالچ نہ کرتا، اور اگر کافر جان لیتا کہ اللہ کے پاس رحمت کتنی ہے تو کوئی بھی جنت سے ناامید نہ ہوتا۔

اللہ رب العزت کی رحمت والدین کی اولاد پر محبت سے بھی زیادہ ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند قیدی لائے گئے، ان قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کی چھاتی دودھ سے بھری ہوئی تھی، جس بچے کو قید میں پاتی اس کو پکڑ کر اپنی چھاتی سے چمٹا لیتی اور اس کو دودھ پلاتی، (اسی عورت کا بچہ گم ہو گیا تھا اور یہ اُس کی تلاش میں تھی اور فرطِ جذبات میں اِس کی یہ کیفیت ہوگئی تھی،) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، اگرچہ وہ قدرت رکھتی ہے، لیکن پھر بھی نہیں ڈال سکتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَلَّهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بِوَلَدِهَا. ❷

ترجمہ: اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ مہربان ہے جتنا یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے۔

❶ صحیح مسلم: کتاب التوبة،بَابٌ فِي سِعَةِ رَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَأَنَّهَا سَبَقَتْ غَضَبَهُ،رقم الحديث: ۲۷۵۵

❷ صحیح البخاری: کتاب الأدب ،باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقه، رقم الحديث: ۵۹۹۹

اللہ رب العزت کی اپنے بندوں سے محبت ورحمت

اسی طرح کی ایک روایت ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا جس نے کمبل اوڑھ رکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں کچھ دبا ہوا تھا، اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے جب آپ کو دیکھا تو آپ کی طرف آنے لگا، راستے میں درختوں کا ایک جھنڈ پڑتا ہے وہاں میں نے چڑیوں کے بچوں کی آواز سنی اور میں نے ان کو پکڑ کر اپنے کمبل میں چھپا لیا، تو ان کی ماں آئی اور میرے سر پر چکر لگانے لگی، میں نے اس کے بچوں کو کھولا تو وہ بچوں پر آ پڑی اور ان کے ساتھ خود بھی قید ہوگئی، اب میں ان سب کو اپنے کمبل میں لپیٹ کر لا یا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو یہاں رکھ دے، تو میں نے رکھ دیا لیکن ماں نے اپنے بچوں کا ساتھ نہ چھوڑا، ان کی یہ حالت دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا کہ کیا تم کو چڑیا کی اپنے بچوں سے محبت پر تعجب نہیں ہوا؟ انھوں نے عرض کیا: ہاں! یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَوَالَّذِی بَعَثَنِی بِالْحَقِّ، لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ أُمِّ الْأَفْرَاخِ بِفِرَاخِهَا. ❶

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس نے مجھے سچائی کے ساتھ پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا ہے، بلا شبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس سے کہیں زیادہ محبت کرتا ہے جتنا کہ یہ چڑیا اپنے بچوں سے محبت کرتی ہے۔

اسکے بعد اس شخص سے فرمایا کہ ان کو لے جا اور وہیں چھوڑ آ جہاں سے تو نے ان کو پکڑ کر لا یا تھا اور بچوں کی ماں کو بھی انہی کے ساتھ لے جا۔ پس وہ شخص ان سب کو لے گیا۔

---

❶ سنن أبي داود: كتاب الجنائز، باب الأمراض المكفرة للذنوب، رقم الحديث: ۳۰۸۹

کوئی بھی صرف اپنے اعمال کے بدولت نجات نہیں پائے گا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

لَنْ يُنَجِّيَ أَحَدًا مِنكُمْ عَمَلُهُ.

ترجمہ:تم میں سے کسی کا عمل اسے آگ سے نجات نہیں دے گا؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ کیا آپ کو بھی؟ (آپ کا عمل باوجود کامل ہونے کے نجات نہیں دلائے گا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَلاأَنَا،إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِرَحْمَةٍ،سَدِّدُوا وَقَارِبُوا،وَاغْدُوا وَرُوحُوا، وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ،وَالقَصْدَ القَصْدَ تَبْلُغُوا. ❶

ترجمہ:نہیں! مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے،لہٰذا تم لوگ اپنے اعمال کو تیر کی طرح راست ودرست کرو،عمل میں میانہ روی اختیار کرو(یعنی کسی عمل کو کمی وزیادتی کے ساتھ نہ کرو) دن کے ابتدائی حصہ میں عبادت کرو،دن کے آخری حصہ میں عبادت کرواور رات میں بھی کچھ عبادت کرو(یعنی نماز تہجد پڑھو) اور عبادت میں میانہ روی اختیار کرو،میانہ روی اختیار کرو،اپنی منزل کو پالوگے۔

یعنی جو بھی جہنم سے بچ کر جنت میں جائے گا وہ صرف اللہ تعالی کے رحمت وفضل سے جنت میں جائے گا،انسان اللہ کے فضل وکرم سے جنت میں جائے گا،صرف اپنے اعمال کی بدولت نہیں جاسکے گا۔

انسان اللہ کے فضل وکرم سے جنت میں جائے گا

ایک حدیث میں صراحت کیساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

---

❶ صحيح البخاری: كتاب الرقاق،باب القصد والمداومة على العمل، رقم الحديث: ٦٤٦٣

لَا يُدْخِلُ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ، وَلَا يُجِيرُهُ مِنَ النَّارِ، وَلَا أَنَا، إِلَّا بِرَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ. ❶

ترجمہ: تم میں سے کسی کا عمل اسکو نہ جنت میں داخل کرائے گا اور نہ ہی جہنم سے نجات دے گا، اور نہ مجھے، مگر اللہ کی رحمت سے۔

اللہ تعالیٰ گنہگاروں کی توبہ کا منتظر رہتا ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا. ❷

ترجمہ: اللہ تعالیٰ رات میں اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے، تاکہ دن میں گناہ کرنے والا توبہ کرے، اور دن میں اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے، تاکہ رات میں گناہ کرنے والا توبہ کرے، یہاں تک کہ سورج مغرب کی سمت سے نکلے۔

ہاتھ پھیلانا دراصل کنایہ ہے طلب کرنے سے، چنانچہ جب کوئی شخص کسی سے کچھ مانگتا ہے تو اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ رات میں ہاتھ پھیلاتا ہے، اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو توبہ کی طرف بلاتا ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ پھیلانا اس کی رحمت ومغفرت سے کنایہ ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ یہاں تک کہ سورج مغرب کی سمت سے نکلے، اس کا مطلب

❶صحیح مسلم: کتاب صفة القيامة والجنة والنار، بَابُ لَنْ يَدْخُلَ أَحَدٌ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهِ بَلْ بِرَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى، رقم الحديث: ٢٨١٧

❷صحیح مسلم: كتاب التوبة، باب قبول التوبة من الذنوب، رقم الحديث: ٢٧٥٩

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں سے طلبِ توبہ کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ قربِ قیامت میں سورج مشرق کے بجائے مغرب سے نکلے، کیونکہ جب آفتاب مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا تو توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، اس کے بعد پھر کسی کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

جب تک برائی کا ارتکاب نہ کرے تو برائی نہیں لکھی جاتی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھیں (یعنی فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ لوح محفوظ میں نیکیوں اور برائیوں کے بارہ میں یہ تفصیل لکھ دیں کہ) جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور وہ اس پر عمل نہ کر سکے (یعنی ارادہ کے باوجود وہ کسی عذر کی بناء پر اس نیکی کو کرنے پر قادر نہ ہو سکے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے ہاں اس ارادہ ہی کو ایک پوری نیکی لکھ لیتا ہے، اور جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور پھر اس نیکی کو کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے ہاں دس گنا سے سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ نیکیاں لکھ لیتا ہے (یعنی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے اللہ چاہتا ہے اپنے فضل وکرم سے

❶ صحيح البخاری: كتاب الرقاق، باب من همّ بحسنة أوبسيئة، رقم الحديث: ٦٤٩١

بحسب اخلاص اور ادائیگی شرائط وآداب اس سے بھی زیادہ ثواب لکھتا ہے) اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرے (اور پھر اللہ کے خوف کی وجہ سے) اس برائی میں بھی مبتلا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے ہاں ایک پوری نیکی لکھ لیتا ہے، اور جس شخص نے کسی برائی کا ارادہ کیا تو پھر اس برائی میں مبتلا بھی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک ہی برائی لکھتا ہے۔

یعنی اللہ تعالی کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ صرف نیکی کا ارادہ کرنے سے بھی نیکی لکھ دی جاتی ہے، اور جب نیکی کرے تو دس گنا سے سات سو گنا تک، اور جب اخلاص اس سے بھی زیادہ ہو تو نیکیاں اِس سے بھی زیادہ لکھی جاتی ہیں، جبکہ برائی کا ارادہ کرنے سے برائی اُس وقت تک نہیں لکھی جاتی جب تک برائی کا ارتکاب نہ کرے، اور اگر برائی کر بھی لے تو ایک برائی لکھ دی جاتی ہے، یہ اللہ رب العزت کی وسعتِ رحمت ہے۔

اللہ کی رحمت تیرے گناہوں سے بڑھ کر ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور تین بار کہا: ہائے میرے گناہ، ہائے میرے گناہ، ہائے میرے گناہ، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قُلِ اللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ أَوْسَعُ مِنْ ذُنُوبِي وَرَحْمَتُكَ أَرْجَى عِنْدِي مِنْ عَمَلِي. ❶

ترجمہ: کہو! اے اللہ! آپ کی بخشش میرے گناہوں سے بڑی ہے اور آپ کی رحمت میرے نزدیک میرے عمل سے زیادہ پرامید ہے۔

---

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب الدعاء والتکبیر والتهلیل والتسبیح والذکر، ج ۱ ص ۷۲۸، رقم الحدیث: ۱۹۹۴

اس نے یہ پڑھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر دہراؤ، اس نے پھر دوہرایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر دہراؤ، اس نے پھر دوہرایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر دہراؤ، اس نے پھر دوہرایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: جاؤ! اللہ تعالی نے تمہیں معاف فرمادیا۔

آسمان کی بلندیوں تک گناہوں کی معافی

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّکَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَکَ عَلَى مَا كَانَ فِيکَ وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُکَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَکَ، وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّکَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِکُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُکَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً. ❶

ترجمہ: اے ابن آدم! جب تک تو مجھ سے گناہوں کی معافی مانگتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا میں تجھے بخشوں گا، تو نے جو برا کام بھی کیا ہوگا اور مجھ کو اس کی پرواہ نہیں ہوگی، (یعنی تو چاہے کتنا ہی بڑا گنہگار ہو تجھے بخشنا میرے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے) اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک بھی پہنچ جائیں اور تو مجھ سے بخشش چاہے تو میں تجھ کو بخش دوں گا۔ اور مجھ کو اس کی پرواہ نہیں ہوگی، اے ابن آدم! اگر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تیرے ساتھ گناہوں سے بھری ہوئی زمین ہو تو میں تیرے پاس بخشش مغفرت سے بھری ہوئی زمین کو لے کر آؤں گا، بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو۔

---

❶ سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب في فضل التوبة والاستغفار وما ذكر من رحمة الله بعباده، باب منه، رقم الحديث: ۳۵۴۰

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ آسمان کی بلندیوں تک گناہ ہو جائیں پھر صدقِ دل سے توبہ کر دے تو رب العالمین تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ ایک انسان زندگی بھر گناہ کرتا رہتا ہے پھر اللہ سے سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ اسکو معاف فرما دیتے ہیں۔

اللہ رب العزت کی بے پناہ وسعتِ رحمت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللَّهُ بِکُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ یُذْنِبُونَ، فَیَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ فَیَغْفِرُ لَهُمْ. (۱)

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اٹھا لے اور تمہاری جگہ ایسے لوگ پیدا کر دے جو گناہ کریں اور اللہ سے بخشش ومغفرت چاہیں اور پھر اللہ تعالیٰ انہیں بخشے۔

اس ارشادِ گرامی کا مقصد مغفرت اور رحمتِ باری تعالیٰ کی وسعت کو بیان کرنا اور یہ بتانا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اسم پاک ''غفور'' کی شان کو ظاہر کرنے کے لئے اتنا بخشش کرنے والا ہے، اس لئے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ خدانخواستہ اس حدیث کے ذریعہ گناہ کی ترغیب مقصود نہیں ہے، کیونکہ گناہ سے بچنے کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں اس لئے بھیجا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو گناہ ومعصیت کی زندگی سے نکال کر اطاعت وعبادت کی راہ پر لگائیں۔

(۱) صحیح مسلم: کتاب التوبة، باب سقوط الذنوب بالاستغفار توبة، رقم الحدیث: ۲۷۴۹

اللہ رب العزت فرشتوں کے سامنے تذکرہ کرکے بندے کی مغفرت کرتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا فَقَالَ: رَبِّ أَذْنَبْتُ فَاغْفِرْ لِی، فَقَالَ رَبُّهُ: أَعَلِمَ عَبْدِی أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِی، ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا، أَوْ أَذْنَبَ ذَنْبًا، فَقَالَ: رَبِّ أَذْنَبْتُ آخَرَ، فَاغْفِرْهُ؟ فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِی أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِی، ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا، قَالَ: رَبِّ أَصَبْتُ آخَرَ، فَاغْفِرْهُ لِی، فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِی أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِی ثَلاثًا، فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ. ❶

ترجمہ: اسی امت میں سے یا گزشتہ امتوں میں سے ایک بندے نے گناہ کیا اور پھر کہنے لگا اے میرے پروردگار! میں نے گناہ کیا ہے، تو میرے اس گناہ کو بخش دے، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: کیا میرا یہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو جس کو چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے اس کے گناہ بخشتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے اس کے گناہ پر مواخذہ کرتا ہے، تو جان لو! میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا۔ وہ بندہ اس مدت تک کہ اللہ نے چاہا گناہ کرنے سے باز رہا، اس کے بعد اس نے پھر گناہ کیا اور عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! میں نے گناہ کیا ہے تو میرے اس گناہ کو بخش دے، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: کیا یہ میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک

❶ صحیح البخاری: کتاب التوحید: باب قول اللہ تعالی یریدون أن یبدلوا کلام اللہ، رقم الحدیث: ۷۵۰۷

پروردگار ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر مواخذہ کرتا ہے؟ میں نے اس بندہ کو بخش دیا۔ وہ بندہ ایک مدت تک کہ اللہ نے چاہا گناہ سے باز رہا اور اس کے بعد پھر اس نے گناہ کیا اور اس کے بعد پھر اس نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! میں نے گناہ کیا ہے، تو میرے اس گناہ کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے، جو گناہ بخشتا ہے اور اس پر مواخذہ کرتا ہے؟ میں نے اس بندہ کو تین مرتبہ بخش دیا، پس جب تک وہ استغفار کرتا رہے جو چاہے کرے۔

حدیث کے آخری الفاظ پس جو چاہے کرے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بندہ جب تک گناہ کرتا رہے گا اور استغفار کرتا رہے گا اس کے گناہ بخشتا رہوں گا، اس جملہ سے خدانخواستہ گناہ کی طرف رغبت دلانا مقصود نہیں ہے، بلکہ استغفار کی فضیلت اور گناہوں کی بخشش میں استغفار کی تاثیر کو بیان کرنا مقصود ہے۔

وسعتِ رحمت کے سبب مرض الموت تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ غرغرہ کی کیفیت نہ شروع ہو جائے۔

غرغرہ انسانی زندگی کا وہ آخری درجہ ہے، جب جسم و روح کا تعلق اپنے انقطاع کے انتہائی نقطہ کے بالکل قریب ہوتا ہے، جان پورے بدن سے کھنچ کر حلق میں آ جاتی ہے، سانس اکھڑ کر صرف غرغر کی سی آواز میں تبدیل ہو جاتا ہے اور زندگی کی بالکل آخری امید بھی یاس و ناامیدی کے درجہ یقین پر پہنچ جاتی ہے۔

---

❶ سنن ابن ماجة: كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، رقم الحديث: ۴۲۵۳

لہٰذا اس ارشاد گرامی میں ''جب تک کہ غرغرہ کی کیفیت شروع نہ ہو جائے'' کا مطلب یہ ہے کہ جب تک موت کا یقین نہیں ہوتا اس وقت تک توبہ قبول کی جاتی ہے، مگر جب موت کا بالکل یقین ہو جائے یعنی مذکورہ بالا کیفیت شروع ہو جائے تو اس وقت توبہ قبول نہیں ہوتی۔

۹۹ آدمیوں کو قتل کرنے والے کی توبہ قبول ہو کر مغفرت ہو گئی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی نے ننانوے جانوں کو قتل کیا، پھر اس نے اہلِ زمین میں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا، پس اس کی ایک راہب کی طرف راہنمائی کی گئی، وہ اس کے پاس آیا تو کہنے لگا: میں نے ننانوے جانوں کو قتل کیا ہے، کیا اس کے لئے توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں، پس اس نے اس راہب کو قتل کر کے سو پورے کر دیئے، پھر زمین والوں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا، تو ایک عالم کی طرف اس کی راہنمائی کی گئی، اس نے کہا: میں نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے میرے لئے توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ تو اس نے کہا: جی ہاں! اس کے اور توبہ کے درمیان کیا چیز رکاوٹ بن سکتی ہے، تم اس جگہ کی طرف جاؤ وہاں پر موجود کچھ لوگ اللہ کی عبادت کر رہے ہیں، تو بھی ان کے ساتھ عبادتِ الٰہی میں مصروف ہو جا اور اپنے علاقے کی طرف لوٹ کر نہ آنا کیونکہ وہ بری جگہ ہے، پس وہ چل دیا یہاں تک کہ جب آدھے راستے پر پہنچا تو اس کی موت واقع ہو گئی، پس اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے جھگڑ پڑے، رحمت کے فرشتوں نے کہا: ''**جَاءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهِ إِلَى اللَّهِ**'' یہ توبہ کرتا ہوا اور اپنے دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہوا آیا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا: ''**إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ**''

اس نے کوئی بھی نیک عمل نہیں کیا، پس پھر ان کے پاس ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا اسے انہوں نے اپنے درمیان ثالث (فیصلہ کرنے والا) مقرر کرلیا، تو اس نے کہا: قِيسُوا مَا بَيْنَ الْأَرْضَيْنِ، فَإِلَى أَيَّتِهِمَا كَانَ أَدْنَى فَهُوَ لَهُ'' دونوں زمینوں کی پیمائش کرلو، پس وہ دونوں میں سے جس زمین سے زیادہ قریب ہو وہی اس کا حکم ہوگا، پس انہوں نے زمین کو ناپا تو اسی زمین کو کم پایا جس کا اس نے ارادہ کیا تھا، پس پھر رحمت کے فرشتوں نے اس پر قبضہ کرلیا۔ (صدقِ دل سے توبہ کی وجہ سے گناہ معاف ہوگئے اور رحمتِ الٰہی کے طفیل مغفرت ہوگئی۔) ❶

زندگی بھر نافرمانی کرنے والے کو اللہ نے معاف کردیا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص کو موت آئی، جب اس کی زندگی کی کچھ امید نہ رہی، تو اس نے اپنے گھر والوں سے وصیت کی:

إِذَا أَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا كَثِيرًا، وَأَوْقِدُوا فِيهِ نَارًا، حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِي وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِي فَامْتُحِشَتْ، فَخُذُوهَا فَاطْحَنُوهَا، ثُمَّ انْظُرُوا يَوْمًا رَاحًا فَاذْرُوهُ فِي الْيَمِّ. ❷

ترجمہ: جب میں مر جاؤں تو میرے واسطے بہت سی لکڑیاں جمع کر کے آگ روشن کرنا اور اس کے اندر مجھے ڈال دینا یہاں تک کہ جب آگ میرے گوشت کو کھالے اور میری ہڈیوں تک پہنچ جائے تو تم ان ہڈیوں کو لے کر پیس ڈالنا پھر مجھے (یعنی میری پسی ہوئی ہڈیوں کو) کسی گرم یا (یہ کہا) کسی تیز ہوا چلنے والے دن دریا میں ڈال دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو جمع کر کے فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس

---

❶ صحيح مسلم: كتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل وإن كثر قتله، رقم الحديث: ٢٧٦٦

❷ صحيح البخاري: كتاب أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني اسرائيل، رقم الحديث: ٣٤٥٢

نے عرض کیا تیرے خوف سے، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

اس شخص کی زندگی گناہوں میں گزری ،لیکن آخرت کی جوابدہی اورخوفِ الٰہی سے خوف زدہ تھا،تو رحمتِ الٰہی کی کتنی وسعت ہے کہ رب العالمین نے اس کی مغفرت فرمادی۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں وسعتِ رحمت کے سبب بعض ایسے اعمال ہیں جو مختصر ہیں مگراُن کی فضیلت زیادہ ہے، یا گناہوں کو مٹانے والے اور درجات بلند کرنے والے اعمال ہیں، یہ سب باری تعالی کا فضل وکرم ہے کہ چھوٹے سے اعمال پر بہت زیادہ اجروثواب سے نوازتا ہے۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں گناہوں کو مٹانے والے اور بخشش والے اعمال

۱......میت کے لواحقین سے تعزیت کرنا

تعزیت کا عام فہم معنی یہ ہے کہ میت کے لواحقین اوراس کے اہل خانہ سے ایسے کلمات کہنا جن کو سن کراُن کا صدمہ کچھ کم ہوجائے۔انہیں تسلی دینا،صبر کی تلقین کرنا،مصیبت اور تکلیف پر اجر وثواب کی فضیلتیں بیان کرنا باعثِ اجر وثواب ہے،تعزیت کی بڑی فضیلت ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّى أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ، إِلَّا كَسَاهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۱)

ترجمہ: جوکوئی اپنے مؤمن بھائی کی مصیبت پر تعزیت کرے گا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اِسے قیامت کے روزعزت کالباس پہنائے گا۔

(۱) سنن ابن ماجه: كتاب الجنائز ،باب ما جاء فى الثواب من عزى مصابا، رقم الحديث: ۱۶۰۱

ہمارے معاشرے میں تعزیت بھی صرف رسماً کی جاتی ہے، ہمیں چاہیے کہ تعزیت کو میت کا حق سمجھ کر کریں، تا کہ مذکورہ اجر کے حق دار بن سکیں، ہمارے یہاں تعزیت ہاتھ اٹھا کر دُعا کرنے کو سمجھا جاتا ہے، حالانکہ تعزیت میں اصل صاحبِ خانہ کو تسلی دینا ہے، اور ایسے کلمات کہنا جن سے اُن کے صدمہ میں کمی آئے۔

۲......"سُبْحَانَ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَانَفْسِهِ" کلمات پڑھنا

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ، وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحَى، وَهِيَ جَالِسَةٌ، فَقَالَ: مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ. [1]

ترجمہ: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت نماز فجر کے لئے ان کے پاس سے نکلے اور وہ اپنے مصلی پر بیٹھی ہوئی تھیں، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت واپس تشریف لائے وہ اپنی جگہ یعنی مصلی پر بدستور بیٹھی ہوئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ جس حالت میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا اسی طرح مسلسل بیٹھی ہوئی ہو؟ یعنی صبح کے وقت سے اب تک کہ چاشت کا وقت آ گیا ہے مصلی پر بیٹھی ہوئی اسی طرح ذکر الٰہی میں مشغول ہو، انہوں نے کہا کہ جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے

[1] صحيح مسلم: كتاب الذكر، باب التسبيح أول النهار وعند النوم، رقم الحديث: ٢٧٢٦

ہیں وہ چار کلمے ایسے ہیں کہ اگر ان کواس چیز سے تولا جائے جس کے کہنے میں تم ابتداء دن سے اب تک مشغول رہی ہو (یعنی ذکر میں تو یقیناً چار کلمے اس چیز پر بھاری رہیں گے یعنی ان چار کلموں کا ثواب اس پورے وقت ذکر الٰہی میں تمہاری مشغولیت کے ثواب سے زیادہ ہوگا)۔اور وہ چار کلمے یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ.

ترجمہ: میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اوراس کی تعریف کرتا ہوں اس کی مخلوقات کی تعداد کے بقدر اوراس کی ذات کی مرضی کے موافق اوراس کے عرش کے وزن کے مطابق اوراس کے کلموں کی مقدار کی مانند ہے۔

۳......تینتیس دفعہ سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر اور آخر میں چوتھا کلمہ پڑھنا

ہر فرض نماز کے بعد تینتیس دفعہ سبحان اللہ، تینتیس دفعہ الحمدللہ اور تینتیس دفعہ اللہ اکبر اور آخر میں چوتھا کلمہ پڑھنا، اس کی اتنی فضیلت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان تسبیحات کو پڑھے گا تو اللہ رب العزت اس کے سارے گناہ معاف کردیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ، وَقَالَ: تَمَامَ الْمِائَةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. ❶

ترجمہ: جو ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سبحان اللہ، تینتیس دفعہ الحمدللہ اور تینتیس دفعہ اللہ

❶ صحیح مسلم: کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، رقم الحدیث: ۵۹۷

اکبر" فَتِلکَ تِسعَةٌ وَتِسعُون " یہ ہوگئے کل ننانوے" وَقَالَ: تَمَامَ الْمِائَةَ" اپنے سو کی تعداد کو پورا کرے اور یہ کلمات پڑھے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ، لَهُ الْمُلکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ" اللہ اس کے گناہوں کو معاف کردے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

تو کتنا مختصر عمل ہے تینتیس، تینتیس دفعہ سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر اور آخر میں یہ کلمہ جو پڑھ لے گا تو فرمایا سمندر کی جھاگ کے برابر بھی کسی کے گناہ ہوں تو اللہ معاف کر دے گا۔ اول تو اتنے زیادہ کسی کے گناہ نہیں ہو سکتے کہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں، لیکن بالفرض اگر اتنے بھی ہوں تو اللہ اس کے ان گناہوں کو معاف فرما دے گا۔

۴...... چالیس موحد آدمیوں کی سفارش پر میت کی مغفرت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَمُوتُ فَیَقُومُ عَلَی جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا یُشْرِکُونَ بِاللَّهِ شَیْئًا إِلَّا شُفِّعُوا فِیهِ. [1]

ترجمہ: مسلمانوں کی کوئی میت ایسی نہیں کہ جس کے جنازہ پر چالیس ایسے آدمی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں (اور وہ اس کے حق میں دعائے مغفرت کریں) تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو قبول فرماتے ہیں۔

۵...... جنازے میں تین صفیں ہوں تو میت کی مغفرت ہو جاتی ہے

قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ما صَفَّ صُفُوفٌ ثَلَاثَةٌ مِنْ

[1] سنن أبی داود: کتاب الجنائز، باب فضل الصلاة علی الجنائز وتشییعها، رقم الحدیث: ۳۱۷۰

الْمُسْلِمِينَ عَلَى مَيِّتٍ إِلَّا أَوْجَبَ. ❶

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس میّت پر مسلمانوں کی تین صفیں جنازہ پڑھیں اس کیلئے جنت واجب ہوجاتی ہے۔

سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں کی مغفرت والے اعمال

ا......تسبیحات فاطمی کا اہتمام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَبَّحَ اللَّهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، وَحَمِدَ اللَّهَ ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ، وَقَالَ: تَمَامَ الْمِائَةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. ❷

ترجمہ: جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ تینتیس مرتبہ کہے، الحمد للہ تینتیس مرتبہ کہے، اللہ اکبر تینتیس مرتبہ کہے، یہ کل ننانوے ہوئے اور سو مکمل کرے (چوتھے کلمہ پر) تو اسکے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اگر سمندر کے جاگ کے برابر کیوں نہ ہو۔

یعنی ہر نماز کے بعد سبحان اللہ تینتیس مرتبہ کہے، الحمد للہ تینتیس مرتبہ کہے، اللہ اکبر تینتیس مرتبہ کہے، یہ کل ننانوے ہوئے اور سو مکمل کرے چوتھے کلمہ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

---

❶ سنن أبي داود: كتاب الجنائز، باب في الصفوف على الجنازة، رقم الحديث: ٣١٦٦، قال شعيب الأرنؤوط في تعليق سنن أبي داود: "إسناد حسن"، فقد صرّح محمد بن إسحاق بالتحديث عند الروياني في مسنده (١٥٣٧) وحسنه النووي وابن حجر.

❷ صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته: رقم الحديث: ٥٩٧

وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ) پڑتو اسکے سب گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ ہر نماز کے بعد اسطرح تسبیحات پڑھنے کو ''تسبیحات فاطمی'' کہا جاتا ہے۔

۲...... فجر کی نماز کے بعد ''سُبْحَانَ اللّٰه'' اور ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ'' سو مرتبہ پڑھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَبَّحَ فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ، وَهَلَّلَ مِائَةَ تَهْلِيلَةٍ، غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ، وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. ❶

ترجمہ: جس نے صبح کی نماز کے بعد سو (۱۰۰) مرتبہ ''سبحان اللہ'' اور سو (۱۰۰) مرتبہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھا تو اس کے گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی خواہ اس کے گناہ سمندر کی جاگ کے برابر ہوں۔

مختصر سا عمل ہے، مشکل سے پانچ سے دس منٹ لگیں گے لیکن فضیلت اتنی کہ سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۳...... ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ'' تسبیح کا اہتمام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، حُطَّتْ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. ❷

ترجمہ: جس شخص نے کسی دن میں سو مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ'' پڑھا تو اس

❶ سنن النسائی: کتاب السهو، نوع آخر من عدد التسبيح، رقم الحديث: ۱۳۵۴

❷ صحيح البخاری: کتاب الدعوات، باب فضل التسبيح، رقم الحديث ۶۴۰۵

کے سب گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کی مانند یعنی کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں۔

توجو عمل گناہوں کو مٹا دیتا ہے وہ ہے دن میں ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ'' کا سو مرتبہ پڑھنے کا اہتمام کرنا۔ احادیث مبارکہ میں اس تسبیح کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔

۴......بستر پر جاتے وقت مندرجہ ذیل دعا پڑھنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ حِینَ یَأْوِی إِلَی فِرَاشِہٖ، لَا إِلَہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیکَ لَہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَہُوَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا إِلَہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ، غَفَرَ اللّٰہُ ذُنُوبَہُ أَوْ خَطَایَاہُ، شَکَّ مِسْعَرٌ، وَإِنْ کَانَ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. ❶

ترجمہ: جوشخص بستر پر جاتے وقت یہ دعا پڑھے ''**لَا إِلَہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیکَ لَہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَہُوَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا إِلَہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ**'' تو اللہ تعالی اسکے گناہوں کو بخش دیگا یا اسکی غلطیوں کو (مسعر راوی کو شک ہے) اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہو۔

گناہوں سے ایسی معافی جیسے ماں نے ابھی جنا ہے

۱......حج کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا:

❶ صحیح ابن حبان : کتاب الزینة والتطییب، باب آداب النوم، ج ۱۲ ص ۳۳۸، رقم الحدیث: ۵۵۲۸

مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. ❶

ترجمہ: جس نے اللہ کی رضا کیلئے حج کیا، کوئی گناہ کا کام نہیں کیا، بے ہودہ باتیں نہیں کی، تو ایسے لوٹے گا (گناہوں سے پاک وصاف ہو کہ) جیسا کہ اسکی ماں نے اسکو ابھی جنا ہے۔

۲......مسنون طریقے کے مطابق وضو کرنا

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں خیال کرتا تھا کہ لوگ گمراہی میں مبتلا ہیں اور وہ کسی راستے پر نہیں ہیں اور وہ سب لوگ بتوں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں، میں نے ایک آدمی کے بارے میں سنا کہ وہ مکہ میں بہت سی خبریں بیان کرتا ہے، تو میں اپنی سواری پر بیٹھا اوران کی خدمت میں حاضر ہوا، یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ چھپ کر رہ رہے ہیں کیونکہ آپ کی قوم آپ پر مسلط تھی، پھر میں نے ایک طریقہ اختیار کیا جس کے مطابق میں مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا: آپ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نبی ہوں، میں نے عرض کیا: نبی کسے کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، میں نے عرض کیا کہ آپ کو کس چیز کا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ صلہ رحمی کرنا اور بتوں کو توڑنا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا، میں نے عرض کیا کہ اس مسئلہ میں آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آزاد اور ایک غلام۔

راوی نے کہا کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور

❶ صحيح البخاري: كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم الحديث: ۱۵۲۱

حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے جو آپ پر ایمان لے آئے تھے، میں نے عرض کیا کہ میں بھی آپ کی پیروی کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تم اس کی طاقت نہیں رکھتے، کیا تم میرا اور لوگوں کا حال نہیں دیکھتے اس وقت تم اپنے گھر جاؤ پھر جب سنو کہ میں ظاہر (غالب) ہو گیا ہوں تو پھر میرے پاس آنا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر کی طرف چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں آ گئے تو میں اپنے گھر والوں میں ہی تھا اور لوگوں سے خبریں لیتا رہتا تھا اور پوچھتا رہتا تھا یہاں تک کہ مدینہ منورہ والوں سے میری طرف کچھ آدمی آئے، تو میں نے ان سے کہا کہ اس طرح کے جو آدمی مدینہ منورہ میں آئے ہیں وہ کیسے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ لوگ ان کی طرف دوڑ رہے ہیں ان کی قوم کے لوگ انہیں قتل کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے، تو میں مدینہ منورہ میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! تم تو وہی ہو جس نے مجھ سے مکہ میں ملاقات کی تھی، میں نے عرض کیا: جی ہاں! پھر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اللہ نے آپ کو جو کچھ سکھایا ہے مجھے اس کی خبر دیجئے اور میں اس سے جاہل ہوں، مجھے نماز کے بارے میں خبر دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح کی نماز پڑھو پھر نماز سے رکے رہو یہاں تک کہ سورج نکل آئے اور نکل کر بلند ہو جائے کیونکہ جب سورج نکلتا ہے اور اس وقت کافر لوگ اسے سجدہ کرتے ہیں، پھر نماز پڑھو کیونکہ اس وقت کی نماز کی گواہی فرشتے دیں گے اور حاضر ہوں گے یہاں تک کہ سایہ نیزے کے برابر ہو جائے، پھر نماز سے رکے رہو کیونکہ اس وقت جہنم جھونکی جاتی ہے، پھر جب سایہ آ جائے تو نماز پڑھو کیونکہ اس وقت کی نماز کی فرشتے گواہی دیں گے اور حاضر کئے جائیں گے یہاں تک کہ تم عصر کی نماز

پڑھو، پھر سورج کے غروب ہونے تک نماز سے رکے رہو کیونکہ یہ شیطان کے سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کافر لوگ اسے سجدہ کرتے ہیں، میں نے عرض کیا: وضو کے بارے میں بھی کچھ بتائیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَامِنكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوءَهُ فَيَتَمَضْمَضُ، وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ، وَفِيهِ وَخَيَاشِيمِهِ، ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ، فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلَّى، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ، وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلَّهِ، إِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. ❶

ترجمہ: تم میں سے کوئی آدمی بھی ایسا نہیں جو وضو کے پانی سے کلی کرے اور پانی ناک میں ڈالے اور ناک صاف کرے مگر یہ کہ اس کے منہ اور نتھنوں کے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ منہ دھوتا ہے جس طرح اللہ نے اسے حکم دیا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ اس کی داڑھی کے کناروں کے ساتھ لگ کر پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں، پھر جب وہ اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھوتا ہے تو دونوں پاؤں کے گناہ انگلیوں کے پوروں کی طرف سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں، پھر اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اللہ کی حمد وثناء اور اس کی بزرگی بیان کرے جو اس کے شایانِ شان اور اپنے دل کو

❶ صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب إسلام عمرو بن عمرو عبسة، رقم الحديث: ۸۳۲

خالص اللہ کے لئے فارغ کرلے تو وہ آدمی اپنے گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہوجاتا ہے جس طرح کہ آج ہی اس کی ماں نے اُسے جنا ہے۔

چنانچہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، تو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عمرو بن عبسہ دیکھو! کیا کہہ رہے ہو؟ کیا ایک ہی جگہ میں آدمی کو اتنا ثواب مل سکتا ہے تو حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے ابوامامہ! میں بڑی عمر والا ہوگیا ہوں اور میری ہڈیاں نرم ہوگئی ہیں اور میری موت قریب آ گئی ہے تو اب مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ یا تین مرتبہ یہاں تک کہ سات مرتبہ بھی سنتا تو میں کبھی بھی اس حدیث کو بیان نہ کرتا لیکن میں نے تو اس حدیث کو اس سے بھی بہت زیادہ مرتبہ سنا ہے۔

۳...... پچاس مرتبہ طواف کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ خَمْسِينَ مَرَّةً خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. ❶

ترجمہ: جس نے بیت اللہ کا پچاس مرتبہ طواف کیا وہ گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسا کہ اسکی ماں نے اُسے ابھی جنا ہے۔

۴...... تین عظیم الشان اعمال

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے پروردگار بزرگ و برتر کو (خواب میں) بہت ہی اچھی صورت میں دیکھا، اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ مقربین فرشتے کس معاملے میں

❶ مصنف عبدالرزاق: کتاب المغازی، باب وتر الطواف، ج۵ ص ۵۰۰، رقم الحدیث: ۹۸۰۹

بحث کر رہے ہیں، میں نے عرض کی پروردگار! تو ہی بہتر جانتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (یہ سن کر) اللہ تعالیٰ نے میرے کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھا جس کے ٹھنڈک مجھے اپنے سینہ پر محسوس ہوئی (اور اس کی وجہ سے) میں زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو جان گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یعنی آپ کو زمین و آسمانوں کا علم دینے کے بعد سوال فرمایا کہ اے محمد! آپ کو معلوم ہے کہ مقربین فرشتے کس معاملے میں بحث کر رہے ہیں؟ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا، جی ہاں! میں جانتا ہوں کفارات (یعنی گناہوں کو ختم کرنے والی چیزوں) کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں، اور وہ کفارات (یہ) ہیں کہ نمازوں کے بعد مسجدوں میں (دوسرے وقت کی نماز کے انتظار میں) بیٹھا جائے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے پیدل چلا جائے اور سختی کے وقت (مثلاً بیماری یا سردی میں اعضائے وضو پر) وضو کا پانی اچھی طرح پہنچایا جائے (لہٰذا) جس نے یہ کیا (یعنی مذکورہ اعمال کئے)۔

عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ، وَكَانَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. ❶

ترجمہ: وہ بھلائی پر زندہ رہے گا اور بھلائی ہی پر مرے گا اور گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا گویا اس کی ماں نے آج ہی اس کو جنا ہے۔

تو یہ تین ایسے عظیم الشان اعمال ہیں کہ انسان کے گناہ ایسے معاف ہو جاتے ہیں کہ جیسے اُسے اُس کی ماں نے آج ہی اس کو جنا ہے۔

۵......اشراق کی نماز پڑھنا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

❶ سنن الترمذی: أبواب تفسير القرآن، باب: ومن سورة ص، رقم الحديث: ۳۲۳۴

ساتھ غزوہ تبوک میں گئے، ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ باتیں کررہے تھے، پس آپ نے فرمایا:

مَنْ قَامَ إِذَا اسْتَقَلَّتِ الشَّمْسُ فَتَوَضَّأَ، فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ،ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ،غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ فَكَانَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. ❶

ترجمہ: جس کے سامنے آفتاب آجائے (مراد اشراق کا وقت ہے) پھر وہ کھڑا ہوا پس وضو کیا اور بہت اچھی طرح وضو کیا، پھر کھڑے ہوکر اُس نے دو رکعت نفل پڑھیں تو اُس کی خطائیں معاف کردی جائیں گی اور ایسا ہوجائے گا جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا۔

۶......حضرت سلیمان علیہ السلام کا مسجد اقصیٰ میں نماز کے لئے آنے والے کے لئے دُعا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَنَى بَيْتَ الْمَقْدِسِ سَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ......سَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ فَأُوتِيَهُ، وَسَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ مُلْكًا لا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ فَأُوتِيَهُ،وَسَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حِينَ فَرَغَ مِنْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ أَنْ لا يَأْتِيَهُ أَحَدٌ لا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ فِيهِ أَنْ يُخْرِجَهُ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ . ❷

ترجمہ: حضرت سلیمان بن داؤد نے بیت المقدس کو جس وقت تعمیر فرمایا تو اللہ تعالیٰ

❶مسند أحمد: مسند عمر بن الخطاب، ج ۱ ص ۲۷۴، رقم الحديث: ۱۲۱

❷سنن النسائی: كتاب المساجد ،باب مسجد الأقصى والصلاة فيه ،رقم الحديث: ۶۹۳

سے دعا مانگی۔ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جیسی حکومت عطا فرمادے کہ ہوا، پانی اور جانوران کے ماتحت ہوں، اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی حکومت عطا فرمائی، اور ایک یہ کہ جس وقت مسجد تعمیر کرنے سے فراغت حاصل ہوگئی تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اے اللہ! جو شخص اس مسجد میں نماز ہی کے واسطے آئے تو اس کو گناہ سے اس طرح پاک فرمادے جیسا کہ وہ اپنی ولادت کے وقت پاک صاف تھا۔

تو بہرحال یہ وہ اعمال ہیں کہ ان کے اختیار کرنے سے گناہ اِس طرح معاف ہوجاتے ہیں کہ جیسے ابھی اُس کی ماں اُسے جنا ہے، اس لئے ان اعمال کا خوب اہتمام کریں۔

رحمتِ الٰہی کی وسعت واقعات کی روشنی میں

چالیس سال تک اللہ کی نافرمانی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل میں قحط واقع ہوا، لوگوں نے جمع ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ یا نبی اللہ اپنے پروردگار سے دعا کیجیے کہ ہم پر بارش برسادے، آپ ان کے ہمراہ جنگل کو چلے، وہ ستّر ہزار آدمی تھے بلکہ زیادہ، آپ نے دعا فرمائی کہ الٰہی ہم پر بارش نازل فرما اور ہم پر اپنی رحمت پھیلا دے، اور دودھ پینے والے بچوں اور چرنے والے جانوروں اور نمازی بوڑھوں کے طفیل ہم پر رحم فرما، مگر آسمان پہلے سے بھی زیادہ صاف اور آفتاب پہلے سے بھی زیادہ گرم ہوگیا۔ آپ نے اس وقت عرض کی کہ الٰہی اگر میری وجاہت آپ کے سامنے گھٹ گئی ہے تو حضرت نبی امی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے التجا کرتا ہوں جنھیں آخر زمانہ میں آپ مبعوث فرمائیں گے ان کے طفیل ہم پر بارش برسا۔

وحی آئی کہ اے موسیٰ علیہ السلام! تمہارا رتبہ میرے نزدیک گھٹا نہیں ہے اور نہ تمہاری وجاہت کم ہوئی ہے لیکن تم میں ایک بندہ ہے جو چالیس برس سے گناہوں کے ساتھ

میرا مقابلہ کررہا ہے،تم لوگوں میں منادی کردو تاکہ وہ شخص تم میں سے نکل جائے ، میں نے اسی کے سبب بارش روک رکھی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی! میں کمزور بندہ اپنی کمزور آواز سے ان سب کو کیسے مطلع کروں گا حالاں کہ لوگ کم بیش ستّر ہزار ہیں، حکم ہوا تم آواز دو ہم پہنچادیں گے۔ چنانچہ آپ نے کھڑے ہو کر ندا کی:

یا أیھاالعبد العاصی الذی یبارز اللّٰہ منذ أربعین سنۃ!اخرج من بین أظھرنا فبک منعناالمطر. فقام العبد العاصی فنظر ذات الیمین وذات الشمال فلم یر أحداخرج فعلم أنہ المطلوب فقال فی نفسہ:إن أناخرجت من بین ھذاالخلق افتضحت علی رؤوس بنی إسرائیل وإن قعدت معھم منعوا لأجلی فأدخل رأسہ فی ثیابہ نادما علی فعالہ وقال:إلھی وسیدی!عصیتک أربعین سنۃ وأمھلتنی وقد أتیتک طائعا فاقبلنی. ❶

ترجمہ:اے وہ گناہ گار بندے جو چالیس سال سے گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کررہا ہے ہمارے درمیان سے نکل جا کیوں کہ تیری ہی وجہ سے ہم سے بارش روکی گئی ہے، یہ سن کر وہ بندہ گناہ گار کھڑا ہوا اور چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھا تو کوئی نکلتا ہوا نظر نہ آیا اس وقت وہ سمجھ گیا کہ میں ہی مطلوب ہوں،اور جی میں سوچنے لگا کہ اگر میں لوگوں میں سے نکلوں گا تو سب کے سامنے میری رسوائی ہوگی۔اور اگر ان کے ساتھ ٹھہرا رہوں تو میری وجہ سے سب لوگ بارش سے محروم ہوجائیں گے،اس خیال کے آتے ہی اُس نے اُسی وقت اپنے چہرے پر کپڑا ڈالا تاکہ کوئی دیکھ نہ لے اور دعا کی کہ اے اللہ! میں نے چالیس سال تیری نافرمانی کی میرا دن بھی تیری نافرمانی میں گزرا میری رات بھی تیری نافرمانی میں گزری تو نے مجھے مہلت دی اب میں فرماں

❶ کتاب التوابین لابن قدامۃ،توبۃ العبد العاصی،ص ٥٥،٥٦

بردار بن کر آیا ہوں مجھے قبول فرمالے۔

ابھی یہ دعا پوری بھی نہ کرنے پایا تھا کہ ایک سفید اَبر کا ٹکڑا ظاہر ہوا اور اس تیزی سے برسا کہ گویا مشک کے دہانے کھل گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہی ابھی تو ہم میں سے کوئی بھی نہیں نکلا پھر کیسے آپ نے ہم پر بارش نازل فرمائی؟ ارشاد ہوا اے موسیٰ! جس کی وجہ سے بارش روکی تھی اب اس کی وجہ سے برسا رہا ہوں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے الٰہی! اس بندہ کو مجھے دکھا دے، فرمایا: اے موسیٰ! میں نے نافرمانی کے زمانہ میں اُسے رسوا نہ کیا اب فرماں برداری کے وقت اسے کیونکر رسوا کروں گا۔

پیاسے کتے کو پانی پلانے کے سبب فاسقہ عورت کی مغفرت ہوگئی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُومِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلَى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذَلِكَ. [1]

ترجمہ: ایک بدکار عورت کی مغفرت کر دی گئی اس کا سبب یہ ہوا کہ وہ ایک کتے کے پاس سے گزری جو شدت پیاس کے سبب زبان نکالے کنوئیں کے کنارے پر کھڑا تھا، قریب تھا کہ اسے پیاس مار ڈالتی، اس عورت نے اپنا موزہ اتارا اور اسے دوپٹہ سے باندھ کر کنوئیں سے پانی نکالا اور کتے کو پلا دیا، بس اس عمل کی بدولت اس کی مغفرت ہوگئی۔

[1] صحیح البخاری: کتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب فی شرب أحدکم فلیغمسه......الخ، رقم الحدیث: ۳۳۲۱

ہم نجات پاگئے

عقبہ بن ابی شیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے خُلَید بن سعید رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اوران کی وفات ہوچکی تھی۔ میں نے خواب میں ان سے پوچھا، تمہارا کیا انجام ہوا؟ انہوں نے کہا ہمیں نجات کی کوئی امید نہیں تھی (اپنے گناہوں کی وجہ سے لیکن فضلِ الٰہی کے سبب) ہم نجات پا گئے۔ ❶

رحمتِ باری تعالیٰ کے سبب سب کی مغفرت ہوگئی

منصور بن عمار رحمہ اللہ کے بیٹے سلیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کو اپنے بہت قریب بلا لیا اور فرمایا: اے شیخ سوء! تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے کیوں بخش دیا؟ میں نے عرض کیا: نہیں اے خدا مجھے معلوم نہیں کہ مجھ کو کیوں بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انک جلست للناس یوما مجلسا فبکتیهم فبکی فیه عبد من عبادی لم یبک من خشیتی قط فغفرت له ووهبت أهل المجلس کلهم له ووهبتک فیمن وهبت له. ❷

ترجمہ: تو نے ایک مجلس منعقد کی اور تو نے اپنے وعظ سے لوگوں کو رُلایا یہاں تک کہ ایک بندہ ایسا بھی تھا جو میرے خوف سے کبھی بھی نہیں رویا تھا، وہ بھی تیری بات سن کر رویا۔ چنانچہ میں نے اس شخص کو بھی بخش دیا اور تمام مجلس اس کے حوالے کر دی کہ ان کو بخشوائے اور وہ تمام لوگ تیرے لئے بھی ہبہ کر دیے گئے کہ تو اپنے ساتھ بخشوائے۔

❶ المنامات لابن أبی الدنیا: ص ۴۹

❷ صفة الصفوة: ترجمة: منصور بن عمار بن کثیر، ج ۱ ص ۴۶۴/اتحاف السادة المتقین: ج ۲ ص ۴۱۸

جنازے میں شرکت کرنے والوں کے لیے مغفرت کا اعلان

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک گناہ گار شخص جس سے لوگوں نے بے زار ہو کر اس کو اپنے شہر سے نکال دیا، وہ ایک ویرانے میں رہنے لگا تھا اور جب اس کی موت کا وقت ہوا اور وہ انتقال کر گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ ہمارے ایک ولی کی فلاں جگہ وفات ہوگئی ہے، آپ اس کو غسل وکفن دے کر نماز جنازہ پڑھیں، اور لوگوں کو بتا دیں کہ جس کے گناہ زیادہ ہوں وہ لوگ اگر اس کے جنازے میں شریک ہوں تو میں ان کی بھی مغفرت کر دوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں اعلان کر دیا اور کثیر تعداد میں لوگ جمع ہو گئے اور جب لوگوں نے اس کی لاش کو دیکھا تو اس کو پہچان لیا اور کہا کہ حضرت! یہ تو بڑا گناہ گار شخص تھا، اور ہم نے تنگ آ کر اس کو گاؤں سے نکال دیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تعجب ہوا اور اللہ سے سوال کیا کہ اے اللہ! یہ کیا ماجرا ہے؟ تو وحی آئی کہ اے موسیٰ! یہ بات تو سچ ہے کہ یہ گناہ گار تھا، مگر جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو کوئی رشتہ دار یا دوست نظر نہیں آیا، اور خود کو تنہا واکیلا محسوس کیا اور آسمان کی جانب نظر اُٹھائی اور کہنے لگا کہ:

يَا إِلٰهِيْ! عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِكَ غَرِيْبٌ فِيْ بِلَادِكَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ عَذَابِيْ يَزِيْدُ فِيْ مُلْكِكَ وَعَفْوَكَ عَنِّيْ يَنْقُصُ مِنْ مُلْكِكَ لَمَا سَأَلْتُكَ الْمَغْفِرَةَ وَلَيْسَ لِيْ مَلْجَأٌ وَلَا رَجَاءٌ إِلَّا أَنْتَ وَقَدْ سَمِعْتُ فِيْمَا أَنْزَلْتَ أَنَّكَ قُلْتَ: إِنِّيْ أَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ، فَلَا تُخَيِّبْ رَجَائِيْ. (1)

ترجمہ: اے میرے پروردگار! میں تیرے بندوں میں سے ایک بندہ اور تیری بستیوں

(1) کتاب التوابین لابن قدامة: توبة شاب مسرف علی نفسه: ص ۵۶

سے نکالا ہوا غریب الوطن ہوں، اگر میں جانتا کہ مجھے عذاب دینے سے آپ کی حکومت میں کوئی زیادتی ہوتی ہے یا مجھے معاف کر دینے سے آپ کی حکومت میں کمی ہوتی ہے تو میں آپ سے مغفرت کا سوال نہ کرتا، میری پناہ اور امید کا مرکز سوائے آپ کی ذات کے کوئی نہیں، میں نے یہ سنا ہے کہ آپ نے اپنے کلام میں یہ نازل کیا ہے کہ میں ہی غفور الرحیم ہوں، پس میری امید میں مجھے نا کام نہ فرما۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! کیا میرے لیے یہ اچھی بات تھی کہ میں اس غریب الوطن کو رد کر دیتا؟ جب کہ وہ مجھ سے التجا کر رہا ہے اور میرے سامنے گڑگڑا رہا ہے؟ مجھے میری عزت اور جلال کی قسم اگر وہ دنیا کے تمام گناہ گاروں کے متعلق مغفرت کا سوال کرتا تو میں اس کے طفیل ان تمام کے گناہ گاروں کو بھی معاف کر دیتا۔

تکلیف دینے والی ٹہنی ہٹا دینے کے سبب مغفرت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَرَّ رَجُلٌ مُسْلِمٌ بِشَوْكٍ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ لَأُمِيطَنَّ هَذَا الشَّوْكَ، لَا يَضُرُّ رَجُلًا مُسْلِمًا، فَغُفِرَ لَهُ. (1)

ترجمہ: ایک شخص گزر رہا تھا کہ راستے میں اس کی نظر ایک درخت کی ٹہنی پر پڑی، اس نے کہا کہ میں مسلمانوں کے راستے سے اس ٹہنی کو ضرور ہٹا دوں گا تا کہ کسی مسلمان کو گزرتے ہوئے تکلیف نہ ہو، بس اس عمل کے سبب اس کی مغفرت ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ گناہ دیکھتے ہیں مگر غضب ناک نہیں ہوتے

بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا، اس کے پاس کسی عابد کا تذکرہ ہوا، بادشاہ نے اسے بلاوا بھیجا اور منت سماجت کر کے اسے اپنے پاس رکھنے کی کوشش کی، عابد نے

(1) الأدب المفرد: باب إماطة الأذى، ج ۱ ص ۱۲۰، رقم الحديث: ۲۲۹

کہا: بادشاہ سلامت بات تو بہت اچھی ہے مگر یہ بتلائیے کہ اگر آپ کسی دن مجھے اپنی باندی کے ساتھ خوش طبعی کرتے ہوئے اپنے حرم سرا میں دیکھ لیں تو کیا ہوگا؟ بادشاہ غضب ناک ہوکر بولا: او بدکار! تو میرے گھر میں ایسی جرأت کرے گا، عابد کہنے لگا:

إِنَّ لِي رَبًّا كَرِيمًا، لَوْ رَأَى مِنِّي سَبْعِينَ ذَنْبًا فِي الْيَوْمِ مَا غَضِبَ عَلَيَّ، وَلَا طَرَدَنِي عَنْ بَابِهِ، وَلَا أَحْرَمَنِي رِزْقَهُ، فَكَيْفَ أُفَارِقُ بَابَهُ وَأَلْزَمُ بَابَ مَنْ يَغْضَبُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُغْضِبَهُ؟ فَكَيْفَ لَوْ رَأَيْتَنِي فِي الْمَعْصِيَةِ. (1)

ترجمہ: میرا رب کتنا کریم ہے کہ دن میں ستر گناہ بھی دیکھے تو مجھ پر غضب ناک نہیں ہوتا اور نہ ہی اپنے دروازہ سے دھکیلتا ہے اور نہ ہی مجھے اپنے رزق سے محروم کرتا ہے، تو میں اس کا دروازہ کیسے چھوڑوں اور ایسے شخص کے دروازہ پر آپڑوں جو نافرمانی کرنے سے پہلے ہی غضب ناک ہورہا ہے، اگر جرم کرتے ہوئے دیکھ لے تو نامعلوم کیا کرے؟

یہ کہہ کر وہ اٹھ کر چل دیا۔

اے اللہ اپنی رحمت کا نظارہ کرادے

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سمندر میں تھے کہ ہوا چل پڑی اور کشتیاں ڈوبنے لگیں اور لوگ رونے لگے، تو ان میں سے ایک شخص کو بتایا گیا کہ یہ ابراہیم بن ادہم ہیں، آپ ان سے دُعا کی درخواست کریں یہ مستجاب الدعوات ہیں، اور وہ شخص کشتی کی ایک جانب میں اپنا سر لپیٹے کھڑا تھا، اس نے آپ کے نزدیک آکر کہا، اے ابواسحاق! کیا آپ لوگوں کی کیفیت نہیں دیکھتے؟ آپ نے سر اُٹھا کر فرمایا، اے اللہ! تو نے ہمیں اپنے قدرت کا نظارہ کرادیا ہے، اب ہمیں اپنی رحمت کا نظارہ بھی دکھا، پس

(1) تنبیه الغافلین: باب التوبة، ص۱۰۸، الرقم: ۱۱۷

کشتیاں پرسکون ہوگئیں۔ ❶

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے سبب ہر عیب پر پردہ ڈال دیا

عبدالعزیز بن سلیمان عابد کوکسی نے خواب میں دیکھا کہ جسم پر سبز کپڑے ہیں اور سر پر موتیوں کا تاج ہے۔ پوچھا کیا حال ہے؟ موت کیسی رہی اور کیا دیکھا؟ فرمایا:

أَمَّاالْمَوْتُ فَلَا تَسْأَلْ عَنْ شِدَّةِ كَرْبِهِ وَغَمِّهِ إِلَّا أَنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ وَارَتْ عَنَّا كُلَّ عَيْبٍ وَمَاتَلَقَّانَاإِلَّا بِفَضْلِهٖ. ❷

ترجمہ: موت کی شدت و بے قراری نہ پوچھو، مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ہر عیب پر پردہ ڈال دیا ہے اور اپنے فضل ہی سے ہماری خاطر مدارت کی۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اطاعت میں تلاش کریں

امام ابویعقوب قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک گندم گوں اور طویل القامہ شخص دیکھا، جس کے پیچھے بہت سے لوگ تھے، پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ ہیں۔ آخر میں بھی ان کے پیچھے ہوگیا اور درخواست کی کہ کچھ وصیت فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، آپ نے مجھے غور سے دیکھا، میں نے کہا: میں ہدایت کا متلاشی ہوں، میری رہنمائی فرمایئے، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ آخر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اِتَّبِعْ رَحْمَةَرَبِّكَ عِنْدَ مَحَبَّتِهِ وَاحْذَرْ نِقْمَتَهُ عِنْدَ مَعْصِيَتِهِ وَلَا تَقْطَعْ رَجَاءَكَ مِنْهُ فِي خِلَالِ ذٰلِكَ ثُمَّ وَلّٰى وَتَرَكَنِيْ. ❸

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی محبت کے پاس ڈھونڈو اور گناہوں کے پاس اس کا

❶ وفيات الأعيان، ترجمة: ابراهيم بن أدهم، ج ۱ ص ۳۲

❷ كتاب الروح: المسالة الثالثة، ص ۲۴

❸ إحياء علوم الدين: كتاب المراقبة والمحاسبة، المقام الأول، ج ۴ ص ۱۰ ۵

عذاب ہے، اس سے بچو اور اس کے درمیان اپنی امیدیں اُس سے نہ کاٹو، پھر آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

ایک بلی پر رحم وشفقت کے سبب مغفرت

مشہور زمانہ بزرگ حضرت شبلی رحمہ اللہ کو ان کی وفات کے بعد ان کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے قریب کھڑا کر کے فرمایا اے شبلی! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے کس عمل کی برکت سے تجھے بخش دیا؟

میں نے عرض کیا اے اللہ آپ نے کسی نیک عمل کی برکت سے مجھے بخش دیا ہوگا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اخلاص فی العبادات کی وجہ سے، فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا کہ نیک لوگوں کی زیارت اور طلب علم کے لیے دور دراز سفر کرنے کی وجہ سے، فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا کہ میں تو انہی اعمال خیر کو نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں اور انہی کے وسیلہ سے آپ کے عفو وکرم کو حاصل کرنے کا حسن ظن کیے بیٹھا ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے یہ سب نیک اعمال ہیں مگر تیری مغفرت ان اعمال کی وجہ سے نہیں ہوئی، میں نے عرض کیا اے اللہ! پھر کس عمل کے طفیل میری بخشش ہوئی؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھے یاد ہے تو ایک مرتبہ بغداد کی ایک گلی میں جا رہا تھا، راستہ میں ایک بلی پر تیری نظر پڑی جو سخت سردی کی وجہ سے حرکت کرنے سے عاجز تھی اور برف باری اور سردی کی شدت کی وجہ سے وہ دیوار سے چمٹ رہی تھی، تو نے اس پر ترس کھا کر اس کو اپنی پوستین میں چھپالیا تا کہ وہ کچھ حرارت اور گرمی حاصل کرلے۔

میں نے عرض کیا کہ ہاں اے میرے رب! مجھے یہ واقعہ یاد آ گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے

فرمایا کہ بس اس بلی پر رحم وشفقت کرنیکی وجہ سے میں نے تجھ پر رحم کیا اور تجھے بخش دیا۔ ❶

قاضی یحییٰ بن اکثم رحمہ اللہ کی مغفرت کا سبب

قاضی یحییٰ اکثم رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد کسی آدمی نے انہیں خواب میں دیکھا۔ پس اس نے قاضی صاحب سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ قاضی صاحب نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھ سے میرے رب نے پوچھا کہ اے یحییٰ! تو نے دنیا میں اپنے نفس کو کن کاموں میں مشغول رکھا تھا۔ میں نے عرض کیا: اے میرے رب! میں تو ایک حدیث پر بھروسہ کرکے تیرے دربار میں حاضر ہوا ہوں جو میں نے ابومعاویہ ضریر سے انھوں نے اعمش سے انھوں نے ابوصالح سے اور انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اس بات سے شرم محسوس کرتا ہوں کہ کسی بوڑھے مسلمان کو عذاب دوں، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے یحییٰ! میں نے تجھے معاف کردیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ ❷

ایک شخص کا جنت میں سونے کی دو پنڈلیوں کے ساتھ گھومنا

حضرت عبداللہ بن کردوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے مجھ سے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے ایک آدمی بیٹھا ہوا دیکھا کہ اس کی پنڈلیاں سونے کی ہیں، میں نے اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیسا معاملہ کیا؟ جواب دیا:

غَفَرَ لِی وَأَدْخَلَنِی الْجَنَّةَ وَأَبْدَلَنِی بَدَلَ سَاقَیَّ سَاقَیْنِ مِنْ ذَهَبٍ أَسْرَحُ بِهِمَا فِی الْجَنَّةِ حَیْثُ شِئْتُ قُلْتُ: بِمَاذَا؟ قَالَ: بِعَزْلِ الْأَذَی عَنِ الطَّرِیقِ. ❸

❶ حیاة الحیوان: الهر، ج ۲ ص ۵۲۲

❷ وفیات الأعیان: ترجمة: یحیی بن أكثم، ج ۶ ص ۱۶۳ / حیاة الحیوان: ج ۲ ص ۵

❸ حلیة الأولیاء، ترجمة: ابن سیرین، ج ۲ ص ۲۷۳

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت کردی، مجھے جنت میں داخل کیا اور مجھے گوشت پوست کی پنڈلیوں کے بجائے سونے کی دو پنڈلیاں عطا فرمائیں، جن سے میں جنت میں جہاں چاہتا ہوں چلتا پھرتا ہوں۔ میں نے پوچھا تجھے یہ انعام کس چیز کے بدلے میں ملا؟ کہا: راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانے کے سبب۔

ایک نیکی کی بدولت اللہ نے مغفرت کردی

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے ایک واقعہ لکھا ہے:

قیامت والے دن اللہ تعالی فرمائیں گے کہ فلاں شخص کو لیکر آؤ، اس کا مقدمہ پیش کرو، چنانچہ فرشتے اس شخص کے پاس جائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ آپ کی پیشی ہے، وہ کہے گا کہ میں تو اپنا انجام جانتا ہوں، میں نے تو ساری عمر میں کوئی نیکی کا کام نہیں کیا، میرے تو مقدمے میں ہی جان نہیں ہے، جب وہ بندہ اللہ کے دربار میں پیش ہوگا تو (اللہ تعالی پر قربان جائیں وہ رحیم وکریم ذات باوجود بندے کے کثرت گناہوں کے اس پر کتنا مہربان ہے) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے فلاں ابن فلاں! ہم نے تمہیں تمھاری ایک نیکی کی بدولت بخش دیا۔

یہ حکم سن کو وہ گناہ گار بڑا حیران ہوگا، کہے گا: اے اللہ! میں تو بڑا گناہ گار ہوں میں تو بخشش کے قابل بھی نہیں ہوں، مجھے وہ نیکی بتلا دیجئے جسکی بدولت یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گئے: تجھے وہ رات یاد نہیں ہے کہ آدھی رات کو تمھاری آنکھ کھلی اور تو نے کروٹ بدلتے ہوئے ''اللہ'' کہا تھا اور اس رات تم نے جس اخلاص سے اللہ کہا تھا وہ ہمیں اتنا پسند آیا کہ اس کی برکت سے ہم نے تمہیں بخش دیا۔ ❶

اللہ رب العزت کے ساتھ حُسن ظن پر مغفرت

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک سرکش وظالم نوجوان تھا، اس کی ماں منہ

❶ التفسير الكبير: سورة الفاتحة، الباب الخامس، الصل الرابع، ج ۱ ص ۲۰۴

کے بل اس پر جا گری اور وہ کہہ رہی تھی، اے بیٹا! میں تجھے تیری موت سے ڈرایا کرتی تھی اور اسی دن سے ڈرایا کرتی تھی اور تجھے کہتی تھی کہ تیرا بھی ایک دن آنے والا ہے، اپنے اس دن کو یاد کر، اس نے کہا:

يَا أُمَّاهُ، إِنَّ لِي رَبًّا كَثِيرَ الْمَعْرُوفِ، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا يُعْدِمَنِي الْيَوْمَ بَعْضَ مَعْرُوفِ رَبِّي، أَنْ يَغْفِرَ لِي. ❶

ترجمہ: اے میری ماں! بے شک میرا رب کثیر اچھائی والا ہے، میں اس سے امید کرتا ہوں کہ میرے رب کی بعض خوبیاں مجھے نظرانداز نہ کریں گی لہذا وہ مجھے بخش دے گا۔ حضرت ثابت رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اللہ نے اس کے اپنے ساتھ حسن ظن کی وجہ سے اس کی مغفرت کردی۔

اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت کے سبب نوجوان کی مغفرت

ابو غالب کہتے ہیں کہ تجارت کی وجہ سے میرا شام کے ملک میں آنا جانا رہتا تھا، اور وہاں جانے کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ میں حضرت ابوامامہ کی وجہ سے جاتا تھا وہ ایک بڑا دانا عالم تھا جو کہ سب لوگوں سے بہتر تھے، میں اس کے پاس جا کر ٹھہرتا تھا، ہمارے ساتھ ان کا بھتیجا تھا جو کہ ان کے حکم کے خلاف چلتا تھا، وہ اس کو روکتے تھے اور مارتے تھے اور ان کی اطاعت نہیں کرتا تھا، چنانچہ وہ نوجوان بیمار ہوگیا، اس نے چچا کے پاس وصیت کرنے کے لئے بندہ بھیجا، انہوں نے اس کی وصیت سننے سے انکار کردیا، میں ان کو ساتھ لے کر پہنچا تو انہوں نے اسے گالیاں دیں اور کہا: اے اللہ کے دشمن! خبیث! کیا تم نے ایسے ایسے نہیں کیا؟ اس نے کہا: کیا ہوا؟ چچا! آپ گھبرائے ہوئے ہیں؟ اس نوجوان نے کہا کہ ”**أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ دَفَعَنِي إِلَى وَالِدَتِي مَا كَانَتْ**

❶ الزهد لأحمد بن حنبل: زهد محمد بن سيرين رحمه الله، ج ١ ص ٢٤٩، الرقم: ١٧٨٤

صَانِعَةً بِی؟ کیا خیال ہے آپ کا اگر اللہ تعالی مجھے میری ماں کے حوالے کر دے تو وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گی؟ کہا کہ وہ تو تجھے جنت میں ڈال دے گی۔ اس نے کہا: ”فَوَاللّٰهِ لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِی مِنْ وَالِدَتِیْ“ اللہ کی قسم! اللہ تعالی میرے ساتھ میری ماں سے زیادہ مہربان ہے۔

یہ کہتے ہی اس کی روح پرواز کر گئی، عبدالملک بن مروان اٹھے اور اپنے چچا کے ساتھ گنبد کے نیچے اس کی قبر کا نشان کھینچا، انہوں نے اس کی لحد نہیں بنائی تھی، ہم اینٹیں برابر کر ہی رہے تھے کہ ایک اینٹ گر گئی جس سے اس کے چچا اچھل پڑے اور پیچھے ہٹ گئے، میں نے کہا کہ کیا ہوا آپ کو؟ بولے:

مَلَأَ اللّٰهُ قَبْرَهُ نُورًا، وَفُسِحَ لَهُ مَدَّ الْبَصَرِ. ❶

ترجمہ: اللہ نے اس کی قبر کو نور سے بھر دیا ہے اور تا حد نگاہ اس کو کشادہ کر دیا ہے۔

اللہ کے نام کی برکت کے سبب مغفرت ہوگئی

ایک نوجوان سرکش تھا، اس کو موت آن پہنچی، اس کی ماں نے کہا: بیٹا! کوئی وصیت کرے گا؟ اس نے کہا کہ: ”نَعَمْ خَاتَمِی، لَا تَلْبَسَنِّيهِ، فَإِنَّ فِيهِ ذِكْرُ اللّٰهِ، لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَرْحَمَنِی“ جی ہاں! میری انگوٹھی اسکو مت اتارنا کیونکہ اس میں اللہ کا ذکر ہے شاید اللہ مجھ پر رحم کر دے۔ وہ مر گیا خواب میں دیکھا گیا کہ اس نے کہا: ”أَخْبِرُوا أُمِّی أَنَّ الْكَلِمَةَ قَدْ نَفَعَتْنِی، وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لِی“ میری امی کو بتا دو کہ میرے اسی کلمے نے مجھے نفع دیا ہے اور اللہ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ ❷

رب العالمین کی وسعتِ رحمت کے سبب ایک نوجوان کی حیرت انگیز کرامت

یوسف بن حسین رحمہ اللہ کہتے ہیں جب میں ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے مانوس ہو گیا تو میں

❶ شعب الإيمان: معالجة كل ذنب بالتوبة، ج ۹ ص ۳۲۴، الرقم: ۶۷۱۳
❷ شعب الإيمان: معالجة كل ذنب بالتوبة، ج ۹ ص ۳۲۶، الرقم: ۶۷۱۵

نے کہااے شیخ! آپ کی توبہ کی ابتدا کیسے ہوئی ؟انہوں نے کہامیں لہولعب میں رہنے والا جوان تھا پھرمیں نے ان سے توبہ کرکے اسے چھوڑ دیا، میں حج کے ارادے سے بیت اللہ کی طرف نکلا، میرے پاس کچھ سامان تھا، میں مصر کے تاجروں کیساتھ کشتی میں سوار ہوگیا اور ہمارے ساتھ ایک خوبصورت نوجوان بھی سوار ہوگیا، اس کا چہرہ چمک رہا تھا، جب ہم سمندر کے درمیان میں پہنچے تو کشتی والے کا ایک تھیلا گم ہوگیا جس میں مال تھا، اس نے کشتی روکنے کا حکم دیا، اس نے تمام کشتی سواروں کی تلاشی لی اورانہیں پریشان کردیا:

فَلَمَّا وَصَلُوا إِلَى الشَّابِّ لِيُفَتِّشُوهُ وَثَبَ وَثْبَةً مِنَ الْمَرْكَبِ حَتَّى جَلَسَ عَلَى أَمْوَاجِ الْبَحْرِ وَقَامَ لَهُ الْمَوْجُ عَلَى مِثَالِ سَرِيرٍ وَنَحْنُ نَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنَ الْمَرْكَبِ وَقَالَ: يَامَوْلَایَ! إِنَّ هَؤُلَاءِ اتَّهَمُونِي وَإِنِّي أُقْسِمُ يَاحَبِيبَ قَلْبِي أَنْ تَأْمُرَ كُلَّ دَابَّةٍ فِي هَذَا الْمَكَانِ أَنْ تُخْرِجَ رَأْسَهَا وَفِي أَفْوَاهِهَا جَوْهَرٌ قَالَ ذُوالنُّونِ: فَمَاتَمَّ كَلَامُهُ حَتَّى رَأَيْنَادَوَابَّ الْبَحْرِ أَمَامَ الْمَرْكَبِ قَدْ أَخْرَجَتْ رُؤُوسَهَا وَفِي فَمِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهَاجَوْهَرَةٌ تَتَلَأْلَأُ وَتَلْمَعُ ثُمَّ وَثَبَ الشَّابُّ مِنَ الْمَوْجِ إِلَى الْبَحْرِ وَجَعَلَ يَتَبَخْتَرُ عَلَى مَتْنِ الْمَاءِ وَيَقُولُ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ حَتَّى غَابَ عَنْ بَصَرِي. فَهَذَا الَّذِي حَمَلَنِي عَلَى السِّيَاحَةِ. ❶

ترجمہ: جب وہ اس جوان کی تلاشی لینے کے لئے اس کے پاس پہنچاوہ جوان کشتی سے کود کرسمندرکی موج پربیٹھ گیا، موج اس کے لئے تختے کی طرح ہوگئی اورہم اسے کشتی سے دیکھ رہے تھے اوراس نے کہااے میرے مولا! ان لوگوں نے مجھ پرتہمت لگائی، اے میرے

❶ التوابين لابن قدامة: ذكرسبب توبة جماعة من الأقوامة رحمة الله عليهم، توبةذى النون المصرى، ص ۱۳۵

جگری دوست میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ تو اس جگہ تمام جانوروں کو حکم دے کہ وہ اپنے منہ میں جواہر لے کر باہر نکلیں۔ ذوالنون رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی ہم نے کشتی کے آگے سمندر کے جانوروں کو دیکھا جنہوں نے اپنے سر نکالے ہوئے تھے جن کے منہ میں جوہر چمک رہے تھے پھر وہ جوان موج سے سمندر کی طرف کود پڑا اور پانی کی پیٹھ پر ٹہلتے ہوئے جا رہا تھا، اور یہ کہہ رہا تھا: ﴿اِيَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاکَ نَسۡتَعِيۡنَ﴾ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ میری آنکھوں سے غائب ہو گیا، اس چیز نے مجھے سیاحت کیلئے زمین پر چلتے رہنے پر ابھارا۔

کتابوں کے ادب واحترام کے سبب ابن شاذکوفی رحمہ اللہ کی مغفرت

اسماعیل بن الفضل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن الشاذکوفی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا، میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی، میں نے مغفرت کا سبب پوچھا تو فرمایا:

كُنْتُ فِيْ طَرِيْقِ أَصْبَهَانَ، فَأَخَذَنِيَ الْمَطَرُ وَمَعِيَ كُتُبٌ، وَلَمْ أَكُنْ تَحْتَ سَقْفٍ، فَانْكَبَبْتُ عَلَى كُتُبِيْ حَتَّى أَصْبَحْتُ، فَغَفَرَلِيْ بِذَلِكَ. ❶

ترجمہ: میں ایک دن اصبہان کے راستہ میں چلا جا رہا تھا کہ بارش شروع ہوگئی، میرے پاس کتابیں تھیں میں کسی چھت کے نیچے بھی نہیں کھڑا تھا، میں اپنی کتابوں پر جھک گیا (تاکہ وہ بھیگنے سے محفوظ رہیں) یہاں تک کہ صبح ہوگئی، پس اللہ تعالیٰ نے اس بات پر میری مغفرت فرمادی۔

امام سیبویہ رحمہ اللہ کی مغفرت کا سبب

علامہ سمین حلبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۶ھ) فرماتے ہیں:

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو أيوب سليمان بن داود الشاذ كوفي، ج ١٠ رقم الترجمة: ٢٥١

يُحْكَى أَنَّ سِيبَوِيهِ رُئِيَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: مَافَعَلَ اللّٰهُ بِكَ؟فَقَالَ: خَيْراً كَثِيْراً، لِجَعْلِي اِسْمَهُ أَعْرَفُ الْمَعَارِفِ. ❶

ترجمہ: امام سیبویہ رحمہ اللہ کوکسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو امام سیبویہ رحمہ اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بہت عمدہ معاملہ کیا، اس وجہ سے کہ میں نے لفظ ''اللہ'' کو اعرف المعارف قرار دیا۔

حشرات الارض کا اللہ کی حمدوثنا کرنا

حضرت داؤد علیہ السلام ایک مرتبہ اپنی عبادت کرنے والی جگہ میں تشریف فرما تھے اور زبور پڑھ رہے تھے کہ اسی دوران آپ کی نظر قریب ہی موجود تھوڑی سی مٹی پر پڑی، جس پر ایک سرخ رنگ کا کیڑا رینگ رہا تھا۔ آپ سوچنے لگے کہ اس کی پیدائش کا کیا مقصد ہے؟ اللہ عزوجل نے اسی وقت کیڑے کو گویائی عطا فرما دی اور وہ کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ نے خود میرے دل میں یہ بات القاء کردی ہے کہ میں ہر روز ایک ہزار بار یوں کہو:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.

ترجمہ: اللہ پاک ہے، تمام تعریفات اسی کے لیے ہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

اور وہ کیڑا گویا ہوا کہ آپ بھی بتائیے کہ آپ کن تسبیحات کا ورد کرتے ہیں، تاکہ میں بھی وہ پڑھ سکوں۔ حضرت داؤد علیہ السلام یہ سن کہ کہنے لگے کہ میں نے اللہ کے دربار میں رجوع کیا اور میرا بھروسہ تو فقط اللہ ہی پر ہے۔ ❷

❶ الدر المصون فی علوم الکتاب المکنون: سورۃ الفاتحۃ، ج ۱ ص ۷۶

❷ مکاشفۃ القلوب مترجم: ص ۲۱، ۲۲

مشہور شاعر فرزدق کی مغفرت کا سبب

فرزدق ایک شاعر گزرا ہے، اسکی بیوی کی وفات ہوئی تو فرزدق بیوی کی جنازے میں شریک تھے، حسن بصری رحمہ اللہ بھی آئے ہوئے ہیں، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: فرزدق لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ فرزدق کہنے لگا کہ لوگ آج یوں کہہ رہے ہیں کہ اس جنازے میں ہمارے شہر کا سب سے بدترین انسان آیا ہوا ہے اور میری طرف اشارے کررہے ہیں، اور لوگ یوں کہہ رہے ہیں کہ اس جنازے میں ہمارے شہر کا بہترین انسان آیا ہوا ہے اور آپ کی طرف اشارہ کررہے ہیں، تو حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: تو پھر آج کے دن کے لئے تو نے کیا سامان تیار کر رکھا ہے؟ اس نے کہا: ''شَهَادَةُ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُنْذُ ثَمانِيْنَ سَنَةً'' اسی سال سے اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

جب حسن بصری رحمہ اللہ نے جنازہ پڑھایا تو سب لوگ دفن کرنے کیلئے آئے، اس موقع پر فرزدق نے یہ اشعار کہے:

أَخَافُ وَرَاءَ الْقَبْرِ إِنْ لَمْ يُعَافِنِيْ ... أَشَدَّ مِنَ الْقَبْرِ الْتِهَابًا وَأَضْيَقَا
إِذَا جَاءَ نِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَائِدٌ ... عَنِيْتٌ وَسَوَّاقٌ يَقُوْدُ الْفَرَزْدَقَا
لَقَدْ خَابَ مِنْ أَوْلَادِ آدَمَ مِنْ مَشْيٍ ... إِلَى النَّارِ مَغْلُوْلُ الْقِلَادَةِ أَزْرَقَا
يُسَاقُ إِلَى ذِلِّ الْجَحِيْمِ مُسَرْبَلًا ... سَرَابِيْلَ قَطْرَانَ لِبَاسًا مُحَرَّقًا
إِذَا شَرِبُوْا فِيْهَا الصَّدِيْدَ رَأَيْتُهُمْ ... يَذُوْبُوْنَ مِنْ حَرِّ الصَّدِيْدِ تَمَزُّقًا.

ترجمہ: اے اللہ! اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا تو قبر کے علاوہ قبر سے زیادہ تنگ جگہ اور بھڑکنے والی آگ کا مجھے خوف ہے، قیامت کے دن جب ایک بہت ہی سخت مزاج کھینچنے والا اور ہانکنے والا فرزدق کو لے چلے گا، اولادِ آدم میں سے جو شخص جہنم کی طرف

گردن میں طوق پہنے ہوئے روسیاہ ہوکر جائے گا وہ بہت ہی نامراد ہوگا، اسے جہنم کی ذلت کی طرف لے جایا جائے گا، جلتے ہوئے لباس میں تارکول کا لباس پہنا جائے گا، جب یہ لوگ اس میں پیپ پی لیں گے تو تم دیکھو گے کہ پیپ کی گرمی سے جسم پگھلتے پھٹتے ہونگے۔

ان اشعار کے کہنے کے بعد حسن بصری رحمہ اللہ روئے اور فرزدق کو گلے لگایا اور کہا:

لَقَدْ كُنْتَ مِنْ أَبْغَضِ النَّاسِ إِلَيَّ،وَإِنَّكَ الْيَوْمَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ.

ترجمہ: میرے ہاں پہلے آپ لوگوں میں سے سب سے بدترین آدمی تھے اور آج سب لوگوں سے محبوب آدمی ہو۔

بہر حال جب فرزدق کا انتقال ہوا تو اسکے بیٹے بطلہ بن فرزدق نے خواب میں انکو دیکھا، تو اس سے پوچھا: اللہ نے کیا معاملہ کیا؟ تو فرزدق نے کہا:

نَفَعَتْنِي الْكَلِمَةُ الَّتِي خَاطَبْتُ بِهَا الْحَسَنَ. ❶

ترجمہ: مجھے اس کلمے نے نفع دیا جو میں نے حسن رحمہ اللہ سے کہا تھا۔

اس واقعہ سے اندازہ لگائیں کہ فرزدق کے اخلاص بھرے کلمات اور کلمہ شہادت اس کی مغفرت کا سبب بن گیا، اللہ تعالی کی رحمت کتنی وسیع ہے کہ لوگ جسے بدترین انسان سمجھتے تھے، رب العالمین نے ایک کلمہ کی بدولت مغفرت فرمادی۔

جنازے میں شرکت کرنے والوں کی مغفرت

امام قشیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ایک کفن چور تھا، چنانچہ ایک عورت کا انتقال ہوا، جب اس کو کفنا کر لوگ قبر تک لے گئے، تو کفن چور نے بھی شرکت کی، اس کی شرکت کی وجہ یہ تھی کہ قبر کی شناخت کر کے رات میں قبر کھود کر کفن چرانے میں آسانی ہو، جب لوگ

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: همام بن غالب، ج ۷۴ ص ۶۳، ۶۴، رقم الترجمة: ۱۰۰۷۳

دفن کر کے واپس آ گئے اور رات ہوئی، تو کفن چور نے قبر کو کھودا، جب لاش نظر آئی تو اچانک عورت بول پڑی:

سُبْحَانَ اللّٰهِ رَجُلٌ مَغْفُورٌ لَهُ يَأْخُذُ كَفَنَ امْرَأَةٍ مَغْفُورَةٌ. قَالَ: هَبِيْ أَنَّكِ مَغْفُورٌ لَكِ فَأَنَا مِنْ أَيْنَ؟ فَقَالَتْ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى غَفَرَ لِيْ وَلِجَمِيعِ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَأَنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ عَلَيَّ فَتَرَكْتُهَا وَرَدَدْتُ التُّرَابَ عَلَيْهَا. ❶

ترجمہ: سبحان اللہ، ایک بخشا ہوا شخص بخشی ہوئی عورت کا کفن چرا رہا ہے، کفن چور چونک پڑا، اور کہنے لگا اے عورت! یہ تسلیم ہے کہ تیری مغفرت ہوئی ہے لیکن میں کیسے مغفور ہو گیا؟ عورت نے کہ اللہ تعالی نے میری مغفرت فرمائی اور ان لوگوں کی بھی مغفرت فرمائی جن لوگوں نے مجھ پر نماز جنازہ ادا کی تھی، تو بھی نماز جنازہ میں شریک تھا، یہ سن کر کفن چور نے ارادہ ترک کر کے مٹی برابر کر دی۔

اور پھر ایسی توبہ کی کہ صالحین کے گروہ میں اس کا شمار ہونے لگا اور لوگوں کی عبرت کے لئے یہ واقعہ خود اس نے اپنی زبان سے لوگوں کو سنایا۔

بیٹے کے بسم اللہ پڑھنے سے عذاب میں مبتلا والد کی بخشش ہو گئی

حضرت عیسی علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ عذاب کے فرشتے اس قبر والے کو سزا دے رہے ہیں، جب وہ واپس لوٹے تو کیا دیکھا کہ رحمت کے فرشتے آئے ہوئے ہیں اور ان کے پاس نور کے طاقچے ہیں، تو انہیں بڑا تعجب ہوا کہ کچھ دیر پہلے عذاب ہو رہا تھا اور اب یہ رحمت کا معاملہ، تو آخر انہوں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اے عیسی! یہ شخص گناہ گار تھا اور اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں گرفتار تھا، اس کی اہلیہ حاملہ تھی ان کے ہاں لڑکے کی پیدائش

❶ الرسالة القشرية: باب الزهد، ج ۲ ص ۵۵٦

ہوئی تو انکی اہلیہ نے اس کی پرورش کی یہاں تک کہ بڑا ہوا تو اسکو تعلیم کیلئے بھیجا، اب جب اس بچے نے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھی تو اللہ تعالی فرماتے ہیں:

فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْ عَبْدِیْ أَنْ أُعَذِّبَهُ بِنَارِیْ فِیْ بَطْنِ الْأَرْضِ وَوَلَدُهُ يَذْكُرُ اِسْمِیْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ. ❶

ترجمہ: مجھے شرم آئی اس بات پر کہ میں اس کے والد کو زمین کے نیچے سزا دوں جب کہ اس کا بیٹا زمین پر میرا نام لے تو بیٹے کے تسمیہ پڑھنے سے باپ کا عذاب ختم ہو گیا۔

خوفِ خدا کے سبب سب گناہوں کی معافی ہوگئی

ایک جوان ایک عورت کی محبت کا اسیر ہو گیا۔ وہ عورت کسی قافلے کے ہمراہ بیرونِ ملک کے سفر پر روانہ ہونے لگی، جب اس جوان کو پتا چلا تو وہ بھی ہمراہ ہولیا۔ جب اندھیرا چھانے لگا تو قافلے والوں نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، نوجوان بھی قریب ہی ٹھہر گیا۔ جب رات کا اندھیرا چھا گیا اور تمام لوگ سو گئے تو وہ نوجوان عورت کے پاس آیا اور اسے اپنی محبت کا یقین دلاتے ہوئے کہنے لگا کہ میں فقط تیری خاطر یہاں آیا ہوں۔ عورت کہنے لگی پہلے یہ تو دیکھ کہ تمام قافلے والے سو گئے؟ وہ بڑے اشتیاق سے دیکھنے گیا اور آکر بولا تمام قافلے والے گہری نیند میں پڑے ہیں۔ عورت گویا ہوئی اللہ کی بابت تیرا کیا خیال ہے؟ کیا وہ بھی سویا ہوا ہے؟ جوان بولا: اللہ کو تو اونگھ بھی نہیں آتی۔ عورت گویا ہوئی تو پھر کیا ہوا کہ قافلے والے خوابِ غفلت میں پڑے ہیں، اے جوان! اللہ تو جاگ رہا ہے۔ یہ بات سننی تھی کہ جوان خشیت الٰہی سے کانپنے لگا اور واپس لوٹ آیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ جوان وفات پا گیا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا: بتا کیا بنا؟ کہنے لگا: اللہ عزوجل کے خوف سے ایک گناہ چھوڑا

❶ التفسیر الکبیر: الکتاب الثانی، الباب الحادی عشر، ج ۱ ص ۱۵۵

اللہ تعالیٰ نے اسی کے سبب میرے سب گناہوں کو معاف کردیا۔ ❶

ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا ابن داود کی سلطنت سے بہتر ہے

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ ہوا میں اس طرح اڑتے جاتے تھے کہ پرندے ان پر سایہ فگن تھے، انس وجان دائیں بائیں تھے، اسی حالت میں بنی اسرائیل کے ایک عبادت گزار کے پاس سے گزر ہوا۔ وہ عابد ان کی شان وشوکت دیکھ کر کہنے لگا، اللہ کی قسم اے داود! اللہ نے آپ کو ایک عظیم سلطنت عطا فرمائی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی بات سن کر فرمایا:

فَقَالَ لَتَسْبِيحَةٌ فِي صَحِيفَةِ مُؤْمِنٍ خَيْرٌ مِمَّا أُعْطِيَ ابْنُ دَاوُدَ، فَمَا أُعْطِيَ لِابْنِ دَاوُدَ يَذْهَبُ وَالتَّسْبِيحَةُ تَبْقَى. ❷

ترجمہ: مؤمن کے اعمال نامے میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کا اجر وثواب ابن داود کی اس سلطنت سے بہتر ہے کیوں کہ ابن داود کو جو کچھ ملا ہے وہ آخر کار فنا ہوجائے گا اور سبحان اللہ کا اجر وثواب ہمیشہ باقی رہے گا۔

طلب علم کے سفر کی وجہ سے مغفرت ہوگئی

زکریا بن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ فِي النَّوْمِ فَقُلْتُ مَاصَنَعَ اللّٰهُ بِكَ قَالَ غَفَرَ لِي بِرِحْلَتِي. ❸

ترجمہ: میں نے ابن مبارک رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا، میں نے طلب علم میں جو سفر کیا تھا اس کی وجہ سے

---

❶ مکاشفۃ القلوب مترجم: ص۲۳، ۲۴

❷ الزھد لإبن أبی الدنیا: ص ۳۸، الرقم: ۴۵

❸ تاریخ مدینۃ دمشق: ترجمۃ، عبد اللّٰہ بن مبارک بن واضح أبو عبد الرحمن الحنظی، ج ۳۲ ص ۴۸۴، رقم الترجمۃ: ۳۵۵۵

بخش دیا گیا۔

رحمتِ الٰہی کے سبب ایک ظالم شخص کی جان بچ گئی

حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں ایک ظالم بادشاہ تھا،لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام سے اس کے متعلق درخواست کی کہ اے اللہ کے نبی! اس ظالم نے قتل کیا ہے، آپ ہمارا انصاف فرما دیجئے۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ثبوت جرم پر اس ظالم کے لئے سولی کی سزا تجویز فرمائی اور رات کے وقت ایک پہاڑ پر اس کو سولی کے مقام پر چھوڑ دیا گیا اور سب لوگ اس کو تنہا چھوڑ کر واپس چلے آئے۔

چنانچہ اس ظالم نے اس حالت میں اپنے تمام معبودان باطلہ سے گریہ وزاری کے ساتھ مدد چاہی مگران میں سے کسی ایک نے بھی اس کی پرواہ نہ کی۔ سورج اور چاند کے سامنے گڑ گڑایا کہ میں نے تم دونوں کو پوجا ہے، اب مصیبت میں میری مدد کرو مگر دونوں میں سے کسی نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ آخر مجبور ہو کر اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کیا اور عرض کی کہ اے میرے پروردگار! میں نے تیری بہت نافرمانی کی ہے، تجھے چھوڑ کر تیرے غیروں کو پوجتا رہا مگران میں سے کسی ایک نے بھی میری کچھ مدد نہ کی، اب تجھے حق سمجھ کر تیرے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہوں تاکہ تو اپنی رحمت سے میری مدد فرما۔ اس کی اس سچی درخواست پر رحمتِ حق کو جوش آیا اور حکم ہوا کہ اس نے عرصہ دراز تک معبودانِ باطلہ کی پرستش کی مگر کچھ نفع حاصل نہ کر سکا، اب سب کو چھوڑ کر مجھ سے پناہ چاہ رہا ہے لہذا میں نے اس کی دعا قبول کر لی، پس اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو بھیجا کہ میرے بندے کے پاس جاؤ اور اس کو سلامتی کے ساتھ سولی کے مقام سے نیچے اتار دو۔ فرشتے نے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس ظالم کو صحیح وسالم زمین پر اتار دیا۔ صبح کے وقت جب لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام سے اس ظالم کو سولی کی لکڑی

سے اتارنے کی اجازت چاہی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ظالم زندہ صحیح وسالم زمین پر موجود ہے، پس جب حضرت داؤد علیہ السلام نے لوگوں کی اطلاع پر اس کو جا کر اس حالت میں دیکھا تو حیران رہ گئے اور دو رکعت نماز کے بعد جنابِ الٰہی میں درخواست کی کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے؟ وحی آئی کہ اے داؤد! اس بندے نے ہمارے سامنے عاجزی اور آہ وزاری کی تو ہم نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اس کو مصیبت سے رہا کر کے جان بچادی، بتاؤ! اگر میں ہی اس کی دعا قبول نہ کرتا تو پھر مجھ میں اور ان معبودان باطلہ میں کیا فرق ہوتا؟ اے داؤد! اب تم اس پر ایمان پیش کرو، یہ ایمان لائے گا اور اس کا ایمان راسخ ہوگا کیونکہ خیر کی توفیق دینا اور صحیح رہنمائی کرنا میرا ہی کام ہے۔

فائدہ: سبحان اللہ! اللہ کی رحمت کس قدر وسیع ہے کہ ایک ظالم کافر کو بھی اس کی عاجزی و انکساری پر آغوشِ رحمت میں لے لیا۔ ❶

کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کے سبب اعزاز اور مغفرت

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حسین بن احمد الشیر ازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب احمد بن منصور الحافظ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو میرے والد کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے خواب میں ان کو دیکھا کہ جامع شیراز میں محراب کے اندر ہیں اور آپ کے جسم پر ایک جوڑا ہے اور سر پر موتیوں سے آراستہ خوب صورت تاج ہے، میں نے کہا:

مَافَعَلَ اللّٰهُ بِکَ؟ قَالَ غَفَرَ لِیْ وَأَکْرَمَنِیْ، قُلْتُ بِمَاذَا؟قَالَ بِکَثْرَةِ صَلَاتِیْ عَلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. ❷

❶ حکایتوں کا گلدستہ: ص۶۴ تا ۶۶

❷ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أحمد بن منصور بن ثابت، ج ۱۶ ص ۴۷۳ رقم الترجمة: ۳۴۸

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی اور میرا اکرام کیا، میں نے پوچھا کہ اس کا سبب کیا ہوا؟ فرمایا کہ کثرت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی وجہ سے یہ مرتبہ مجھے حاصل ہوا۔

ستر سال سے نافرمانی کرنے والے مجوسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان

حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے، ایک مرتبہ ایک مجوسی آیا تو اس سے کہا کہ تو مسلمان ہوجا تو میں تجھے کھانا کھلاؤں گا، اُس نے جواب دیا کہ میں مذہب نہیں بدلتا اور اُٹھ کر چل دیا، ادھر اللہ تعالیٰ اس سارے معاملہ کو دیکھ رہا تھا کہ ایک مجوسی کا دل ٹوٹا ہے اور وہ اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے مارا مارا پھر رہا ہے۔ اس کے ٹوٹے ہوئے دل پر اللہ کو بڑا پیار آیا، تو مجوسی کی پریشانی کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور کہلوایا اے میرے خلیل یہ ستر (۷۰) سال سے میرا نافرمان ہے لیکن میں نے اس کی روٹی پانی بند نہیں کی اسے کھلایا پلایا۔ اگر آپ بھی ایک وقت کھلا دیتے تو کیا حرج تھا، اس کو واپس بلا کر کھانا کھلائیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بھاگے بھاگے اس مجوسی کے پاس گئے اور کھانا کھانے کی دعوت دی، اس نے کہا ارے ابراہیم اب کیا ہوگیا؟ پہلے تو منع کیا تھا اور اب خود بلا رہے ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وحی جبرائیل کا واقعہ سنایا تو اس مجوسی نے فوراً کہا ارے ابراہیم تیرا رب اتنا مہربان تو میں بھی مسلمان ہوتا ہوں۔ (1)

ایک نیکی کی بدولت گناہوں کی بخشش ہوگئی

بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو کثیر العیال تھا، اسے روپے پیسے کی تنگی نے آگھیرا، جب

(1) إحياء علوم الدين، كتاب الخوف والرجاء، بيان دواء الرجاء والسبيل الذى يحصل منه حال الرجاء ويغلب، ج ۴ ص ۱۵۴

پریشانیاں بہت بڑھ گئیں تو اپنی بیوی سے کہنے لگا جاؤ اور کچھ مانگ لاؤ، عورت ایک سوداگر کے ہاں گئی اور اس سے سوال کیا، سوداگر کہنے لگا:

پہلے میری (حاجت پوری) کرو پھر جو چاہو ملے گا۔ وہ خاموشی سے سر جھکائے لوٹ آئی، بچوں نے جب ماں کو خالی ہاتھ دیکھا تو رونے لگے۔ ماں سے یہ برداشت نہ ہوا، دوبارہ سوداگر کے پاس لوٹی اور کہا کہ تیرے پاس پھر اپنا دست سوال دراز کرنے آئی ہوں۔ سوداگر نے پھر وہی بات دہرائی۔

عورت بادل نخواستہ مان گئی، جب دونوں تخلیے (علیحدگی) میں آئے تو عورت تھر تھر کانپنے لگی۔ عورت کو خوف سے کانپتے دیکھ کر سوداگر کہنے لگا: کس سے ڈرتی ہے؟ (یہاں تو میری اجازت کے بغیر چڑیا بھی پَر نہیں مارسکتی) عورت کہنے لگی: اللہ کے خوف سے کانپتی ہوں۔ سوداگر کہنے لگا کمال ہے تو اس تنگدستی میں بھی اللہ سے ڈرتی ہے اور مجھے جو اتنا مال ودولت ملا تو مجھ پر تو بدرجہ اولی یہ لازم ہے کہ اللہ سے خوف کروں۔ اس نے اسی وقت بے شمار مال ودولت دے کر عزت واکرام کے ساتھ اسے رخصت کیا۔ اللہ عزوجل نے اس زمانے کے پیغمبر حضرت موسی علیہ السلام پر وحی نازل کی اور حکم دیا کہ فلاں بن فلاں کے ہاں جاؤ اور میرا سلام پہنچاؤ اور اسے یہ خوشخبری سنا دو کہ میں نے اس کی اس نیکی کی بدولت اس کے تمام گناہ بخش دیئے۔

یہ واقعہ موسی علیہ السلام کے استفسار پر اس شخص نے دہرایا۔ [1]

شہادتین کی گواہی دینے کے سبب قبر میں کشادگی وراحت

بنو حضرمی کے ایک بزرگ اور صالح شخص کا واقعہ ہے کہ ان کا ایک نوجوان بھتیجا تھا، وہ بے فکر نوعمروں کے ساتھ رہتا تھا۔ شیخ بنو حضرمی اس کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ جب اس

[1] مکاشفۃ القلوب مترجم: ص۲۴، ۲۵

نوجوان کا انتقال ہوگیا اور تجہیز و تکفین کے بعد جب اس کے چچا نے اس کو قبر میں اتار کرا ینٹیں برابر کردیں تو چچا کو کسی معاملہ میں ذرا شک ہوا اور کچھ اینٹیں ہٹا کر قبر میں جھانکنے لگے۔اس وقت انہوں نے دیکھا کہ اس کی قبر بصرہ کے قبرستان سے بھی زیادہ کشادہ ہوگئی ہے اوراس کا بھتیجا اس کے وسط میں آرام کررہا تھا۔ یہ دیکھ کر اینٹوں کو برابر کردیا اوراس کے گھر آکر اس کی بیوی سے پوچھا کہ وہ کون سا خاص عمل کیا کرتا تھا۔اس کی بیوی نے کہا کہ اس کا معمول تھا کہ جب مؤذن یہ کہتا تھا:

اَشْهَدُ اَن لَّااِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدَ رَّسُوْلُ اللَّهِ.

تواس کے جواب میں یہ بھی کہتا تھا:

وَأَنَا أَشْهَدُ بِمَا شَهِدَتَّ بِهِ وَاُلَقِّنُهَا مِنْ قَوْلِیْ عَنْهَا. ❶

ترجمہ: میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں جس کی تو نے گواہی دی ہے اور جوشخص اس سے اعراض کرے گا میں اس کو اس کی تلقین کروں گا۔

یہ کلمہ ہر وقت میں اس کی زبان سے سنا کرتی تھی۔

رحمتِ الٰہی کے سبب قبر میں کشادگی ہوگی

حضرت جعفر بن سلیمان رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک شخص کسی میت کے جنازہ میں شریک ہوا اوراس کو قبر میں اتارتے وقت اس نے کہا:

إِنَّ الَّذِی يَسْهَلُ عَلَى الْجَنِينِ فِی بَطْنِ اُمِّهِ قَادِرٌ أَن يَّسْهَل عَلَيْکَ. ❷

ترجمہ: وہ ذات خداوندی جس نے جنین (پیٹ کے بچہ) پر اس کی ماں کے شکم میں

❶ شرح الصدوربشرح حال الموتى والقبور: فصل فيه فوائد، ص ۱۵۵ /أهوال القبور: الباب الأول، ص ۱۸

❷ شرح الصدور: فصل فيه فوائد، ص ۱۵۶ /أهوال القبورلابن رجب: الباب العاشر، ص ۱۳۳

آسانی کردی، وہ اس چیز پر قادر ہے کہ تجھ پر قبر میں آسانی کردے۔
چنانچہ اس کی قبر کشادہ ہوگئی۔

حسن بن عیسیٰ رحمہ اللہ کے جنازے میں شرکت کرنے والوں کی مغفرت

علامہ شمس الدین الذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ محمد بن مؤمل فرماتے ہیں کہ میں نے ابو یحییٰ البزاز رحمہ اللہ کو سنا کہ وہ ابو رجاء القاضی سے کہہ رہے تھے کہ جن لوگوں نے حسن بن عیسیٰ رحمہ اللہ کے ہمراہ بیت اللہ کا حج کیا میں بھی ان میں شامل تھا، جب ان کی وفات ہوئی تو میں اپنے اونٹ کی دیکھ بھال کی وجہ سے ان کے جنازے میں شریک نہ ہوسکا، پس ایک شب مجھے وہ خواب میں آئے، میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ فرمایا:

غَفَرَ لِیُ وَلِکُلِّ مَنُ صَلَّی عَلَیَّ قُلُتُ فَإِنِّیُ فَاتَنِی الصَّلَاۃُ عَلَیُکَ لِغَیُبَةِ عَدِیُلِیُ فَقَالَ لَاتَجُزَعُ،وَغُفِرَ لِکُلِّ مَنُ یَتَرَحَّمُ عَلَیَّ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے میری بھی مغفرت کردی اور ان لوگوں کی بھی مغفرت کردی جنھوں نے میری نماز جنازہ میں شرکت کی تھی، میں نے کہا کہ میں تو آپ کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوسکا تھا، فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص کی مغفرت فرمادی جس نے میرے لیے دعا رحمت کی تھی۔

ایک کوے کے ذریعے زندگی سے مایوس شخص کے لیے خوراک کا انتظام

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک شخص کے ہاں مہمان ٹھہرا جب کھانے کا وقت آیا تو دسترخوان لگایا گیا، کیا دیکھا کہ اچانک ایک کوا آیا اور ایک روٹی

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة : الحسن بن عیسی بن ماسرجس النیسابوری الطبقة الثالثة عشرة، ج۱۲ ص۳۰ رقم الترجمة:٦

اپنی چونچ میں اٹھا کراڑا، یہ منظر دیکھ کر میں اس کے پیچھے چلنے لگا آخر یہ کیا ماجرا ہے:

فَنَزَلَ فِيْ بَعْضِ التَّلَالِ،وَإِذَاهُوَ بِرَجُلٍ مُقَيَّدٍ مَشْدُوْدِ الْيَدَيْنِ فَأَلْقَى الْغُرَابُ ذَلِكَ الرَّغِيْفَ عَلَى وَجْهِهِ. ❶

ترجمہ: تو دیکھا وہ کوا ایک جگہ ٹیلہ کے پاس اترا جہاں ایک شخص جس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، زندگی سے مجبور ہوکر بے حس پڑا ہوا ہے،تو کوے نے روٹی کو اس کے چہرے پر ڈال دیا (تو وہ شخص روٹی کھانے لگا، اس واقعہ سے اللہ کی بے انتہا قدرت اور وسعت رحمت کا اندازہ ہوتا ہے۔)

بادشاہ کی جان بچانے کے لیے ایک معصوم کے قتل کا حکم

شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک بادشاہ کو ایسی خوفناک بیماری تھی کہ ہر طرح کے علاج سے اسے کوئی افاقہ نہیں ہوا، یونان کے حکیموں کی ایک جماعت اس پر متفق ہوگئی کہ اس تکلیف کی کوئی دوا نہیں ہے سوائے اس شخص کے پتے کے جو ان صفتوں سے متصف ہو، بادشاہ نے تلاش کرنے کا حکم دے دیا، ایک دہقان کے لڑکے کو اس صورت پر پایا جو حکیموں نے بتلائی تھی، اس کے ماں باپ کو بلایا اور بہت سا مال دے کر راضی کرلیا، قاضی صاحب نے بھی اس بارے میں فتویٰ دے دیا کہ بادشاہ کی جان بچانے کے لیے رعیت میں سے ایک شخص کا خون بہانا جائز ہے، جلاد نے قتل کا ارادہ کیا، لڑکے نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور مسکرایا، بادشاہ نے دریافت کیا کہ اس حالت میں ہنسنے کا کیا موقع ہے؟ لڑکے نے جوب دیا کہ بچوں کا ناز ماں باپ پر ہوتا ہے، دعویٰ قاضی کے پاس لے جاتے ہیں، انصاف بادشاہ سے چاہتے ہیں، اب ماں باپ نے دنیا کی قلیل دولت کے باعث مجھے قتل کے لیے سونپ دیا (یعنی میرے قتل پر

❶ التفسیر الکبیر: الباب الخامس ،الفصل الثالث، ج ۱ ص ۲۰۲

راضی ہوگئے) قاضی نے میرے قتل کے جواز کا فتویٰ دے دیا، اور بادشاہ اپنی بھلائی میری ہلاکت میں دیکھتا ہے، ایسی صورت میں سوائے اللہ بزرگ و برتر کے میں کوئی پناہ نہیں دیکھتا، بادشاہ نے کہا کہ میرا ہلاک ہو جانا ایسے بے گناہ بچے کا خون بہانے سے زیادہ بہتر ہے، بادشاہ نے اس کی آنکھوں اور سر کو چوما، سینے سے لگایا اور اسے رہا کر دیا اور اسی ہفتے میں خدا کے فضل وکرم سے بادشاہ نے صحت پالی۔ ❶

رحمتِ الٰہی کے سبب اہل اللہ کا جنت میں مقام ومرتبہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی وفات پر مجھ کو بڑا صدمہ ہوا۔ میں نے اس رات میں امام احمد رحمہ اللہ کو دیکھا کہ ناز وانداز سے چل رہے تھے۔ حال پوچھا تو بتایا کہ اللہ تعالی نے مجھے بخش دیا، تاج پہنایا اور سونے کی جوتیاں پہنا کر فرمایا: یہ اجر ہے قرآن کو کلام اللہ غیر مخلوق کہنے کا۔ پھر مجھے دعا کا حکم ہوا اور میں نے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے ہر نعمت عطا کر۔ فرمایا کہ میں نے عطا کی، پھر میں جنت میں گیا تو سفیان ثوری رحمہ اللہ ملے، ان کے دو سبز بازو تھے اور درختوں پر اڑتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے۔

عبدالوہاب ورّاق رحمہ اللہ کو نور کے دریا میں دیکھا، بشر حافی رحمہ اللہ کے بارے میں امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سامنے دیکھا، عمدہ کھانے دے کر اللہ رب العزت ان سے فرما رہے تھے کہ کھالے اے وہ شخص! جس نے (دنیا میں زہد وقناعت کے سبب نہیں) کھایا اور آرام کر کہ دنیا میں تو نے (عبادت کے سبب) آرام نہیں کیا تھا۔ ❷

---

❶ گلستان سعدی: ص ۶۰، میر محمد کتب خانہ کراچی

❷ الرسالة القشيرية: ج ۲ ص ۴۲۶/صفة الصفوة: ترجمة: بشر بن الحارث الحافي، ج ۱ ص ۴۷۸/اتحاف السادسة المتقين: ج ۲ ص ۴۲۳

صالحین کی نماز اور تلاوت کے سبب مردوں کی مغفرت

عبداللہ بن صالح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابونو اس شاعر کو خواب میں دیکھا گیا کہ نعمتوں میں ہیں، بخشش کی وجہ پوچھی گئی کہ تم تو اپنے اشعار میں غیر محتاط تھے، کیسے بخشے گئے؟ اس نے جواب دیا کہ اس قبرستان میں ایک رات کچھ صالحین آئے اور اپنی چادر بچھا کر دو رکعت نماز پڑھی اور دو ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ کر تمام مردوں کے لئے دعا کی، چنانچہ تمام مردوں کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اور میں بھی بخشا گیا۔ ❶

حسن نیت کے سبب مغفرت ہوگئی

ابراہیم بن اسحاق حربی رحمہ اللہ نے زبیدہ رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟

قَالَتْ غَفَرَ لِيْ فَقُلْتُ لَهَابِمَاأَنْفَقْتُ فِي طَرِيْقِ مَكَّة قَالَتْ أَمَّاالنَّفَقَاتُ الَّتِي أَنْفَقْتُهَارَجَعْتُ أُجُوْرَهَا إِلَى أَرْبَابِهاوَغَفَرَ لِي بِنِيَّتِيْ. ❷

ترجمہ: جواب دیا کہ بخش دیا، پھر پوچھا کیا اس خیرات کی وجہ سے جو تم نے مکہ میں کی تھی؟ کہا: ان صدقات کا اجر تو مالکوں کو ملا، مجھ کو تو صرف نیت کی وجہ سے بخش دیا۔

جب رحمتِ الٰہی کسی کی دست گیری کرے وہ کیسے ڈوبے گا

بادشاہ عالمگیر رحمہ اللہ کے زمانہ میں ایک نواب کا انتقال ہوگیا، اس کا چھوٹا بیٹا تھا ایک وزیر چاہتا تھا کہ بچے کو باپ کی جگہ بٹھائے اور دوسرے لوگ چاہتے تھے کہ کوئی اور بیٹھ جائے، ان میں اختلاف ہوا پھر یہ طے پایا کہ عالمگیر رحمہ اللہ کے پاس جا کر مشورہ

---

❶ شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: فصل فى نبذ من أخبار من رأى الموتى فى منامه وسألهم عن حالهم، ص ۲۸۴

❷ إِحياء علوم الدين: كتاب المراقبة والمحاسبة، المقام الأول، ج ۴ ص ۵۰۸

کریں گے راستہ میں وزیر بچے کو مختلف سوالات کے جوابات سمجھاتا رہا، جب قریب پہنچ گئے تو بچے نے کہا کہ آپ نے جتنے سوالات کے جوابات سکھائے ہیں اگر بادشاہ ان کے علاوہ کوئی اور سوال کر لے تو کیا جواب دوں !اس نے کہا: جس نے یہ سوال تمہارے ذہن میں ڈالا ہے وہی عین وقت پر تمہارے ذہن میں اس کا جواب بھی ڈال دے گا، خیر! وہاں پہنچے تو عالمگیر رحمہ اللہ حوض میں پیر ڈالے ہوئے بیٹھے تھے، وزیر نے صورتحال بیان کی تو بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے لاؤ بچے کی آزمائش کر لیں، بچے کو بلایا اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر حوض کے اوپر لٹکا دیا اور پوچھا کہ تجھے ڈبو دوں؟ تو بچے نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ صرف ہنسا، تو بادشاہ نے بچے کو ہٹا لیا، پھر بچہ سے پوچھا تم نے کوئی جواب نہیں دیا اور ہنسے، تو بچے نے جو جواب دیا وہ چاندی کی تختی پر آبِ زر سے نہیں بلکہ لوحِ قلب پر نقش کرنے کے قابل ہے۔

بچے نے کہا حضور جہاں پناہ! آپ اتنے بڑے بادشاہ ہیں کہ اگر کسی کا ایک ہاتھ پکڑ لیں تو وہ ڈوب نہیں سکتا جبکہ آپ نے تو میرے دونوں ہاتھ پکڑ رکھے تھے میں کیسے ڈوب سکتا تھا، کاش! ہم بھی اللہ تعالیٰ کی دست گیری پر ایسا ہی اعتماد پیدا کر لیں اور ایمان لے آئیں، جیسا کہ بچہ کو بادشاہ کی دست گیری پر حاصل تھا، اگر حق تعالی کی رحمت کسی کی دست گیری کرے تو وہ کیسے ڈوب سکتا ہے؟ (بادشاہ اس کے جواب سے متاثر ہوا اور اُسے والد کا نائب بنا دیا۔) [1]

ایک شیر خواہ بچے کا رزق کا انتظام اللہ نے قبر میں کیا

ایک بزرگ عالم دین نے بیان فرمایا: کہ ایک شخص اپنے نوعمر بچہ کو ساتھ لے کر نوشہرہ کے بازار سے گزر رہا تھا، ایک صاحب نے نصیحت کی کہ اس بچہ کو بازار میں مت لایا

[1] عجیب وغریب واقعات: ص۱۲۳

کر وکسی کی نظر لگ جائے گی، تو انہوں نے جواب میں کہا کہ یہ بہت قیمتی بچہ ہے اس لئے اس کو اپنے ساتھ رکھتا ہوں، پھر انہوں نے خود اپنا واقعہ سنایا: کہ جب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان کا سفر اونٹ وغیرہ پر طے کیا جاتا تھا، اس زمانہ میں ہم اونٹ پر سوار ہوکر روضۂ اطہر کی زیارت کی غرض سے سفر کررہے تھے، اس بچہ کی والدہ بھی ساتھ تھیں، جب ہم بدر کے مقام پر پہنچے تو اس کی والدہ کو دردزہ شروع ہوا، ہم قافلہ سے الگ ہوکر ایک طرف ہوگئے حتیٰ کہ ولادت کے دوران اس عورت کا انتقال ہوگیا اور بچہ کے اندر بھی زندگی کی کوئی رمق ظاہر نہیں ہورہی تھی، ماں کو وہیں بدر کے مقام پر دفن کردیا اور قافلہ والوں نے مشورہ دیا کہ بچہ بھی مرا ہوا ہے، اگر ابھی زندگی کے کچھ آثار ہیں بھی تب بھی بچہ زندہ نہیں بچے گا، اس کی امید مت رکھو بس اس کو بھی ماں کے ساتھ قبر میں رکھ دو۔

چنانچہ اس کو ماں کے ساتھ قبر میں چھوڑ کر مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوگئے، سفر مدینہ منورہ سے واپسی پر جب دوبارہ اس مقام پر قافلہ پہنچا تو رات کو بدر ہی کے مقام پر قیام تھا۔

دل میں خیال آیا کہ بچہ کو دیکھ لوں لیکن ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا اور قافلے والے بھی تھکے ماندے سو رہے تھے، ادھر دل بے چین ہورہا تھا کہ ایک دفعہ دیکھ تو لوں بچہ کس حالت میں ہے؟ مرا ہوا ہے یا زندہ؟ ادھر یہ بھی خوف تھا کہ قافلے والے ناراض ہوں گے طعنہ دیں گے مرے ہوئے بچے کے غم میں خود بھی مرا جارہا ہے، اس لئے ان سے چھپ کر قبرستان پہنچا اندھیرے میں ٹٹول کر قبر کا پتا لگالیا تو قبر کے اندر سے کچھ آوازیں آرہی تھیں پہلے تو کچھ گھبراہٹ سی ہوئی جب ہمت کر کے اندر جھانکا تو اللہ اکبر قدرت الٰہیہ کا عجیب کرشمہ دیکھا کہ ماں کی چھاتی میں تازہ دودھ ہے اور بچہ زندہ

صحیح سالم ماں کا دودھ پی رہا ہے، میں نے بچہ کو پکڑنا چاہا تو بچہ ماں سے چمٹ گیا، بڑی مشکل سے اس کو قابو کیا اتنے میں قافلے والے بھی بیدار ہو گئے، تو میں نے ان کو آواز دے کر کہا: دیکھو! میرا بچہ ابھی تک زندہ ہے، اللہ خالق ورازق نے اس کی روزی کا کس عجیب وغریب طریقہ سے بندوبست فرمایا، قافلہ والے یہ ماجرا دیکھ کر حیران رہ گئے۔

ہر شخص کی زبان پر یہ بات تھی واقعی حیات وموت اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہی کہ قبضۂ قدرت میں ہے، وہی زندہ رکھتا ہے اور مارتا ہے، اپنے بندوں کو محض اپنے فضل وکرم سے روزی پہنچاتے ہیں۔ ❶

لوگوں کے حقیر سمجھنے کے سبب مغفرت ہوگئی

عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک جنازہ دیکھا جس کو تین مرد اور ایک عورت لیے جارہے ہیں اور کوئی آدمی جنازہ کے ساتھ نہیں تھا، میں ساتھ ہولیا اور عورت کی جانب کا حصہ میں نے لیے لیا۔ قبرستان لے گئے وہاں اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اور اس کو دفن کر کے میں نے پوچھا: یہ کس کا جنازہ تھا؟ عورت نے کہا: یہ میرا بیٹا تھا، میں نے پوچھا: تیرے محلّہ میں اور کوئی مرد نہ تھا جو تیری جگہ جنازہ کا چوتھا پایہ پکڑ لیتا؟ اس نے کہا: آدمی تو بہت تھے، لیکن اس کو ذلیل سمجھ کر کوئی ساتھ نہ آیا۔ میں نے پوچھا: کیا بات تھی جس سے ذلیل سمجھتے تھے؟ کہنے لگی: یہ مخنث تھا (ہیجڑا یا عورتوں جیسی حرکات کرنے والا)۔ مجھے اس عورت پر ترس آیا، میں اس کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے گیا، اور اس کو کچھ درہم اور کپڑے اور گیہوں دیے، میں نے رات کو خواب میں دیکھا:

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۴۹۳، ۴۹۴

كأنه أتاني آت كأنه القمر ليلة البدر وعليه ثياب بيض فجعل يتشكرني فقلت من أنت؟فقال المخنث الذى دفنتمونى اليوم رحمنى ربى بإحتقار الناس إياي. ❶

ترجمہ: ایک شخص اس قدر حسین گویا چودھویں رات کا چاند، نہایت سفید عمدہ لباس پہنے ہوئے آیا اور میرا شکریہ ادا کرنے لگا۔ میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہنے لگا کہ میں وہی مخنث ہوں جس کو تم نے آج دفن کیا۔ مجھ پر حق تعالیٰ شانہ نے اس وجہ سے رحمت فرمادی کہ لوگ مجھے حقیر سمجھتے تھے۔

ایک بیمار کتے کا خیال رکھنے پر ایک ظالم شخص کی مغفرت

بخارا کا ایک حاکم بڑا سخت ظالم تھا، ایک دن وہ اپنی سواری پر چلا جا رہا تھا، راستہ میں ایک کتے پر نظر پڑا جو خارش کے مرض میں مبتلا تھا، اور سردی نے اس کو بہت ستا رکھا تھا۔ اس ظالم کی اس پر نگاہ پڑتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اپنے ایک نوکر سے کہا کہ اس کتے کو میرے گھر لے جا، میرے آنے تک اس کا خیال رکھو! یہ کہہ کر وہ اپنے کام جہاں جا رہا تھا چلا گیا، جب واپس آیا تو اس کتے کو منگوایا اور گھر کے ایک کونہ میں اس کو بندھوا دیا، اس کے سامنے ٹکڑا ڈالا، پانی رکھوایا اور اس کے بدن پر تیل ملوا کر ایک کپڑے کی جھول اس کے اوپر ڈلوائی، اس کے قریب آگ رکھوائی تاکہ اس کی گرمی سے اس پر سے سردی کا اثر زائل ہو جائے اور اس قصہ کو دو ہی دن گذرے تھے کہ اس ظالم کا انتقال ہو گیا۔ ایک بزرگ نے جو اس کے مظالم اور اس کی حالت سے خوب واقف تھے اس کو خواب میں دیکھا، اس سے پوچھا کہ کیا گذری؟ اس نے کہا کہ

❶ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص۷۲۹، ۷۳۰/ الرسالة القشرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۶۵/ إحياء علوم الدين: كتاب الخوف الرجاء، ج۴ ص ۱۵۴

حق تعالیٰ شانہ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ تو کتا تھا (یعنی کتوں جیسے کام کرتا تھا، انسانوں جیسے کام نہیں کرتا تھا) اس لیے ہم نے بھی ایک کتے ہی کو تجھ کو دے دیا (یعنی اس خارشی کتے کے طفیل تیری بخشش کر دی) اور میرے ذمہ جو حقوق تھے ان کا خود ادا فرمانے کا ارادہ فرمالیا۔

حق تعالیٰ شانہ کی ذات بڑی کریم ہے، اس کے کرم تک کوئی کہاں پہنچ سکتا ہے، کسی شخص کی کوئی ادنیٰ سی چیز بھی اس کو پسند آجائے تو اس شخص کا بیڑا پار ہے، آدمی اس کی خوشنودی کی تلاش میں رہے نہ معلوم کس کی کیا بات آقا کو پسند آجائے۔ ❶

میرے بندوں کو میری رحمت سے ناامید کرو

بصرہ میں ایک نوجوان رہا کرتا تھا جو ہمہ وقت معصیت میں ڈوبا رہتا تھا، اس کی نیک بخت والدہ نے بارہا اس کو ناشائستہ افعال سے بچنے کی نصیحت کی مگر وہ باز نہ آیا، یہ نیک بخت عورت اکثر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی مبارک مجلس میں داخل ہوا کرتی تھی اور ان کی نصائح کا برابر بیٹے سے تذکرہ کرتی رہتی تھی، چنانچہ جب نوجوان کی موت کا وقت قریب آیا تو عرض کیا کہ اے میری مہربان ماں! حسن بصری رحمہ اللہ کو میرے پاس بلالے تاکہ وہ مجھے توبہ کی تلقین فرمادیں اور دعا کردیں، یہ سن کر اس کی مہربان والدہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ تمام کیفیت بیان کی تو انہوں نے فرمایا: میں اس شخص کے پاس نہیں جاؤں گا اور نہ اس کے جنازے کی نماز پڑھاؤں گا۔ یہ سن کر وہ باعصمت عورت کبیدہ خاطر ہوکر واپس ہوئی اور مرنے والے نوجوان کو ان کے جواب سے مطلع کیا، جس کو سن کر اس نوجوان نے بڑی مایوسی کے ساتھ اپنی ماں سے عرض کیا کہ جب میری روح بدن سے نکل جائے تو میری گردن

❶ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص ۷۳۱، ۷۳۲

میں ایک سخت رسّی باندھ کر گھر کے صحن میں منہ کے بل گھسیٹو اور یہ اعلان کریں کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو اپنے آقا کی نافرمانی کرتا ہے اور میری لحد گھر ہی میں بنا دینا تاکہ جس طرح مجھ سے زندہ لوگ زندگی میں تکلیف اٹھاتے تھے، مرنے کے بعد مجھ سے گزند نہ اٹھائیں۔ چنانچہ جب اس کی روح پرواز کر گئی تو ماں نے وصیت کے مطابق گلے میں رسّی ڈال کر گھسیٹنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ دفعتاً ایک آواز سنائی دی:

ارفقی بولی الله ثم دفنته فی بیتها فإذا بالباب یطرق فقالت من بالباب قال الحسن البصری رأیت رب العزة فی المنام فقال یا حسن تقنط عبدی من رحمتی وتسد الطریق فی وجه عبدی وعزتی وجلالی قد غفرت له وأدخلته الجنة. ❶

ترجمہ: اے عورت! خدا کے ولی کے ساتھ نرمی اور تلطف کا برتاؤ کر! یہ سن کر اس عورت نے میت کے گلے سے رسّی نکالی اور گھر ہی میں اس کو دفن کر دیا۔ اچانک صبح کو کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، عورت نے اندر سے دریافت کیا کون ہے؟ جواب ملا کہ حسن! فرمانے لگے: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ رب العزت فرماتا ہے کہ اے حسن! تو میرے بندوں کی میری رحمت سے ناامید کرتا ہے اور میرے بندے کے لئے رجوع کے دروازے کو بند کرنا چاہتا ہے، مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم! میں نے اس کو بخش دیا اور میں نے اِس کو جنت میں داخل کر دیا۔

ایک نومسلم کا قبولِ اسلام اور جنت میں اعزاز واکرام

حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ (جو مشائخِ چشتیہ کے سلسلہ میں مشہور بزرگ ہیں) فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ کشتی میں سوار جا رہے تھے۔ ہوا کی گردش نے ہماری

❶ حکایتوں کا گلدستہ: ص ۱۸۷، ۱۸۸/ نزهة المجالس ومنتخب النفائس: باب التوبة، ج ۲ ص ۴۳

کشتی کو ایک جزیرہ میں پہنچا دیا، ہم نے وہاں ایک آدمی کو دیکھا کہ ایک بت کو پوج رہا ہے، ہم نے اس سے پوچھا کہ تو کس کی پرستش کرتا ہے؟ اس نے اس بت کی طرف اشارہ کیا، ہم نے کہا: تیرا معبود خود تیرا بنایا ہوا ہے اور ہمارا معبود ایسی چیزیں بنا دیتا ہے۔ جو اپنے ہاتھ سے بنایا ہوا ہو وہ پوجنے کے لائق نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ تم کس کی پرستش کرتے ہو؟ ہم نے کہا: اس پاک ذات کی جس کا عرش آسمان کے اوپر ہے اس کی گرفت زمین پر ہے، اس کی عظمت اور بڑائی سب سے بالاتر ہے۔ کہنے لگا: تمھیں اس پاک ذات کا علم کس طرح ہوا؟ ہم نے کہا کہ اس نے ایک رسول (قاصد) ہمارے پاس بھیجا جو بہت کریم اور شریف تھا۔ اس رسول نے ہمیں یہ سب باتیں بتائیں، اس نے کہا وہ رسول کہاں ہیں؟ ہم نے کہا کہ اس نے جب پیغام پہنچا دیا اور اپنا حق پورا کر دیا، تو اس مالک نے اس کو اپنے پاس بلا لیا تا کہ اس کے پیغام پہنچانے اور اچھی طرح پورا کر دینے کا صلہ و انعام عطا فرمائے۔ اس نے کہا کہ اس رسول نے تمہارے پاس کوئی علامت چھوڑی ہے؟ ہم نے کہا: اس مالک کا پاک کلام ہمارے پاس چھوڑا ہے، اس نے کہا: مجھے وہ کتاب دکھاؤ، ہم نے قرآنِ پاک لاکر اس کے سامنے رکھا، اس نے کہا: میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں، تم اس میں سے مجھے کچھ سناؤ! ہم نے ایک سورت سنائی، وہ سنتے ہوئے روتا رہا یہاں تک کہ وہ سورت پوری ہوگئی، اس نے کہا کہ اس پاک کلام والے کا حق یہی ہے کہ اس کی نافرمانی نہ کی جائے، اس کے بعد وہ مسلمان ہوگیا۔ ہم نے اس کو اسلام کے ارکان اور احکام بتائے، اور چند سورتیں قرآنِ پاک کی سکھائیں، جب رات ہوئی عشاء کی نماز پڑھ کر ہم سونے لگے تو اس نے پوچھا کہ تمہارا معبود بھی رات کو سوتا ہے؟ ہم نے کہا: وہ پاک ذات ”حَيٌّ قَيُّوْمٌ“ ہے۔ وہ نہ سوتا ہے نہ اس کو اونگھ آتی ہے۔ وہ کہنے لگا: تم کس قدر نالائق

بندے ہو کہ آقا تو جاگتا رہے اور تم سو جاؤ، ہمیں اس کی بات سے بڑی حیرت ہوئی۔ جب ہم اس جزیرہ سے واپس ہونے لگے تو وہ کہنے لگا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ ہی لے چلو تاکہ میں دین کی باتیں سیکھوں، ہم نے اس کو اپنے ساتھ لے لیا، جب ہم شہر عبادان میں پہنچے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ شخص نومسلم ہے، اس کے لیے کچھ معاش کی فکر بھی چاہیے، ہم نے کچھ دِرہم چندہ کیا اور اس کو دینے لگے، اس نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا: کچھ درہم ہیں ان کو تم اپنے خرچ میں لے آنا۔

کہنے لگا: ''لَا إِلٰـــهَ إِلَّا اللّٰهُ''، تم لوگوں نے مجھے ایسا راستہ دکھایا جس پر خود بھی نہیں چلتے۔ میں ایک جزیرہ میں تھا، ایک بت کی پرستش کرتا تھا، خدائے پاک کی پرستش بھی نہ کرتا تھا، اس نے اس حالت میں بھی مجھے ضائع اور ہلاک نہیں کیا، حالانکہ میں اس کو جانتا بھی نہ تھا، پس وہ اس وقت مجھے کیوں کر ضائع کر دے گا جب کہ میں اس کو پہنچاتا بھی ہوں (اس کی عبادت بھی کرتا ہوں؟) تین دن کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ اس کا آخری وقت ہے، موت کے قریب ہے۔ ہم اس کے پاس گئے، اس سے پوچھا: تیری کوئی حاجت ہو تو بتا! کہنے لگا: میری تمام حاجتیں اس پاک ذات نے پوری کر دیں جس نے تم لوگوں کو جزیرہ میں (میری ہدایت کے لیے) بھیجا تھا۔

شیخ عبدالواحد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر دفعتاً نیند کا غلبہ ہوا، میں وہیں سو گیا، تو میں نے خواب میں دیکھا ایک نہایت سرسبز شاداب باغ ہے، اس میں ایک نہایت نفیس قبہ بنا ہوا ہے، اس میں ایک تخت بچھا ہوا ہے، اس تخت پر ایک نہایت حسین لڑکی کہ اس جیسی خوبصورت عورت کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی، یہ کہہ رہی ہے: خدا کے واسطے اس کو جلدی بھیج دو۔ اس کے اشتیاق میں میری بے قراری حد سے بڑھ گئی۔ میری جو آنکھ کھلی تو اس نومسلم کی روح پرواز کر چکی تھی۔ ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور دفن کر

دیا۔ جب رات ہوئی تو میں نے وہی باغ اور قبہ اور تخت پر وہ لڑکی اس کے پاس دیکھی، اور وہ یہ آیتِ شریفہ پڑھ رہا تھا: ﴿جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ (الرعد: ۲۳، ۲۴)

ترجمہ: یعنی ہمیشہ رہنے کے لیے وہ باغات جن میں وہ خود بھی داخل ہوں گے، اور ان کے باپ دادوں، بیویوں اور اولاد میں سے جو نیک ہوں گے وہ بھی، اور (ان کے استقبال کے لیے) فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے (یہ کہتے ہوئے) داخل ہوں گے۔ کہ تم نے (دنیا میں) جو صبر سے کام لیا تھا، اس کی بدولت اب تم پر سلامتی ہی سلامتی نازل ہوگی، اور (تمہارے) اصلی وطن میں یہ تمہارا بہترین انجام ہے۔

حق تعالیٰ شانہ کی عطا اور بخشش کے کرشمے ہیں کہ ساری عمر بت پرستی کی اور اس نے اپنے لطف وکرم سے موت کے قریب ان لوگوں کو زبردستی کشتی کے بے قابو ہو جانے سے وہاں بھیجا اور اس کو آخرت کی دولت سے مالا مال کردیا:

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ. ❶

ترجمہ: مالک الملک جس کو تو دینا چاہے اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جس کو تو نہ چاہے اس کو کوئی دینے والا نہیں ہے۔

ایک نصرانی راہب کے قبولِ اسلام کا عجیب واقعہ

حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ جنگل میں جارہا تھا راستہ میں ایک نصرانی راہب مجھے ملا جس کی کمر میں زُنار (پٹکہ یا دھاگہ وغیرہ جو کفر کی علامت

❶ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰/ صفة الصفوة: ذكر المصطفين من عبادالجزائر، ج ۲ ص ۴۸۵/التوابين لابن قدامة: ذكر خبر جماعة ممن أسلم، توبة عابد صنم وإسلامه، ص ۱۷۹، ۱۸۰

کے طور پر کافر باندھتے ہیں) بندھا ہوا تھا۔ اس نے میرے ساتھ رہنے کی خواہش ظاہر کی (کافر فقیر اکثر مسلمان فقرا کی خدمت میں رہتے چلے آتے ہیں تو میں نے بھی ساتھ لے لیا) سات دن تک ہم چلتے رہے، نہ کھانا نہ پینا ساتویں دن اس نصرانی نے کہا: اے محمدی! کچھ اپنی فتوحات دکھاؤ، کئی دن ہو گئے کچھ کھایا نہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ شانہ سے دعا کی کہ یا اللہ! اس کافر کے سامنے مجھے ذلیل نہ فرما، میں نے دیکھا کہ فوراً ایک خوان سامنے رکھا گیا جس میں روٹیاں، بھنا ہوا گوشت اور تروتازہ کھجوریں اور پانی کا لوٹا رکھا ہوا تھا، ہم دونوں نے کھایا، پانی پیا اور چل دیے، سات دن تک چلتے رہے، ساتویں دن میں نے (اس خیال سے کہ وہ نصرانی پھر نہ کہہ دے) جلدی کر کے اس نصرانی سے کہا کہ اس مرتبہ تم کچھ دکھاؤ، اب تمہارا نمبر ہے، وہ اپنی لکڑی پر سہارا لگا کر کھڑا ہو گیا اور دعا کرنے لگا، اچانک دو خوان جن میں ہر چیز اس سے دوگنی تھی جو میرے خوان پر تھی سامنے آ گئے، مجھے بڑی غیرت آئی، میرا چہرہ فق ہو گیا اور میں حیرت میں رہ گیا اور میں نے رنج کی وجہ سے کھانے سے انکار کر دیا۔ اس نصرانی نے مجھ پر کھانے کا اصرار کیا، مگر میں عذر ہی کرتا رہا۔ اس نے کہا کہ تم کھاؤ، میں تم کو دو بشارتیں سناؤں گا، جن میں سے پہلی یہ ہے کہ " اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ"، میں مسلمان ہو گیا ہوں اور یہ کہہ کر زنار توڑ کر پھینک دیا۔ اور دوسری بشارت یہ ہے کہ میں نے جو کھانے کے لیے دعا کی تھی وہ یہی کہہ کر کی تھی کہ یا اللہ! اس محمدی کا اگر تیرے یہاں کوئی مرتبہ ہے تو اس کے طفیل تُو ہمیں کھانا دے، اس پر یہ کھانا ملا ہے اور اسی وجہ سے میں مسلمان ہوا، اس کے بعد ہم دونوں نے کھانا کھایا، پھر آگے چل دیے۔ آخر مکہ مکرمہ پہنچے، حج کیا اور وہ نومسلم مکہ ہی میں ٹھہر گیا، وہیں اس کا انتقال ہوا۔ اور بطحاء میں اس کی تدفین ہوئی۔

کافروں کے اس طرح مسلمان ہونے کے بہت سے واقعات تاریخ کی کتب میں موجود ہیں، اوراس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ بسا اوقات دوسروں کے طفیل کسی کو روزی دیتے ہیں، جن کو وہ ملتی ہے وہ اپنی بے وقوفی سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا کارنامہ ہے، ہماری کوشش کا نتیجہ ہے، احادیث میں کثرت سے یہ مضمون آیا ہے کہ تم کو تمہارے ضُعفاء کے طفیل تمہیں روزی دی جاتی ہے، نیز اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافروں پر بھی بسا اوقات مسلمانوں کی وجہ سے فتوحات ہوتی ہیں جس کو ظاہر میں ان کی مدد سمجھا جاتا ہے، لیکن حقیقت میں وہ دوسروں کے طفیل ہوتا ہے۔ ❶

تو اللہ کی رحمت بڑی وسیع ہے اس لئے زندگی میں کبھی بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، اگر بالفرض ریت کے ذرات کے برابر گناہ کئے، یا سمندر کے پانی کے قطروں کے مطابق نافرمانیاں ہوں یا زمین اور آسمان کے درمیان فضا گناہوں سے بھر جائے تب بھی انسان رحمتِ الٰہی کی وسعت سے مایوس نہ ہوں، رب العالمین صدقِ توبہ پر تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے، اللہ کے ہاں ندامت کے آنسوں کی بڑی لاج ہے، وہ آنسوں کا قطرہ مکھی کے سر کے برابر کیوں نہ ہو، پھر بھی معاف کر کے اپنے محبوب بندوں میں شامل کر دیتا ہے، اللہ رب العزت کا پسندیدہ بندہ توبہ کرنے والا ہے، ''إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ'' (البقرة: ۲۲۲) اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں کہ انسان رب العالمین کا محبوب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رضائے الٰہی کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور محض اپنے فضل و کرم سے ہم سب کی مغفرت فرمائے۔ آمین

❶ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص ۷۷۱، ۷۷۲/الرسالة القشيرية: باب المعرفة بالله، ج ۲ ص ۵۳۷

۲۰......حسن اخلاق کی اہمیت وفضیلت اور اسلافِ امت کے پر تاثیر واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا،وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

أَمَّابَعْدُ:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِفَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾(آل عمران:۱۵۹)

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ،وَإِنَّ اللّٰهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ. ❶

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ. ❷

میرے انتہائی واجب الاحترام،قابلِ صداحترام بھائیوں،دوستوں اور بزرگوں!میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی ایک آیت اور دو احادیث پڑھیں ہیں جسمیں انسان کو اچھے اخلاق کی ترغیب دی گئی ہے۔

❶سنن الترمذی:أبواب البر والصلة،باب ما جاء فی حسن الخلق،رقم الحديث:۲۰۰۲

❷سنن أبی داود:كتاب الأدب،باب فی حسن الخلق،رقم الحديث:۴۷۹۸

حسن اخلاق کا معنی اور اسکی حقیقت

آج کل لوگوں نے حسنِ اخلاق کے مفہوم کو بہت محدود اور خاص کر دیا ہے اور وہ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ حسنِ اخلاق کا مطلب صرف لوگوں سے خندہ پیشانی اور بشاشت کے ساتھ ملنا، مہربانی اور شفقت کا معاملہ کرنا، مسکرا کر بات کر لینا اور ہمدردی کے الفاظ کہہ دینا ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اخلاق کا مفہوم بہت وسیع ہے اور اپنے اندر پوری انسانی زندگی کو سمیٹے ہوئے ہے، وہ صرف مذکورہ چیزوں ہی کو شامل نہیں ہے، بلکہ اس کے بہت سے شعبے ہیں: شیریں و میٹھے بول، عفو و درگزر، رفق و نرمی، شفقت و مہربانی، انس ومحبت، اکرام و اعزاز، حلم و بردباری، حیاوشرم، وسعتِ ظرفی وسخاوت، صلہ رحمی و حاجت روائی، تعاون و امداد، صبر وشکر، متانت وسنجیدگی، عدل و انصاف، امانت و دیانت، ماں باپ، بھائی بہن، عزیز و اقارب، بیوی بچے، یتیموں مسکینوں، پڑوسی، مسلمان اور غیر مسلم حتیٰ کہ جانوروں اور پرندوں کے ساتھ بھی حسن سلوک وحسن معاملہ وغیرہ، یہ تمام حسن اخلاق کے شعبے ہیں، جن کی شریعتِ مطہرہ میں تعلیم دی گئی ہے اور ان تمام شعبوں میں اچھا رویہ اختیار کرنے والا ہی اچھے اخلاق کا حامل اور اس عظیم صفت سے متصف کہلانے کا مستحق ہوگا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اخلاق کے مفہوم میں وسعت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آج کل عرفِ عام میں اخلاق کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ آدمی دوسرے سے خندہ پیشانی سے پیش آئے، مسکرا کر اس سے ملے اور نرمی سے بات کر لے، ہمدردی کے الفاظ اس سے کہہ دے، بس اسی کو اخلاق سمجھا جاتا ہے۔ خوب سمجھ لیجیے کہ شریعت کی نظر میں اخلاق کا مفہوم بہت وسیع اور عام ہے، اس مفہوم میں بیشک یہ باتیں بھی داخل

ہیں کہ جب انسان دوسرے سے ملے تو خندہ پیشانی سے ملے، اظہارِ محبت کرے اور اس کے چہرے پر ملاقات کے وقت بشاشت ہو، نرمی کے ساتھ گفتگو کرے، لیکن اخلاق صرف اس طرزِ عمل میں منحصر نہیں ہے، بلکہ اخلاق درحقیقت دل کی کیفیات کا نام ہے، دل میں جو جذبات اٹھتے ہیں اور جو خواہشات دل میں پیدا ہوتی ہیں، ان کا نام اخلاق ہے۔ پھر اچھے اخلاق کے معنی یہ ہیں کہ انسان کے جذبات میں اچھی اور خوشگوار باتیں پیدا ہوتی ہوں اور برے اخلاق کے معنی یہ ہیں کہ اس کے دل میں خراب جذبات اور غلط خواہشات پیدا ہوتی ہوں۔ لہذا شریعت کا بہت اہم حصہ یہ ہے کہ انسان اپنے اخلاق کی اصلاح کرے اور دل میں پرورش پانے والے جذبات کو اعتدال پر لائے۔ [1]

قرآن کریم کی روشنی میں حسن اخلاق کی اہمیت وفضیلت

اللہ رب العزت کو غصہ پینے والے اور معاف کرنے والے پسند ہیں

قرآنِ کریم میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ. الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (آل عمران: ۱۳۳، ۱۳۴)

ترجمہ: اور اپنے رب کی طرف سے مغفرت اور وہ جنت حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھاؤ جس کی چوڑائی اتنی ہے کہ اس میں تمام اور زمین سما جائیں وہ ان پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو خوشحالی میں بھی اور بدحالی میں

---

[1] اصطلاحی خطبات: اچھے اخلاق کا مطلب، ج ۱۵ ص ۸۵

بھی (اللہ کے لیے) مال خرچ کرتے ہیں، اور جو غصے کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کردینے کے عادی ہیں۔ اللہ ایسے نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

نرم مزاجی اللہ کی رحمت اور مہربانی ہے

قرآنِ کریم میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾ (آل عمران: ۱۵۹)

ترجمہ: (اے پیغمبر) تم نے ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کیا، اگر تم سخت مزاج اور سخت دل والے ہوتے تو یہ تمہارے آس پاس سے ہٹ کر تتر بتر ہوجاتے۔ لہذا ان کو معاف کردو، ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو، اور ان سے (اہم) معاملات میں مشورہ لیتے رہو، پھر جب تم رائے پختہ کرکے کسی بات کا عزم کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو، اللہ یقیناً توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

کامیاب مسلمان لایعنی اقوال وافعال سے گریز کرتے ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾ (المؤمنون: ۳)

ترجمہ: اور جو لغو چیزوں سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔

حسنِ اخلاق سے دشمن قلبی دوست بن جاتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ﴾ (حٰمٓ السجدة: ۳۴)

ترجمہ: اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، تم بدی کا دفاع ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو، نتیجہ یہ ہوگا کہ جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی، وہ دیکھتے ہی دیکھتے ایسا ہو جائے گا جیسے وہ (تمہارا) جگری دوست ہو۔

عبادالرحمٰن بے فائدہ چیزوں سے وقار سے گزر جاتے ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾ (الفرقان: ۷۲)

ترجمہ: اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو ناحق کاموں میں شامل نہیں ہوتے اور جب کسی لغو چیز کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

مسلمان نہ کسی کا مذاق اڑاتا ہے نہ طعنہ دیتا ہے اور نہ برے لقب سے پکارتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ. (الحجرات: ۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ تو مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہے ہیں) خود ان سے بہتر ہوں، اور نہ دوسری عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہی ہیں) خود ان سے بہتر ہوں اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو، اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے

پکارو، ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بہت بری بات ہے۔ اور جو لوگ ان باتوں سے باز نہ آئیں تو وہ ظالم لوگ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند و پایہ اخلاق

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَإِنَّکَ لَعَلَی خُلُقٍ عَظِیمٍ﴾ (القلم: ۴)

ترجمہ: اور یقیناً تم اخلاق کے اعلی درجے پر ہو۔

احادیثِ مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق کی فضیلت واہمیت کو تفصیل سے بیان کیا، اور حسنِ اخلاق پر ملنے والے اعزاز اکرام اور انعامات کو متعدد پیرائے میں بیان فرمایا ہے۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں حسنِ اخلاق کی اہمیت اور فضیلت

قیامت کے دن نامہ اعمال میں وزنی عمل

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا شَيءٌ أَثْقَلُ فِی مِیزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ القِیَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ، وَإِنَّ اللَّهَ لَیُبْغِضُ الفَاحِشَ البَذِیَّ. ❶

ترجمہ: قیامت والے دن مؤمن بندے کے میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہ ہوگی، اور یقیناً اللہ تعالی بدزبان اور بے ہودہ گوئی کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔

حسن اخلاق کے سبب شب بیدار اور روزے دار کا درجہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی حسن الخلق، رقم الحدیث: ۲۰۰۲

إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ. ❶

ترجمہ: یقیناً مؤمن بندہ اپنے اچھے اخلاق سے وہ درجہ پالیتا ہے جو ایک روزہ دار اور شب بیدار شخص پاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ. ❷

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں اچھے اخلاق کی تکمیل کروں۔

جنت میں لیجانے والے دو اعمال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، کونسے عمل لوگوں کو زیادہ جنت میں لیجانے والے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَقْوَى اللَّهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ.

اللہ کا ڈر اور اچھے اخلاق۔

اور پوچھا گیا کونسے عمل لوگوں کو زیادہ جہنم میں لیجانے والے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ. ❸

منہ اور شرمگاہ (کا غلط استعمال)۔

---

❶ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب فی حسن الخلق، رقم الحدیث: ۴۷۹۸

❷ السنن الکبری للبیهقی: أبواب من تجوز شهادته، باب بیان مکارم الأخلاق، ج ۱۰ ص ۳۲۳، رقم الحدیث: ۲۰۷۸۲

❸ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی حسن الخلق، رقم الحدیث: ۲۰۰۴

قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب کون ہوگا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ القِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا،وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ القِيَامَةِ الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ وَالْمُتَفَيْهِقُونَ. ❶

ترجمہ:تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت والے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جوتم میں سے اخلاق میں سب سے زیادہ اچھے ہوں،اورتم میں سے مجھے سب سے زیادہ ناپسندیدہ قیامت والے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جوتکلف سے زیادہ باتیں کرنے والے، باچھیں کھول کرطویل گفتگوکرنے والے،اورتکبر کرنے والے ہوں گے۔

لوگوں سے اچھے اخلاق سے ملو

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آنے کی وصیت کی،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ،وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا،وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ. ❷

ترجمہ:تو جہاں کہیں بھی ہواللہ سے ڈر،اور برائی کے پیچھے نیکی کر،نیکی برائی کومٹادے گی،اورلوگوں کیساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

❶سنن الترمذی:أبواب البر والصلة،باب ما جاء فی معالی الأخلاق،رقم الحدیث:۲۰۱۸

❷سنن الترمذی:أبواب البر والصلة،باب ما جاء فی معاشرة الناس، رقم الحدیث:۱۹۸۷

بہترین لوگ کون ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضراتِ صحابہ کرام سے فرمایا:

أَلا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِكُمْ؟

کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں بہترین لوگ کون ہیں؟

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: ضرور بتائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خِيَارُكُمْ أَطْوَلُكُمْ أَعْمَارًا، وَأَحْسَنُكُمْ أَعْمَالًا. ❶

تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو لمبی عمر والے ہیں اور جن کے اعمال (واخلاق) اچھے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جن لوگوں کے اخلاق واطوار پاکیزہ اور اچھے ہوں گے ان کی عمر زیادہ ہوگی تو وہ نیکیاں اور عبادتیں بہت کریں گے، جس کے نتیجے میں ان کو فضائل وکمالات بھی زیادہ حاصل ہوں گے، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی عمر کا دراز ہونا اس کے حق میں بہت مبارک ہے اور حقیقت میں دراز عمر شخص وہی ہے جو نیک کاموں میں مشغول رہے۔

کامل ایمان والا کون ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا. ❷

❶ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ج ۱۲ ص ۱۴۶، رقم الحديث: ۷۲۱۲

❷ سنن أبي داود: كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه، رقم الحديث: ۴۶۸۲

ترجمہ: مسلمانوں میں ایمان کے اعتبار سے سب سے کامل شخص ان میں بہترین اخلاق والا ہے۔

جنت کی اعلیٰ حصہ میں محل کی ضمانت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ. (1)

ترجمہ: جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے، اور اس شخص کے لئے جو مذاق ومزاح میں بھی جھوٹ بولنا چھوڑ دے جنت کے وسط میں ایک گھر کا ضامن ہوں، اور اس شخص کے لئے جو اعلیٰ اخلاق کا مالک ہو اعلیٰ جنت میں ایک مکان کا ضامن ہوں۔

بہترین چیز جو لوگوں کو عطا کی گئی وہ حسنِ اخلاق ہے

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا دیہات والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ رہے ہیں کہ اس بات میں بھی ہمیں گناہ ہوگا؟ اس بات میں بھی ہمیں گناہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرماتے: **عِبَادَ اللّٰهِ، وَضَعَ اللّٰهُ الْحَرَجَ إِلَّا مَنِ اقْتَرَضَ مِنْ عِرْضِ أَخِيهِ شَيْئًا، فَذَاكَ الَّذِي حَرَجَ"**

ترجمہ: اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ نے کسی بات میں گناہ نہیں رکھا، البتہ اپنے بھائی کی آبروریزی گناہ ہے۔

پھر کہنے لگے اگر ہم علاج نہ کریں تو ہمیں گناہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(1) سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب في حسن الخلق، رقم الحديث: ۴۸۰۰

تَـدَاوَوْا عِبَـادَ الـلَّهِ،فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ،لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ مَعَهُ شِفَاءً إِلَّا الْهَرَمَ. ❶

ترجمہ: اللہ کے بندو! علاج کیا کرو کیونکہ اللہ پاک نے بڑھاپے کے علاوہ جو بھی بیماری پیدا کی اس کا علاج بھی پیدا فرمایا۔

کہنے لگے اے اللہ کے رسول! بندے کو سب سے اچھی چیز کیا عطا کی گئی؟ فرمایا: خُـلُقٌ حَسَنٌ'' اچھے اخلاق۔

نیکی حسنِ اخلاق ہے

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْبِـرُّ حُسْـنُ الْـخُـلُـقِ،وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ،وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ. ❷

ترجمہ: نیکی حسن اخلاق ہیں، اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو ناپسند کرے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔

وسعت مال سے نہیں اخلاق سے ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّـكُـمْ لَـنْ تَسَـعُـوا الـنَّاسَ بِأَمْوَالِكُمْ،وَلَكِنْ لِيَسَعُهُمْ مِنْكُمْ بَسْطُ الْوَجْهِ وَحُسْنَ الْخُلُقِ. ❸

❶ سنن ابن ماجه: كتاب الطب،باب ما أنزل اللّٰه داء إلا أنزل له شفاء، رقم الحديث: ٣٤٣٦

❷ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب،باب تفسير البر والإثم، رقم الحديث: ٢٥٥٣

❸ مسند البزار: مسند أبى حمزة أنس بن مالك، ج١٥ ص١٧٧، رقم الحديث: ٨٥٤٤

ترجمہ:تم لوگوں کے ساتھ اپنے مالوں سے وسعت اختیارنہیں کرسکتے ہو،سوخندہ پیشانی کے ساتھ وسعت اختیار کرو۔

حسن اخلاق کی وجہ سے بلند مقام ومرتبہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دَخَلَ رَجُلَانِ الْجَنَّةَ،صَلَاتُهُمَا وَاحِدَةٌ وَصِيَامُهُمَا وَحَجُّهُمَا وَجِهَادُهُمَا وَاصْطِنَاعُهُمَا الْخَيْرَ وَاحِدٌ،وَفَضَلَ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ بِحُسْنِ الْخُلُقِ بِدَرَجَةٍ كَمَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. ❶

ترجمہ: دو شخص جنت میں داخل ہوئے،ان دونوں کی نماز،ان کے روزے،ان کا حج، اِن کا جہاد اوران دونوں کے خیر کے کام ایک تھے،اورایک کو دوسرے پرحسن اخلاق کی وجہ سے ایک درجہ فضیلت تھی جو مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔

نیک سیرت ونیک خصلت ہونا نبوت کے اخلاق میں سے ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ،وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ،وَالِاقْتِصَادَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ. ❷

ترجمہ: بے شک نیک سیرت اور نیک خصلت اور میانہ روی نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

❶الترغیب فی فضائل الأعمال وثواب ذلک،باب فضل حسن الخلق، ج ا ص ۱۰۸،رقم الحدیث:۳۵۶

❷سنن أبی داود: کتاب الأدب،باب فی الوقار،رقم الحدیث:۴۷۷۶

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو آخری وصیت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

آخِرُ مَا أَوْصَانِي بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وَضَعْتُ رِجْلِي فِي الْغَرْزِ، أَنْ قَالَ: أَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ، مُعَاذُ بْنِ جَبَلٍ. ❶

ترجمہ: سب سے آخری وصیت جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی جب میں اپنا پیر رکاب پر رکھ چکا تھا، فرمایا: اے معاذ بن جبل! لوگوں کے لیے اپنے اخلاق اچھے کرنا۔

مسلمان بھائی کیساتھ خوش اخلاقی سے ملنا بھی نیکی ہے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ. ❷

ترجمہ: کسی بھی نیکی کو حقیر مت سمجھو اگرچہ آپ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کیساتھ ملنا ہے۔

نگاہِ نبوی میں چار عمدہ صفات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا حِفْظُ أَمَانَةٍ، وَصِدْقُ

❶ موطأ مالک: کتاب حسن الخلق، ما جاء فی حسن الخلق، ج٥ ص١٣٢٨، رقم الحدیث: ٣٣٥٠

❷ صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء، رقم الحدیث: ٢٦٢٦

حَدِيثٍ،وَحُسْنُ خَلِيقَةٍ،وَعِفَّةٌ فِي طُعْمَةٍ. ❶

ترجمہ: چار باتیں جب تجھ میں ہوں، پھر اگر ساری دنیا بھی فوت ہوجائے تو تجھے نقصان نہیں، امانت کی حفاظت، بات کی صداقت، حسن اخلاق اور حلال روزی۔

اچھے اخلاق دخول جنت کا سبب ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو عورتیں تھیں، ایک عورت بہت عبادت کرتی تھی، ایک شخص نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس عورت کے متعلق عرض کیا:

إِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا، وَصِيَامِهَا، وَصَدَقَتِهَا، غَيْرَ أَنَّهَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ:هِيَ فِي النَّارِ، قَالَ:يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِيَامِهَا، وَصَدَقَتِهَا، وَصَلَاتِهَا، وَإِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْأَثْوَارِ مِنَ الْأَقِطِ،وَلَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ:هِيَ فِي الْجَنَّةِ. ❷

ترجمہ: فلاں عورت کثرت سے نماز، روزہ اور صدقہ کرنے میں مشہور ہے، لیکن وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو ستاتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جہنمی ہے۔ پھر اس نے کہا: یارسول اللہ! فلاں عورت نماز، روزہ اور صدقہ کی کمی میں مشہور ہے وہ صرف پنیر کے چند ٹکڑے صدقہ کرتی ہے، لیکن اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو نہیں ستاتی، فرمایا: وہ جنتی ہے۔

---

❶مسند أحمد: مسند عبد اللّٰه بن عمرو بن عاص، ج ۱۱ ص ۲۳۳، رقم الحديث: ۶۶۵۲/قال المنذرى فى الترغيب والترهيب (۳۴۵/۲) رواه أحمد والطبرانى وإسنادهما حسن/قال الهيثمى فى مجمع الزوائد(۱۴۵/۴) رواه أحمد والطبرانى فى الكبير وفيه ابن لهيعة وحديثه حسن وبقية رجاله رجال الصحيح/قال الألبانى فى صحيح الترغيب والترهيب(۳۱۷/۲) ”صحيح“

❷مسند أحمد: ج ۱۵ ص ۴۲۲، رقم الحديث: ۹۶۷۵

یعنی ایک عورت بڑی عبادت گذار ہے، مگر اس کے اخلاق نہایت خراب ہیں، زبان کی نہایت کڑوی ہے، ہر ایک سے ذرا ذرا سی بات پر لڑتی ہے، ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتی، سارا محلّہ اس سے تنگ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''هِيَ فِي النَّارِ'' یہ جہنم میں جائے گی۔ اب کہاں گئی تہجد، کہاں گئی تلاوت، کہاں گئی نماز، کہاں گیا روزہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کی وعید سنا دی، تو جو اخلاق کا کڑوا ہو اور اس کا کڑوا پن لوگوں میں مشہور ہو کہ یہ آدمی غصے کا تیز اور بدتمیز ہے، مغلوب الغضب ہے، ہر آدمی اس سے پناہ مانگتا ہو، ڈرتا ہو تو سمجھ لو کہ ایسا شخص انسان نہیں بھیڑیا ہے۔ اور دوسری عورت کے بارے میں خبر دی گئی کہ یا رسول اللہ! ایک عورت ہے، جو فرض، واجب اور سنت موکدہ ادا کرتی ہے، ضروری ضروری اعمال کرتی ہے، لیکن اس کے اخلاق سے سارا محلّہ خوش ہے، اس کا ایسا ٹھنڈا مزاج اور نرم دل ہے کہ سارا محلّہ اس سے خوش ہے، کسی کے مصیبت میں کام آنا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے اخلاق والی عورت کے بارے میں فرمایا: ''هِيَ فِي الجَنَّةِ'' یعنی وہ جنتی ہے۔

حسن اخلاق سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

اے اللہ میری سورت کی طرح سیرت بھی اچھی بنادے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ أَحْسَنْتَ خَلْقِي،فَأَحْسِنْ خُلُقِي. ❶

ترجمہ: اے اللہ جس طرح آپ نے مجھے بہترین تخلیق سے نوازا، اے اللہ! آپ میرے اخلاق بھی اچھے بنادیں۔

❶ مسند أحمد: مسند عبدالله بن مسعود رضی الله عنه، ج ٦ ص ٨٧٣، رقم الحديث: ٣٨٢٣

اے اللہ بداخلاقی سے میری حفاظت فرما

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آغاز میں بہت سی دعائیں پڑھتے، ان میں سے ایک دعا یہ ہے:

وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ. ❶

ترجمہ: (اے اللہ) اچھے اخلاق کی طرف میری ہدایت کر، تیرے سوا کوئی اچھے اخلاق کی ہدایت نہیں کرتا اور مجھے برے اخلاق سے دور رکھ، تیرے سوا مجھے برے خلاق سے کوئی دور نہیں کرسکتا۔

اے اللہ برے اعمال واخلاق سے ہماری حفاظت فرما

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ، وَالْأَهْوَاءِ، وَالْأَعْمَالِ وَالْأَدْوَاءِ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! مجھے برے اخلاق واعمال، نفسانی خواہشات اور امراض سے بچا۔

اِن احادیث سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حسن اخلاق کی بڑی اہمیت وفضیلت ہے، اسی وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن اخلاق کی دعا فرمایا کرتے تھے، اور بداخلاقی سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے، ہمیں بھی اللہ رب العزت سے حسن

❶ صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، باب الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامه، رقم الحدیث: ۷۷۱

❷ المستدرک علی الصحیحین: كِتَابُ الدُّعَاءِ، وَالتَّكْبِيرِ، وَالتَّهْلِيلِ، وَالتَّسْبِيحِ وَالذِّكْرِ، ج ۱ ص ۷۱۴، رقم الحدیث: ۱۹۴۹ / قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

اخلاق کی خصلت دعا کا اہتمام کرنا چاہیے۔

ہمارے معاشرے میں الحمدللہ! نماز پڑھنے والے بھی کثرت سے ہیں، تلاوت کرنے والے بھی، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والے بھی، جہاد کرنے والے بھی، صدقہ خیرات کرنے والے بھی بہت مل جائیں گے لیکن اچھے اخلاق بہت کم ملتے ہیں۔ اب حسن اخلاق کسے کہتے ہیں؟ اس کی وضاحت آنے والے حدیث میں موجود ہے۔

اخلاق کسے کہتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''صِلْ مَنْ قَطَعَکَ'' جو تم سے تھوڑے تم اُس سے جوڑو ''وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَکَ'' جو تمھیں محروم کرے تم اسے دے دو ''وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَکَ'' جو تم پر ظلم کرے تم اُسے معاف کردو۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند پایہ اخلاق

ہر ایک آنے والے کو توجہ اور عزت دینا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ رَجُلًا الْتَقَمَ أُذُنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُنَحِّي رَأْسَهُ، حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يُنَحِّي رَأْسَهُ، وَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَخَذَ بِيَدِهِ فَتَرَكَ يَدَهُ، حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَدَعُ يَدَهُ. ❷

ترجمہ: میں نے کوئی آدمی نہیں دیکھا کہ اس نے اپنا منہ آپ کے کان پر رکھا ہو اور آپ نے اپنا سر ہٹا لیا ہو، یہاں تک کہ وہی شخص پہلے اپنا سر ہٹاتا تھا، اور میں نے کوئی

❶ مسند أحمد: مسند الشاميين، مسند عقبه بن عامر رضى الله عنه، رقم الحديث: ١٧٤٥٢

❷ سنن أبى داود: كتاب الأدب، باب فى حسن العشرة، رقم الحديث: ٤٧٩٤

آدمی نہیں دیکھا کہ اس نے آپ کا ہاتھ پکڑا ہو اور آپ نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا ہو یہاں تک کہ خود اپنا ہاتھ چھڑا لیتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو مارا نہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے:

مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا خَادِمًا، إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَمَا نِيلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ، فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ، إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللَّهِ، فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❶

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا اور نہ ہی کسی عورت کو اور نہ ہی کسی خادم کو مارا سوائے اس کے کہ اللہ کے راستے میں جو جہاد کیا جاتا ہے، اور جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بدلہ نہیں لیا، سوائے اس کے کہ جس نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی تو آپ نے اللہ ہی کے لئے اس سے انتقام لیا۔

نبوی حسنِ اخلاق اور معاشرت کی ایک جھلک

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ بَعَثَ إِلَيَّ فَكَتَبْتُهُ لَهُ، فَكُنَّا إِذَا ذَكَرْنَا الدُّنْيَا ذَكَرَهَا مَعَنَا، وَإِذَا ذَكَرْنَا الْآخِرَةَ ذَكَرَهَا مَعَنَا، وَإِذَا ذَكَرْنَا الطَّعَامَ ذَكَرَهُ مَعَنَا. ❷

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی، تو آپ مجھے بلواتے اور

❶ صحیح مسلم: کتاب الفضائل، بَابُ مُبَاعَدَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْآثَامِ وَاخْتِيَارِهِ مِنَ الْمُبَاحِ ......الخ، رقم الحدیث: ۲۳۲۸

❷ الشمائل للترمذی: باب ما جاء فی خلق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۳۴۴

میں آ کر وحی لکھتا، اور ہم جب دنیا کا ذکر کرتے تو آپ ہمارے ساتھ دنیا کا ذکر کرتے، اور جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ ہمارے ساتھ آخرت کا ذکر کرتے، اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ ہمارے ساتھ کھانے کا ذکر کرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے ہم نشینوں کے ساتھ سیرت کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے کہا:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْبِشْرِ، سَهْلَ الْخُلُقِ، لَيِّنَ الْجَانِبِ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا صَخَّابٍ وَلَا فَحَّاشٍ، وَلَا عَيَّابٍ وَلَا مُشَاحٍ، يَتَغَافَلُ عَمَّا لَا يَشْتَهِي، وَلَا يُؤْيِسُ مِنْهُ رَاجِيهِ وَلَا يُخَيَّبُ فِيهِ، قَدْ تَرَكَ نَفْسَهُ مِنْ ثَلَاثٍ: الْمِرَاءِ وَالْإِكْثَارِ وَمَا لَا يَعْنِيهِ، وَتَرَكَ النَّاسَ مِنْ ثَلَاثٍ: كَانَ لَا يَذُمُّ أَحَدًا وَلَا يَعِيبُهُ، وَلَا يَطْلُبُ عَوْرَتَهُ، وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا فِيمَا رَجَا ثَوَابَهُ، وَإِذَا تَكَلَّمَ أَطْرَقَ جُلَسَاؤُهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُ وسِهِمُ الطَّيْرُ، فَإِذَا سَكَتَ تَكَلَّمُوا لَا يَتَنَازَعُونَ عِنْدَهُ الْحَدِيثَ، وَمَنْ تَكَلَّمَ عِنْدَهُ أَنْصَتُوا لَهُ حَتَّى يَفْرُغَ، حَدِيثُهُمْ عِنْدَهُ حَدِيثُ أَوَّلِهِمْ، يَضْحَكُ مِمَّا يَضْحَكُونَ مِنْهُ، وَيَتَعَجَّبُ مِمَّا يَتَعَجَّبُونَ مِنْهُ، وَيَصْبِرُ لِلْغَرِيبِ عَلَى الْجَفْوَةِ فِي مَنْطِقِهِ وَمَسْأَلَتِهِ حَتَّى إِنْ كَانَ أَصْحَابُهُ لَيَسْتَجْلِبُونَهُمْ وَيَقُولُ: إِذَا رَأَيْتُمْ طَالِبَ حَاجَةٍ يَطْلُبُهَا فَأَرْفِدُوهُ، وَلَا يَقْبَلُ الثَّنَاءَ إِلَّا مِنْ مُكَافِئٍ وَلَا يَقْطَعُ عَلَى أَحَدٍ حَدِيثَهُ حَتَّى يَجُوزَ فَيَقْطَعُهُ بِنَهْيٍ أَوْ قِيَامٍ۔ (1)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر ہمیشہ بشاشت رہتی تھی، آپ

(1) الشمائل للترمذی: باب ما جاء فی خلق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۳۵۲

بہت نرم مزاج تھے، آپ سے بات کرنا بہت سہل تھا، آپ بدمزاج اور سخت دل نہ تھے، نہ بدگفتار تھے، نہ لوگوں کے عیوب بیان کرتے تھے، نہ بخل کرتے تھے، فضول باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے، جو شخص آپ کے پاس کوئی اُمید لے کر آتا آپ اس کو مایوس نہیں کرتے تھے اور کسی کو نامراد نہیں کرتے تھے، آپ نے اپنے لیے تین چیزوں کو چھوڑ دیا تھا، آپ بحث وتکرار، زیادہ باتوں اور بے مقصد کاموں میں نہیں پڑتے تھے، اور آپ نے لوگوں کے لیے بھی تین چیزوں کو چھوڑ دیا تھا، آپ کسی شخص کی مذمت کرتے تھے اور نہ اس کا عیب نکالتے تھے، اور نہ کسی کی پوشیدہ چیز معلوم کرتے تھے، اور صرف اسی معاملہ میں بات کرتے تھے جس میں آپ کو ثواب کی امید ہوتی تھی، اور جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کے ہم مجلس اس طرح اپنے سروں کو جھکا لیتے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں، اور جب آپ خاموش ہوجاتے تب وہ آپ سے کوئی بات کرتے تھے، اور وہ آپ کے سامنے کسی بات میں بحث نہیں کرتے تھے، اور جب کوئی شخص آپ سے بات کرتا تو سب اس کی بات ختم ہونے تک خاموش رہتے، جب آپ کے شرکائے مجلس ہنستے تو آپ ہنستے تھے اور جس چیز پر وہ تعجب کرتے آپ بھی اس پر تعجب کرتے تھے، جب کوئی اجنبی شخص آپ سے بات کرتا یا سوال کرتا تو آپ صبر کرتے تھے، حتیٰ کہ اگر آپ کے اصحاب اس پر سختی کرتے تو آپ فرماتے: جب تم دیکھو کہ ضرورت مند اپنی حاجت کو طلب کررہا ہے تو تم اس کے ساتھ نرمی کرو، آپ بغیر نوازش اور عطاء کے اپنی تعریف کو قبول نہیں کرتے تھے، ہاں! آپ کسی کو کچھ عطاء کرتے اور وہ آپ کی تعریف کرتا تو آپ قبول کرلیتے، آپ کسی کے کلام کو منقطع نہیں کرتے تھے، حتیٰ کہ وہ شخص حق سے تجاوز کرتا تو پھر اس کی بات کاٹ کر اس کو روکتے یا اٹھ جاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کے مطابق تھے

حضرت سعد بن ہشام کہتے ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق پوچھا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ؟ میں نے کہا: جی ہاں، پڑھتا ہوں، فرمانے لگی:

فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنَ. ❶

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کے عین مطابق تھے۔

خدام کی زبانی بلند پایہ اخلاق کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ با اخلاق تھے، ایک روز آپ نے مجھے کسی کام سے بھیجا، تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا، حالانکہ میرے دل میں تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام مجھے کہا ہے اس کے لئے ضرور جاؤں گا، پس میں کام کرنے کے لئے نکلا، تو چند بچوں پر سے میرا گذر ہو جو بازار میں کھیل رہے تھے، پس اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پیچھے سے میری گردن پکڑ لی، میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے، آپ نے فرمایا کہ اے انس! جہاں جانے کا میں نے تجھے حکم دیا ہے وہاں جا! میں نے کہا جی اچھا جاتا ہوں یا رسول اللہ! حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَاللَّهِ لَقَدْ خَدَمْتُهُ سَبْعَ سِنِينَ، أَوْ تِسْعَ سِنِينَ، مَا عَلِمْتُ قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُ: لِمَ فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا، وَلَا لِشَيْءٍ تَرَكْتُ: هَلَّا فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا. ❷

❶ صحیح مسلم: کتاب صلاة المسافرين ومن نام عنه أو مرض، رقم الحديث: ۷۴۶

❷ سنن أبي داود: باب في العلم وأخلاق النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ۴۷۷۳

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سات سال یا فرمایا کہ نو سال تک خدمت کی، مجھے نہیں معلوم کہ کبھی آپ نے کسی کام کے لئے جو میں نے کیا ہو فرمایا کہ تم نے ایسا ایسا کیوں کیا؟ اور نہ ہی اس کام کے لئے جسے میں نے چھوڑ دیا ہو یوں فرمایا ہو کہ ایسا تم نے کیوں نہیں کیا؟

طائف والوں کا ظلم وستم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی اخلاق

حضرت عروہ بن زُبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوطالب کا انتقال ہوگیا اور (کفارِ قریش کی طرف سے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تکلیفیں اور سختیاں اور زیادہ بڑھ گئیں۔ آپ قبیلہ ثقیف کے پاس اس اُمید پر تشریف لے گئے کہ وہ آپ کو اپنے ہاں ٹھہرالیں گے اور آپ کی مدد کریں گے۔ آپ نے دیکھا کہ قبیلہ ثقیف کے تین سردار ہیں جو کہ آپس میں بھائی ہیں: عبد یالیل بن عمرو، حبیب بن عمرو اور مسعود بن عمرو۔ آپ نے اپنے آپ کو اُن پر پیش کیا، اور ان لوگوں سے تکلیفوں کی اور اپنی قوم کی بے حرمتی کرنے کی شکایت کی، ان میں سے ایک نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کچھ دے کر بھیجا ہو تو میں کعبہ کے پردوں کی چوری کروں (یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو کچھ دے کر نہیں بھیجا۔) اور دوسرے نے کہا کہ اس مجلس کے بعد میں آپ سے کبھی بھی کوئی بات نہیں کروں گا، کیوں کہ اگر آپ واقعی رسول ہیں تو آپ کا مقام اس سے بہت اونچا ہے کہ مجھ جیسا آپ سے بات کرے۔ اور تیسرے نے کہا: (رسول بنانے کے لیے آپ ہی رہ گئے تھے) کیا اللہ تعالیٰ آپ کے علاوہ کسی اور کو رسول نہیں بنا سکتے تھے؟ اور آپ نے اُن سے جو گفتگو فرمائی وہ انھوں نے سارے قبیلہ میں پھیلا دی اور وہ سب جمع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے لگے اور آپ کے راستہ پر دو صفیں بنا کر بیٹھ گئے اور انھوں نے اپنے ہاتھوں میں پتھر لے لیے اور آپ جو قدم بھی اٹھاتے یا

رکھتے اسے پتھر مارتے اورآپ کا مذاق بھی اڑاتے جاتے۔ جب آپ اُن کی صفوں سے آگے نکل گئے اور ان کافروں سے چھٹکارا پایا اور آپ کے دونوں قدم مبارک سے خون بہہ رہا تھا، تو آپ ان لوگوں کے ایک انگوروں کے باغ میں چلے گئے اور ایک انگور کی بیل کے نیچے سائے میں بیٹھ گئے۔ آپ بہت غمگین، رنجیدہ اور دُکھی اور تکلیف زدہ تھے، اور آپ کے دونوں قدموں سے خون بہہ رہا تھا۔ اس وقت یہ دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ إِلَیْکَ أَشْکُوْ ضَعْفَ قُوَّتِی، وَقِلَّةَ حِیْلَتِی، وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ أَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ، أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِینَ، إِلٰی مَنْ تَکِلُنِی؟ إِلٰی عَدُوٍّ یَتَجَھَّمُنِی، أَمْ إِلٰی قَرِیبٍ مَلَّکْتَهُ أَمْرِی، إِنْ لَمْ تَکُنْ غَضْبَانًا عَلَیَّ، فَلَا أُبَالِی، إِنَّ عَافِیَتَکَ أَوْسَعُ لِی، أَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِی أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ، وَصَلَحَ عَلَیْهِ أَمْرُ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ أَنْ تُنْزِلَ بِی غَضَبَکَ، أَوْ تُحِلَّ عَلَیَّ سَخَطَکَ، لَکَ الْعُتْبَی حَتّٰی تَرْضَی، لَا قُوَّةَ إِلَّا بِکَ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! تجھ ہی سے شکایت کرتا ہوں اپنی کمزوری اور لوگوں میں ذلت اور رسوائی کی۔ اے ارحم الراحمین! تو ارحم الراحمین ہے۔ تو مجھے کس کے حوالے کرتا ہے؟ کسی ایسے دشمن کے جو مجھے دیکھ کر تُرش رُو ہوتا ہے اور منہ چڑاتا ہے، یا ایسے رشتہ دار کے جس کو تو نے مجھ پر قابو دے دیا۔ اے اللہ! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے کسی کی بھی پروا نہیں ہے، تیری حفاظت مجھے کافی ہے۔ میں آپ کے اس چہرے کے طفیل

❶ دلائل النبوۃ للبیھقی: باب عرض النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم نفسه علی قبائل العرب......الخ، ج۲ ص۴۲۵،۴۱۶،۴۱۷/تاریخ الإسلام للذھبی: عرض نفسه صلی اللّٰہ علیه وسلم علی القبائل، ج۱ ص۲۸۲تا۲۸۵/ السیرۃ النبویة لإبن کثیر: ج۲ ص۱۴۹تا۱۵۱

جس سے تمام اندھیرے روشن ہو گئے اور جس سے دنیا اور آخرت کے سارے کام درست ہو جاتے ہیں، اس بات سے پناہ مانگتا ہوں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو اس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی وہ گفتگو جو آپ سے ہوئی سنی اور ان کے جوابات سنے اور ایک فرشتہ کو جس کے متعلق پہاڑوں کی خدمت ہے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ ان کفار کے بارے میں جو چاہیں اسے حکم دیں۔ اس کے بعد پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے آواز دے کر سلام کیا اور عرض کیا: اے محمد! آپ نے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سنا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپ ارشاد فرمادیں تو میں (مکہ کے) دونوں پہاڑوں (ابوقبیس اور احمر) کو اُن پر ملا دوں؟ (جس سے یہ سب درمیان میں کچل جائیں) حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی پشتوں میں ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو ایک اللہ عزّ وجل کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گے۔

یہ ہے اخلاق عظیمہ، طائف کے لوگوں نے کتنی ہی تکالیف پہنچائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے بددعا کے سب کے لئے ہدایت کی دعا فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے متاثر ہو کر ثمامہ بن اثال کا قبولِ اسلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی جانب کچھ سواروں کو روانہ فرمایا، تو وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر کے لے آئے اور اسے مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ جب آپ صلی

اللہ علیہ وسلم اُس کے پاس تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ثمامہ! تمہارا کیا ارادہ ہے؟ جواب دیا: اے محمد! میرا ارادہ نیک ہے، اگر آپ مجھے قتل کریں تو گویا ایک خونی آدمی کو قتل کیا اور اگر احسان فرمائیں تو احسان پر شکر گزار رہوں گا۔ اگر آپ مال و دولت چاہتے ہیں تو جتنا چاہیں لے سکتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا اور واپس تشریف لے گئے۔ جب دوسرا روز ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: اے ثمامہ! کیا ارادہ ہے؟ اُس نے وہی جواب دیا جو پہلے دے چکا تھا۔ اگر احسان فرمائیں تو ایک شکر گزار بندے پر احسان ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے دوبارہ چھوڑ کر چلے گئے اور اگلے روز پھر فرمایا: اے ثمامہ! کیا خیال ہے؟ کہنے لگا: مجھے جو کہنا تھا کہہ چکا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا:

أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ

ثمامہ بن اثال نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حسن اخلاق سے اتنا متاثر ہوا کہ وہاں سے چلا اور مسجد کے قریب ایک باغ میں جا کر غسل کر کے مسجد نبوی میں آیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اے محمد! خدا کی قسم! مجھے روئے زمین پر کسی سے اتنی نفرت نہیں تھی جتنی آپ سے تھی، لیکن آج مجھے آپ کا چہرہ سب چہروں سے زیادہ محبوب ہوگیا ہے۔ خدا کی قسم! آپ کے اسلام سے زیادہ مجھے کوئی دین ناپسند نہ تھا، لیکن آج میرے لیے آپ کا دین تمام اَدیان سے زیادہ پیارا ہوگیا ہے، خدا کی قسم! مجھے آپ کے شہر سے زیادہ ناپسند کوئی شہر نہ تھا، لیکن آج میری نظروں میں آپ کا شہر تمام شہروں سے زیادہ پیارا ہے۔ آپ کے سواروں نے مجھے گرفتار کرلیا حالانکہ میں عمرہ کے ارادے سے جا رہا تھا۔ اب اس بارے میں

آپ کا حکم کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بشارت دی اور فرمایا کہ وہ عمرہ کرے۔ جب وہ مکہ مکرمہ میں پہنچا تو کسی نے اُس سے کہا: کیا تم بے دین ہو گئے ہو؟ جواب دیا: نہیں بلکہ میں تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر مسلمان ہو گیا ہوں۔ خدا کی قسم! اب تمہارے پاس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر میرے شہر یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی نہیں پہنچے گا۔ ❶

یہ تھے آپ کے عالی اخلاق کہ آپ نے باوجود یہ کہ وہ قیدی تھے آپ نے رہا کیا، آپ کے اِس عالی اخلاق سے متاثر ہو کر وہ ایمان لے آیا۔

حضرت ابومحذورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی اخلاق سے متاثر ہو کر ایمان لے آئے

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ایک جماعت کے ہمراہ راستے سے گزر رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے اذان دینا شروع کی، انہوں نے اذان سنی تو دین اسلام اور پیغمبر اسلام سے نفرت کی وجہ سے اذان کی نقلیں اُتارنا شروع کر دیں اور مقدس اذان کا مذاق اُڑانے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کی آوازوں کو سنا تو ان کی جانب کچھ لوگوں کو بھیجا جو انھیں پکڑ کر لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جا کر بٹھا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے اُونچی آواز کس کی تھی؟ لوگوں نے حضرت ابومخذورہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو چھوڑ دیا اور ابومخذورہ کو پکڑ کر حکم دیا: اذان پڑھو! حضرت ابومخذورہ کا بیان ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے حکم سے

❶ صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب وفد بنی حنیفة وحدیث ثمامة بن اُثال، رقم الحدیث: ۴۳۷۲

سخت نفرت کرتا تھے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مجھے اذان بتانی شروع فرمائی، فرمایا: کہو: "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ"، یعنی اذان کے کلمات پڑھوائے۔ جب وہ "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ" تک پہنچا تو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوبارہ ان کلمات کو بلند آواز سے کہو "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ" جب میں اذان پوری کر چکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور ایک تھیلی دی جس میں کچھ چاندی تھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پیشانی پر ہاتھ رکھ کر چہرے پر پھیرا اور اپنا ہاتھ میرے سینے پر پھیرا حتیٰ کہ ناف تک پھیرا، پھر فرمایا: اللہ تجھ پر برکت نازل فرمائے۔ بس پھر کیا تھا حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ آپ کے اس حسن اخلاق سے متاثر ہو کر اُسی وقت مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے مکہ میں اذان دینے کا حکم دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں میں نے تمہیں حکم دیا ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ کے دل میں جو نفرت تھی وہ دور ہو گئی اور آپ کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت لوٹ آئی، (اور پھر انہیں سب سے زیادہ محبت آپ سے تھی۔) ❶

تو حسن اخلاق ایک بڑی دولت ہے، آپ کے عالی اخلاق اور حسن معاشرت سے متاثر ہو کر فوراً ایمان لے آئے۔

مسجد میں پیشاب کرنے والے اعرابی کے ساتھ حسن اخلاق کا معاملہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تھے، ایک اعرابی شخص آیا، انہوں نے ابھی ابھی اسلام قبول کیا تھا، انہیں اسلام کے احکامات کا پتہ نہیں تھا، مسجد کے آداب سے واقف

❶ سنن ابن ماجة: كتاب الأذان والسنة فيه، باب الترجيع في الأذان، رقم الحديث: ٧٠٨

نہیں تھے،تو وہ مسجد میں آئے،اس وقت مسجد نبوی کچی تھی،مسجد میں آئے اور کنارے میں انہوں نے پیشاب کردیا،مسجد نبوی میں کہ جہاں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے وہاں ایک شخص آتا ہے اور ایک کنارے میں پیشاب کررہا ہے، صحابہ کرام نے روکنا چاہا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ جب وہ پیشاب سے فارغ ہوا،آپ نے بلایا اور بڑے اچھے اخلاق کے ساتھ آپ نے سمجھایا کہ یہ مسجد اللہ کا گھر ہے، یہاں نماز پڑھی جاتی ہے، اللہ کا ذکر ہوتا ہے، تلاوت ہوتی ہے، یہ بول براز کی جگہ نہیں ہے، اگر تمہیں قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئے تو جنگل میں جایا کرو، مسجد میں پیشاب نہ کیا کرو، پیار سے سمجھایا۔ نیز صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ، وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ. ❶

ترجمہ: تم لوگ آسانیاں پیدا کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو، لوگوں کو مشقت اور تکلیفوں میں ڈالنے کے لئے نہیں بھیجے گئے۔

یہ ہیں آپ کے عالی اخلاق،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے ڈانٹا نہیں، غصہ نہیں کیا، بلکہ نہایت پیار ومحبت کے ساتھ اُسے مسجد کے آداب سکھائے اور وہ آپ کے اس بلند پایہ اخلاق سے بہت متاثر ہوا۔

چچا کے قاتل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کردیا

جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے روایت سے ہے کہ عبید اللہ بن عدی بن خیار نے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ دریافت کیا، اس

❶ سنن ابن ماجه: كتاب الطهارة وسننها، باب الأرض يُصِيبُها البول كيف تُغسل، رقم الحديث: ۵۲۹/صحيح البخاری: كتاب الوضوء، باب الماء على البول فی المسجد، رقم الحديث: ۲۲۰

واقعہ کو بیان کرنے کے بعد وحشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں طائف سے سفیر کی حیثیت سے مسلمان ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو وحشی ہے؟ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے ہی حضرت حمزہ کو قتل کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: مجھ سے وہ کام ہوگیا جو آپ کو معلوم ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّي. ❶

کیا تم اپنا چہرہ مجھ سے مخفی رکھ سکتے ہو؟

یعنی: کیا یہ ہوسکتا ہے کہ تم میرے سامنے نہ آؤ تا کہ تمہیں دیکھ مجھے اپنا چچا اور ان کے بکھرے ہوئے جسم کے ٹکڑے یاد نہ آئیں، حضرت وحشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے چلا گیا، پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو میں نے اسے قتل کر کے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا کفارہ ادا کیا۔

تاریخ اسلام میں شاید کسی شخص کو اتنا بے دردی سے شہید نہیں کیا گیا، جس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم کے ٹکڑے کر دیئے گئے، ہاتھ الگ، آنکھیں الگ، ناک الگ، یہاں تک کے جگر نکالا گیا، اور اُسے بھی چبایا گیا، اسلامی تاریخ میں اتنی بے دردی سے کسی کی شہادت نہیں ہوئی جس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی، پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کے قاتل کو معاف بھی کر دیا اور اف تک بھی نہیں کی، صرف یہ کہا میرے

❶ صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب قتل حمزة بن عبد المطلب رضی اللّٰه عنه، رقم الحدیث: ۴۰۷۲

سامنے مت آیا کرو، آپ کو دیکھ کر مجھے اپنے چچا کی یاد آتی ہے۔ یہ تھے آپ کے بلند پایہ اخلاق۔

قتل کا ارادہ کرنے والے کو معاف کردینا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے، ایک درخت کے نیچے آرام کررہے تھے، آپ کی تلوار درخت پہ لٹک رہی تھی، اتنے میں ایک بدو آیا جو غیر مسلم تھا، اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار لی اور نیام سے نکال کر کہا:

مَنْ یَمْنَعُکَ مِنِّی؟ ❶

آپ کو مجھ سے کون بچائیگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ بچائیگا۔ اس جملے کی ایسی ہیبت تھی کہ وہ شخص کانپنے لگا اور اس کے ہاتھ سے تلوار نیچے گرگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھائی، آپ نے فرمایا کہ اب تم بتاؤ تمہیں کون بچائیگا؟ اس نے کہا: کوئی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو معاف کر کے چھوڑ دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے بلند پایہ اخلاق ہیں کہ آپ نے قابو پاکر اُسے معاف کردیا، حالانکہ وہ قتل کا ارادہ رکھتا تھا، لیکن آپ کے توکل ویقین اور استقلال سے اُس پر لرزہ طاری ہوگیا۔

سختی کے ساتھ مطالبہ کرنے والے اعرابی کے ساتھ حسنِ اخلاق

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اَعرابی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرضہ تھا، وہ آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قرض کا تقاضا کرنے لگا اور اس نے

❶ صحیح البخاری: کتاب الجهاد والسیر، باب من علق سیفه بالشجر فی السفر عند القائلة، رقم الحدیث: ۲۹۱۰

آپ پر بڑی سختی کی، یہاں تک کہ یہ کہہ دیا کہ جب تک آپ میرا قرضہ ادا نہیں کریں گے میں آپ کو تنگ کرتا رہوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اُسے جھڑکا اور کہا: تیرا ناس ہو! تم جانتے ہو کہ تم کس سے بات کر رہے ہو؟ اس نے کہا: میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے حق والے کا ساتھ کیوں نہ دیا؟ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر تمہارے پاس کھجوریں ہوں تو ہمیں اُدھار دے دو، جب ہمارے پاس آئیں گی تو ہم تمہارا قرضہ ادا کر دیں گے، انہوں نے کہا: ضرور، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قرض لے کر اس اَعرابی کا قرض ادا کر دیا اور جتنا اس کا قرضہ تھا اس سے زیادہ اسے دیا، اس اَعرابی نے کہا: آپ نے قرضہ پورا ادا کر دیا، اللہ آپ کو پورا بدلہ دے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هَلَّا مَعَ صَاحِبِ الْحَقِّ كُنْتُمْ؟ أُولَئِكَ خِيَارُ النَّاسِ، إِنَّهُ لَا قُدِّسَتْ أُمَّةٌ لَا يَأْخُذُ الضَّعِيفُ فِيهَا حَقَّهُ غَيْرَ مُتَعْتَعٍ. ❶

ترجمہ: حق کا ساتھ دینے والے لوگوں میں سب سے بہترین لوگ ہیں، اور وہ اُمت پاکیزہ نہیں ہوسکتی جس میں کمزور آدمی بغیر کسی تکلیف اور پریشانی کے اپنا حق وصول نہ کرسکے۔

یہ آپ کے بلند پایہ اخلاق ہیں کہ آپ سے سختی سے پیش آنے والے اعرابی کے ساتھ بڑی نرمی اور شفقت سے پیش آئے، جانثار صحابہ کرام کو ان کی طرف ہاتھ بڑھانے سے منع کیا، اور قرض لے کر اُسے دیا اور محبت سے رخصت کر دیا۔

❶ سنن ابن ماجه: كتاب الصدقات، باب لصاحب الحق سلطان، رقم الحديث: ٢٤٢٦

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی اخلاق سے متاثر ہوکر عدی بن حاتم طائی کا قبولِ اسلام

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ مذہب عیسائیت کے پیروکار تھے، اپنے قبیلہ کے سردار تھے اور قبیلہ بنی طے سے ایک چوتھائی مال غنیمت وصول کر کے گزر بسر کرتے تھے۔ان کا بیان ہے کہ جب کسی نے مجھے محمد بن عبداللہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں بتایا، تو ان کا نام سنتے ہی مجھے شدید نفرت محسوس ہوئی اور جب ان کی فوجیں مدینہ کے اردگرد علاقوں میں نکلنے لگیں، تو مجھے فکر ہونے لگی اور میں نے اپنے ایک عربی غلام سے کہا: تیرا بھلا ہو! میرے لیے موٹے تازے تیز رفتار اونٹوں کا ایک گلہ تیار رکھنا، جوں ہی محمد کے لشکروں کی خبر پہنچے، مجھے مطلع کر دینا۔ایک دن وہ دوڑتا بھاگتا ہوا میرے پاس آیا اور کہا: محمد کے لشکر آ گئے ہیں، یہ سنتے ہی میں اہل وعیال کو اونٹ پر بٹھا کر اور ضروری ساز وسامان لے کر ملک شام کی جانب اس خیال سے چل دیا کہ وہ میرے ہم مذہب ہیں اور اس بھگدڑ میں میری بہن سفانہ پیچھے رہ گئی جو روانگی کے وقت کسی ضروری کام سے کہیں گئی ہوئی تھی۔

اسلامی فوج بنو طے کو شکست دے کر بہت سی عورتوں اور بچوں کو قید کر کے مدینہ لے گئی، ان قیدیوں میں میری بہن سفانہ بنت حاتم بھی تھی اور ان سب کو مسجد کے قریب احاطہ میں رکھا گیا۔ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے، تو وہ کھڑی ہوگئی اور کہا: یا رسول اللہ! میرا باپ فوت ہوگیا اور سرپرست بچھڑ گیا، آپ مجھ پر احسان فرمائیں، اللہ آپ پر احسان فرمائیں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تمھارا سرپرست کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا: عدی بن حاتم۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا وہی جو اللہ اور اس کے رسول سے دور بھاگتا ہے؟ یہ کہہ کر آپ چلے

گئے، دوسرے دن بھی جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیدیوں کے پاس سے گزر ہوا، تو مذکورہ سوال و جواب ہوئے اور تیسرے دن جب سفانہ بنت حاتم نے درخواست دہرائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم پر احسان کیا اور تم سب کو آزادی دے دی ہے، جاتے وقت انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوڑا عنایت فرمایا، سواری اور سفرخرچ وغیرہ دے کر اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اپنی بہن کے حوالے سے بہت پریشان تھا اور اسی فکر میں رہتا تھا، ایک دن وہ شام کے قافلے کے ساتھ میرے پاس ملک شام آ پہنچی اور پہنچتے ہی مجھے کوسنا شروع کر دیا کہ قطع رحمی کرنے والے ظالم تو نے اپنے بال بچوں کے ساتھ راہِ فرار اختیار کر لی اور اپنے باپ کی بیٹی اور اس کی عزت کو چھوڑ آیا۔ معافی تلافی کے بعد میں نے اس سے پوچھا: تم نے اس شخص (محمد) کو کیسا پایا اور اس کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا: میری رائے یہ ہے کہ تم فوراً اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ اگر یہ شخص اللہ کا نبی ہے تو اس کی جانب جلدی جانا باعث فضیلت ہے، اور اگر وہ بادشاہ ہے تو لوگوں کی قدر کرنا جانتا ہے، اس کے یہاں عزت والوں کو ذلیل نہیں کیا جاتا اور تمہارا مقام ومرتبہ ہر ایک جانتا ہے۔

میں نے اس کی رائے پر مدینہ کا رخ کیا۔ مدینہ پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، میں نے سلام کیا، تو آپ نے پوچھا: کون؟ میں نے کہا: عدی بن حاتم طائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا پرجوش استقبال کیا اور مجھے اپنے گھر لے گئے، راستے میں ایک کمزور بوڑھی عورت نے انھیں روک لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک اس کی باتیں سنتے رہے اور وہ اپنی مشکلات اور ضروریات بیان کرتی رہی۔ میں

نے اپنے دل میں کہا: خدا کی قسم! یہ بادشاہ تو نہیں ہیں۔ پھر گھر پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا چمڑے کا گدا میری طرف بڑھایا اور فرمایا: اس کے اوپر بیٹھ جاؤ، میں نے کہا: نہیں، آپ اس پر تشریف رکھیں، مگر آپ نے حکم دیا: تم اس پر بیٹھو۔ میں گدے پر بیٹھ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر تشریف فرما ہوئے۔ اب میں نے پھر دل میں کہا: خدا کی قسم! یہ تو بادشاہوں والا معاملہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عدی! کیا تو رکوسی (ایک مذہبی گروہ) فرقہ سے تعلق نہیں رکھتا؟ میں نے کہا: جی ہاں! میں رکوسی ہوں۔ آپ کا دوسرا سوال تھا: کیا تم اپنی قوم سے مال غنیمت کا چوتھا حصہ وصول نہیں کرتے تھے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وصولی تمھارے دین کے مطابق حلال نہ تھی؟ میں نے کہا: جی! آپ کا فرمان درست ہے۔ اب میں بخوبی جان گیا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں کیوں کہ جو باتیں عربوں کو بالکل معلوم نہیں تھیں، آپ ان سے واقف ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چبھتا ہوا سوال پوچھا کہ:

لَعَلَّکَ یَا عَدِیُّ إِنَّمَا یَمْنَعُکَ مِنْ دُخُولٍ فِی هَذَا الدِّینِ مَا تَرَی مِنْ حَاجَتِهِمْ،فَوَ اللَّهِ لَیُوشِکَنَّ الْمَالُ أَنْ یَفِیضَ فِیهِمْ حَتَّی لَا یُوجَدُ من یَأْخُذُهُ،وَلَعَلَّکَ إِنَّمَا یَمْنَعُکَ مِنْ دُخُولٍ فِیهِ مَا تَرَی مِنْ کَثْرَةِ عَدُوِّهِمْ وَقِلَّةِ عَدَدِهِمْ،فَوَ اللَّهِ لَیُوشِکَنَّ أَنْ تَسْمَعَ بِالْمَرْأَةِ تَخْرُجُ مِنَ الْقَادِسِیَّةِ عَلَی بَعِیرِهَاحَتَّی تَزُوْرَ هَذَا الْبَیْتَ،لَا تَخَافُ،وَلَعَلَّکَ إِنَّمَا یَمْنَعُکَ مِنْ دُخُولٍ فِیهِ أَنَّکَ تَرَی أَنَّ الْمُلْکَ وَالسُّلْطَانَ فِی غَیْرِهِمْ،وَایْمُ اللَّهِ لَیُوشِکَنَّ أَنَّ تَسْمَعَ بِالْقُصُورِ الْبِیْضِ مِنْ أَرْضِ بَابِلَ قَدْ فُتِحَتْ عَلَیْهِمْ. ❶

❶ سیرۃ ابن ہشام: أمر عدی بن حاتم، ج۲ ص ۵۷۹ تا ۵۸۱/السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ج۴ ص ۱۲۳ تا ۱۲۶

ترجمہ: اے عدی! شاید دین اسلام میں داخل ہونے سے یہ امر مانع ہے کہ مسلمانوں کی مالی حالت بہت کمزور ہے؟ خدا کی قسم! مال و دولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ دینے والے سبھی ہوں گے اور لینے والا کوئی نہ ہوگا، اور شاید یہ بات بھی مانع ہو کہ یہ لوگ تعداد میں بہت کم ہیں اور پوری دنیا ان کی دشمن ہے؟ خدا کی قسم! دین کا غلبہ اس طرح ہوگا کہ تو سنے گا اور دیکھے گا کہ ایک خاتون زیورات سے لدی تن تنہا اپنے اونٹ پر سوار ہوکر قادسیہ سے سوار ہوگی اور حج بیت اللہ کے لیے مکہ کا سفر کرے گی اور اسے کوئی خطرہ نہ ہوگا۔ اے عدی! ممکن ہے کہ تو نے سوچا ہو دنیا میں بہت سے بادشاہ اور سلاطین ہیں اور ان لوگوں میں کوئی تاجدار نہیں ہے۔ بخدا تو سن لے گا کہ بابل کے سفید محلات ان لوگوں کے ہاتھوں فتح ہو جائیں گے، قیصر و کسریٰ ہلاکت سے دوچار ہوں گے اور کوئی کسریٰ پھر اس تخت پر نہ بیٹھے گا۔

عدی کہتے ہیں یہ سن کر میں نے اسلام قبول کر لیا اور وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے دو باتیں دیکھ لی ہیں: بابل کے محلات بھی فتح ہو چکے ہیں اور قادسیہ سے تنہا سفر کرنے والی عورت بھی میں نے دیکھی ہیں، میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیسری بات بھی ضرور پوری ہوگی اور صدقہ و خیرات لینے والا کوئی نہ ہوگا۔

اس پورے واقعہ پر نظر ڈالیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق کی حسین اور خوبصورت تصویر موجود ہے کہ آپ نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ کی بہن کے ساتھ کیسا اچھا برتاؤ کیا کہ انھیں صرف آزاد ہی نہیں کیا بلکہ اعزاز و اکرام کے ساتھ جوڑا عنایت فرما کر اور سواری اور سفر خرچ کا انتظام کر کے رخصت کیا۔ پھر حضرت عدی رضی اللہ عنہ کی آمد پر ان کا پر جوش استقبال کیا اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ انھیں اپنے گھر لے گئے اور خود زمین پر بیٹھ کر انھیں گدے پر بٹھایا۔ آپ کے انھیں اخلاق اور برتاؤ سے متاثر ہو کر انھوں نے اسلام کا دامن تھاما۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے گھر والوں کے ساتھ عالی اخلاق

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کررہی تھی اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی تیار کررہی تھیں، لیکن انہوں نے مجھ سے پہلے کھانا تیار کرلیا (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا، مجھے پتا چلا کہ وہ کھانا بھیج رہی ہیں تو) میں نے باندی سے کہا جا اور حفصہ کا پیالہ اُلٹ دے۔ چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانا رکھنے لگی، تو باندی نے پیالہ اُلٹ دیا جس سے کھانا اِدھر اُدھر بکھر گیا (اور پیالہ ٹوٹ گیا،) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کے ٹکڑے جمع کئے اور جو کھانا زمین پر بکھر گیا تھا اسے بھی جمع کیا اور اس کھانے کو آپ نے اور صحابہ نے نوش فرمایا۔ پھر میں نے اپنا پیالہ بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سارا پیالہ حضرت حفصہ کے پاس بھیج دیا اور فرمایا: اپنے برتن کی جگہ یہ برتن لے لو اور اس میں جو کھانا ہے اسے کھالو، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر اس واقعہ سے ناگواری کا اثر کچھ بھی نہ دیکھا۔ ❶

انجیل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی اخلاق

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں:

إِنَّ مُحَمَّدًا لَمَكْتُوبٌ فِي الْإِنْجِيلِ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا صَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا، وَلَكِنْ يَعْفُو أَوْ يَغْفِرُ. ❷

---

❶ مصنف ابن أبی شیبه: کتاب الرد علی أبی حنیفه، مسئلة عوض المستعار إذا کسر أو فسد، رقم الحدیث: ۳۶۲۸۱

❷ مسند إسحاق بن راهویه: ج۳ ص ۹۱۹، رقم الحدیث: ۱۶۱۰/ تاریخ مدینة دمشق: باب ما جاء من أن الشام یکون ملک أهل الإسلام، ج۱ ص ۱۸۶

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف انجیل میں اس طرح ہیں کہ وہ نہ بدخلق ہیں، نہ سخت مزاج، نہ سوقیانہ اور بازاری انداز سے شور وغل کرنے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہوں گے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدلہ لینے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا

عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بڑے نیک، ہنس مکھ اور خوبصورت شخص تھے۔ ایک مرتبہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کر کے لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہلو کو لکڑی سے مس کیا، انھوں نے کہا: آپ کے مارنے سے مجھے تکلیف ہوئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدلہ لے لو:

قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عَلَيْكَ قَمِيصًا، وَلَمْ يَكُنْ عَلَيَّ قَمِيصٌ، قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَهُ فَاحْتَضَنَهُ، ثُمَّ جَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهُ، فَقَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَدْتُ هَذَا. (۱)

ترجمہ: انھوں نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے تو قمیص پہنی ہوئی ہے اور میرے جسم پر کوئی قمیص نہیں تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اوپر اٹھالی، یہ (بدلہ لینے کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے چمٹ گئے) اور آپ کے پہلو کے بوسے لینے شروع کر دیے اور پھر یوں کہا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میرا مقصد تو یہی تھا (بدلہ لینے کا تذکرہ تو میں نے ویسے ہی کیا تھا مقصد آپ کا بوسہ لینا اور آپ کے بابرکت جسم کے ساتھ اپنے جسم کو مس کرنا تھا۔)

---

(۱) المستدرك على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة، ج۳ص۳۲۷، قال الحاكم والذهبي: صحيح/سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب في قبلة الجسد، رقم الحديث: ۵۲۲۴

یہودی عالم کی زبانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند پایہ اخلاق

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی تھا جس کو فلاں عالم کہا جاتا تھا (یعنی وہ یہود کے بڑے علماء میں سے تھا) اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چند دینار قرض تھے، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: میرے پاس (اس وقت) کچھ نہیں کہ تجھے دوں، اس نے کہا: محمد! میں اس وقت تک آپ سے جدا نہ ہوں گا جب تک آپ میرا قرض ادا نہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا! میں تیرے پاس بیٹھ جاتا ہوں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے بیٹھ گئے، (اور اسی مقام پر) ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور پھر صبح کی نماز پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اس یہودی کو دھمکاتے تھے اور نکال دینے کا خوف دلاتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کو محسوس کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس سے منع فرمایا، صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ایک یہودی آپ کو روک سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے منع کیا ہے کہ میں اس شخص پر ظلم کروں جو ہماری پناہ میں ہے۔ پھر جب دن چڑھا، یہودی نے کہا:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَشَطْرُ مَالِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَمَا وَاللَّهِ مافَعَلْتُ الَّذِي فَعَلْتُ بِكَ إِلَّا لِأَنْظُرَ إِلَى نَعْتِكَ فِي التَّوْرَاةِ. مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ وَمُهَاجِرُهُ بِطَيْبَةَ، وَمُلْكُهُ بِالشَّامِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا مُتَزَيِّنٍ بِالْفُحْشِ، وَلَا قَوْلِ الْخَنَا. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ

اللَّه. وَهَذَا مَا لِي فَاحْكُمْ فِيهِ بِمَا أَرَاکَ اللَّهُ. ❶

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، میرے مال کا آدھا حصہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، خدا کی قسم! میں نے آپ کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ محض اس لئے کیا تاکہ میں دیکھوں کہ آپ کی جو صفات تورات میں مذکور ہیں، وہ آپ میں پائی جاتی ہیں یا نہیں؟ تورات میں لکھا ہے: محمد بن عبداللہ مکہ میں پیدا ہوگا، طیبہ کی طرف ہجرت کرے گا اور اس کی حکومت شام میں ہوگی، وہ بدزبان و سنگ دل نہ ہوگا اور نہ بازاروں میں شور مچانے والا، اور نہ فحش گوئی اس میں ہوگی اور نہ وہ بے ہودہ بات کہنے والا ہوگا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، یہ میرا مال موجود ہے، خدا کے حکم سے جہاں اس کو چاہیں خرچ فرمادیں۔

ایک دیہاتی کا آپ صلی اللہ کی چادر کو زور سے کھینچنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے جارہا تھا، آپ نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے، جس کے کنارے موٹے تھے، راستے میں آپ کو ایک دیہاتی ملا، جس نے آپ کی چادر کو پکڑ کر اس قدر سختی سے اپنی طرف کھینچا کہ آپ کی گردن پر نشان پڑھ گیا، میں نے دیکھا:

عُنُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَکَ،

❶ دلائل النبوة للبيهقي: جماع أبواب أسئلة اليهود وغيرهم......الخ، باب استراء زيد بن سعنة أحوال النبي صلى اللّه عليه وسلم حتى إذا وقف عليها......الخ، ج٦ ص ٢٨٠

فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ، ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ. ❶

ترجمہ: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کے کنارے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر نشان ڈال دیا تھا۔ پھر اس دیہاتی نے کہا: اے محمد! تمہارے پاس خدا کا مال ہے، اس میں سے مجھ کو کچھ دلوایئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا، مسکرائے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ دینے کا حکم دیا۔

تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے اوصافِ حمیدہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف تورات میں کس طرح پائی ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا: ہم نے تورات میں پڑھا ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے جائیں گے اور ان کا ملک شام ہوگا:

وَلَيْسَ بِفَحَّاشٍ، وَلَا بِسَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يُكَافِءُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ، أُمَّتُهُ الْحَمَّادُونَ، يَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي كُلِّ سَرَّاءٍ، وَيُكَبِّرُونَ اللَّهَ عَلَى كُلِّ نَجْدٍ، يُوَضِّؤُونَ أَطْرَافَهُمْ، وَيَأْتَزِرُونَ فِي أَوْسَاطِهِمْ، يَصُفُّونَ فِي صَلَاتِهِمْ كَمَا يَصُفُّونَ فِي قِتَالِهِمْ، دَوِيُّهُمْ فِي مَسَاجِدِهِمْ كَدَوِيِّ النَّحْلِ، يُسْمَعُ مُنَادِيهِمْ فِي جَوِّ السَّمَاءِ. ❷

❶ صحیح مسلم: کتاب الزکاة، باب إعطاء من سأل بفحش وغلظة، رقم الحدیث: ۱۰۵۷

❷ سنن الدارمی: باب صفة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی الکتب قبل مبعثه، ص ۱۵۸، رقم الحدیث: ۱۰ / تاریخ مدینة دمشق: باب ما جاء من أن الشام یکون ملک أهل الإسلام، ج ۱ ص ۱۸۵، ۱۸۶

ترجمہ: نہ وہ بے ہودہ گو ہوں گے اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیں گے بلکہ عفوو درگزر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرے گی، وہ ہر رنج وراحت میں حمد کرے گی اور ہر بلندی پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرے گی اور اپنے اعضاء کا وضو کرے گی اور کمر پر تہبند باندھے گی اور اپنی نمازوں میں اسی طرح صف بستہ ہوگی جس طرح میدان جنگ میں صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں، ان کی مساجد میں گونج ہوگی جس طرح شہد کی مکھیاں بھنبھناتی ہیں، ان کی اذانوں کی آواز فضائے آسمانی میں سنی جائے گی۔

ان تمام واقعات سے اندازہ لگائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے عظیم اخلاق کے مالک تھے، کبھی بداخلاقی کا بدلہ بداخلاقی سے نہیں دیا، اپنے ہوں یا پرائے، مسلمان ہوں یا غیر مسلم، شہری ہوں یا اَعرابی، ہر ایک کے ساتھ محبت وشفقت اور نرمی کا برتاؤ کیا، آپ کے اخلاق عالی سے بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

حسن اخلاق کی اہمیت وفضیلت سے متعلق اسلافِ امت کے اقوال

پاکیزہ کردار اور محبوب شخصیت کی پانچ خصلتیں

۱ ...... حضرت لقمان رحمہ اللہ سے ان کے بیٹے نے پوچھا: ابا جان! انسان میں کون سی خصلت اچھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: دین، صاحبزادے نے پوچھا: اگر دو ہوں؟ انہوں نے کہا: دین اور مال، بیٹے نے کہا: اگر تین ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: دین، مال اور حیاء، پھر پوچھا: اگر چار ہوں؟ فرمایا: دین، مال، حیا اور خوش اخلاقی، پوچھا: اگر پانچ ہوں؟ جواب دیا، دین، مال، حیاء، حسن خلق اور سخاوت۔ پوچھا: اگر چھ ہوں؟ انہوں نے جواب دیا:

يَابُنَيَّ إِذَااجْتَمَعَتْ فِيهِ الْخَمْسُ خِصَالٍ فَهُوَ نَقِيٌّ تَقِيٌّ وَاللَّهِ وَلِيٌّ وَمِنَ

الشَّيُطَانِ بَرِیٌٔ. ❶

ترجمہ: اے بیٹے! اگر کسی شخص میں یہ پانچ خصلتیں جمع ہو جائیں تو وہ پاکیزہ خصلت ہے، متقی و پرہیز گار ہے، اللہ کی قسم! اللہ کا ولی ہے اور شیطان سے بری ہے۔

فرعون کو مہلت ملنے کی وجہ

۲.....حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار سے پوچھا:

يَا رَبِّ! أَمُهَلُتَ فِرُعَوُنَ أَرُبَعِمائَةِ سَنَةٍ، وَهُوَ يَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعُلَى، وَيُكَذِّبُ بِآيَاتِکَ، وَيَجُحَدُ رُسُلَکَ. ❷

ترجمہ: اے رب! آپ نے فرعون کو چار سو سال تک مہلت دے رکھی حالانکہ وہ کہتا تھا، میں رب العالمین ہوں، اور آپ کی آیات جھٹلاتا تھا اور آپ کے رسولوں کا انکار کرتا تھا۔

اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ "**أَنَّهُ كَانَ حَسَنَ الْخُلُقِ سَهُلَ الْحِجَابِ فَأَحُبَبُتُ أَنُ أُكَافِئَهُ**" فرعون اچھے اخلاق والا تھا، اس کو لوگ آسانی سے مل سکتے تھے، میں نے چاہا میں اسکو اسکا بدلہ دے دوں۔

لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے ملو

۳.....حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَالِطُوا النَّاسَ بِالْأَخَلَاقِ. ❸

ترجمہ: لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ۔

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۲

❷ تاريخ مدينة دمشق: حرف الميم، ج ۶۱ ص ۸۱، رقم الترجمة: ۷۷۴۱

❸ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۲

حسنِ اخلاق تین خصلتوں کا نام ہے

۴......حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

حُسْنُ الْخُلُقِ فِیْ ثَلَاثِ خِصَالٍ اِجْتِنَابُ الْمَحَارِمِ وَطَلَبُ الْحَلَالِ وَالتَّوَسُّعُ عَلَى الْعِيَالِ. ❶

ترجمہ: حسنِ خلق تین خصلتوں سے عبارت ہے: محرمات سے اجتناب، حلال کی طلب اوراہل وعیال پر توسع۔

حسن اخلاق سے بہتر خصلت نہیں

۵......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلتَّوْفِيقُ خَيْرُ قَائِدٍ وَحُسْنُ الْخُلُقِ خَيْرُ قَرِينٍ وَالْعَقْلُ خَيْرُ صَاحِبٍ وَالْأَدَبُ خَيْرُ مِيرَاثٍ وَلَا وَحْشَةَ أَشَدُّ مِنَ الْعُجْبِ. ❷

ترجمہ: توفیق بہترین رہبر وقائد ہے اور حسن اخلاق بہترین دوست ہے اور عقل بہترین ساتھی ہے اورادب بہترین میراث ہے اورخود پسندی سے بڑھ کوئی چیز قابل وحشت نہیں ہے۔

حسن اخلاق کے سبب جنت کے اعلی درجات کو پانا

۶......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

إِنَّ الْعَبْدَ لَيَبْلُغُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ أَعْلَى دَرَجَةً فِيْ الْجَنَّةِ وَهُوَ غَيْرُ عَابِدٍ وَيَبْلُغُ بِسُوْءِ خُلُقِهِ أَسْفَلُ دَرْكٍ فِيْ جَهَنَّمَ وَهُوَ عَابِدٌ. ❸

❶ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۳

❷ الثقات لابن حبان: باب الحاء، ج۸ص ۵۷، الرقم: ۱۲۸۲۹

❸ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۲

ترجمہ: آدمی اپنے حسن خلق کی وجہ سے جنت کے اعلیٰ درجے میں پہنچ جاتا ہے۔ جب کہ وہ عبادت گزار بھی نہیں ہوتا اور بداخلاقی کی وجہ سے جہنم کے نچلے حصے میں چلا جاتا ہے، جب کہ وہ عبادت گزار بھی ہوتا ہے۔

بداخلاقی اللہ کی ناراضگی کی علامت ہے

۷......حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ شَرًّا أَوْ هَلَكَةً نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ، فَلَمْ تَلْقَهُ إِلَّا مَقِيتًا مُمَقَّتًا، فَإِذَا كَانَ مَقِيتًا مُمَقَّتًا نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ فَلَمْ تَلْقَهُ إِلَّا فَظًّا غَلِيظًا، فَإِذَا كَانَ كَذَلِكَ نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ فَلَمْ تَلْقَهُ إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا، فَإِذَا كَانَ كَذَلِكَ نُزِعَتْ رِبْقَةُ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ فَكَانَ لَعِينًا مُلَعَّنًا. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے بارے میں برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اوّلاً اس سے حیاء چھین لیتا ہے، جس کی وجہ سے تم اس کو ترش رو پاؤ گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے رحم وترحم چھین لیتا ہے، جس کی وجہ سے تم اس کو سخت خو اور بداخلاق پاؤ گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس سے امانت داری چھین لیتا ہے، پس تم اس کو خائن پاؤ گے۔ پھر آخر میں اللہ اس سے اسلام کی دولت سلب کر لیتا ہے، جس کی وجہ سے وہ لعین وملعون بن جاتا ہے۔

حضراتِ صحابہ کرام کے بلند پایہ اعمال واخلاق

۸......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ، أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانُوا خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ، أَبَرَّهَا قُلُوبًا، وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا، وَأَقَلَّهَا

---

❶ حلية الأولياء: ترجمة: سلمان الفارسی، ج ۱ ص ۲۰۴

تَكَلُّفًا، قَوْمٌ اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَقْلِ دِيْنِهٖ، فَتَشَبَّهُوْا بِأَخْلَاقِهِمْ وَطَرَائِقِهِمْ فَهُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ وَاللّٰهِ رَبِّ الْكَعْبَةِ. ❶

ترجمہ: جو آدمی کسی کے طریقے کو اختیار کرنا چاہے تو اُسے چاہیے کہ وہ اُن لوگوں کا طریقہ اختیار کرے جو دنیا سے جا چکے ہیں۔ اور یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں، جو کہ اس اُمت میں سب سے بہترین اور سب سے زیادہ نیک دل اور سب سے زیادہ گہرے علم والے اور سب سے کم تکلّف برتنے والے تھے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لیے اور اپنے دین کو دنیا میں پھیلانے کے لیے چن لیا ہے۔ لہٰذا ان جیسے اخلاق اور ان جیسی زندگی گزارنے کے طریقے اپناؤ۔ ربِّ کعبہ کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تمام صحابہ ہدایتِ مستقیم پر تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نگاہ میں دس مکارمِ اخلاق

۹...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دس باتیں مکارم اخلاق میں سے ہیں، اللہ جس کو چاہتا ہے عنایت کرتا ہے، ممکن ہے کسی شخص میں ہوں لیکن اس کے والد میں نہ ہوں، غلام میں ہوں اور اُس کے آقا میں نہ ہوں:

صِدْقُ الْحَدِيْثِ وَصِدْقُ النَّاسِ وَإِعْطَاءُ السَّائِلِ وَالْمُكَافَأَةُ بِالصَّنَائِعِ وَصِلَةُ الرَّحِمِ وَحِفْظُ الْأَمَانَةِ وَالتَّذَمُّمُ لِلْجَارِ وَالتَّذَمُّمُ لِلصَّاحِبِ وَقِرَى الضَّيْفِ وَرَأْسُهُنَّ الْحَيَاءُ. ❷

---

❶ حلية الأولياء: ترجمة: عبد اللّٰه بن عمر، ج ۱ ص ۳۰۵

❷ إحياء علوم الدين: كتاب آداب الألفة والإخوة......الخ، الباب الثالث، حقوق الجوار، ج ۲ ص ۲۱۴

ترجمہ:ا..... سچ بولنا ۲..... لوگوں کے ساتھ صحیح معاملات کرنا ۳..... سائل کو دینا ۴..... احسانات کا بدلہ دینا ۵..... صلہ رحمی قائم کرنا ۶..... امانت کی حفاظت کرنا ۷..... پڑوسیوں کے حقوق کی رعایت رکھنا ۸..... ہم نشینوں کے حقوق کی رعایت کرنا ۹..... مہمان نوازی کرنا ۱۰..... ان سب باتوں کی اصل حیاء ہے۔

اسلام کی بنیاد خوش اخلاقی ہے

۱۰...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا: کرم کیا ہے؟ فرمایا: کرم وہ ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں اس طرح کیا گیا ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

ترجمہ: درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔

پوچھا گیا: حسب کیا چیز ہے؟ فرمایا:

أَحْسَنُكُمْ خُلُقًا أَفْضَلُكُمْ حَسَبًا وَقَالَ لِكُلِّ بُنْيَانٍ أَسَاسٍ وَأَسَاسُ الْإِسْلَامِ حُسْنُ الْخُلُقِ. (۱)

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر اخلاق کا حامل سب سے اچھے حسب کا حامل ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر عمارت کی بنیاد ہوتی ہے، اسلام کی بنیاد خوش اخلاقی ہے۔

برے اخلاق والے اپنے آپ کو تکلیف دیتا ہے

۱۱...... حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ كَثُرَ مَالُهُ كَثُرَتْ ذُنُوبُهُ، وَمَنْ كَثُرَ كَلَامُهُ كَثُرَ كَذِبُهُ، وَمَنْ سَاءَ خُلُقُهُ،

(۱) إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۲

عَذَّبَ نَفُسَهُ. ❶

ترجمہ: جس کا مال زیادہ ہوا سکے گناہ زیادہ ہوتے ہیں اور جس کا کلام زیادہ ہوا سکے جھوٹ زیادہ ہوتے ہیں اور جس کے اخلاق برے ہوں وہ خود کو عذاب دیتا ہے۔

خوش اخلاقی تین چیزوں کا نام ہے

۱۲......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حُسُنُ الُخُلُقِ بَسُطُ الُوَجُهِ وَبَذُلُ النَّدَى وَ كَفُّ الْأَذَى. ❷

ترجمہ: خوش خلقی یہ ہے کہ خندہ رو رہے، مال خرچ کرے اور لوگوں کی اذیت برداشت کرے۔

بداخلاقی باآسانی جدانہیں ہوتی

۱۳......کوئی بداخلاق آدمی حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے ساتھ سفر میں تھا، آپ اس کی بداخلاقی برداشت فرماتے اور اس کے ناز اٹھاتے، جب وہ کسی منزل پر رخصت ہو گیا تو آپ اسے یاد کر کے بہت روئے، لوگوں نے رونے کی وجہ معلوم کی، فرمایا: بَكَيُتُهُ رَحُمَةً لَهُ فَارَقُتُهُ وَ خُلُقُهُ مَعَهُ لَمُ يُفَارِقُهُ" مجھے اس پر رحم آتا ہے، بے چارہ مجھ سے تو رخصت ہو گیا اُس کی بداخلاقی اُس سے جدا نہیں ہوئی۔ ❸

چار خصلتیں انسان کو اعلی درجات تک پہنچا دیتی ہیں

۱۴......حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرُبَعٌ تُرُفَعُ الُعَبُدُ إِلَى أَعُلَى الدَّرَجَاتِ وَإِنُ قَلَّ عَمَلَهُ وَعِلُمُهُ الُحِلُمُ

❶ الصمت لابن أبی الدنيا: ص ۸۵،الرقم : ۹۰

❷ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۲

❸ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۲

وَالتَّوَاضُعُ وَالسَّخَاءُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَهُوَ كَمَالُ الْإِيمَانِ. ❶

ترجمہ: قلّتِ علم اور قلّتِ عمل کے باوجود چار خصلتیں انسان کو اعلی درجات تک پہنچادیتی ہیں: ایک حلم، دوسری تواضع، تیسری سخاوت اور چوتھی خوش اخلاقی اور یہی چار خصلتیں ایمان کا کمال ہیں۔

حسن اخلاق والے سے تعلق خیر کو لاتا ہے

۱۵......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا تُخَالِطُ إِلَّا حَسَنَ الْخُلُقِ، فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ، وَلَا تُخَالِطْ سَيِّءَ الْخُلُقِ، فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِشَرٍّ. ❷

ترجمہ: تم میل جول مت رکھو سوائے اچھے اخلاق والے سے، اس لیے کہ وہ خیر ہی لاتا ہے، اور تم میل جول مت رکھو بد اخلاق کیساتھ، اس لیے کہ وہ شر ہی لاتا ہے۔

سب سے بڑی بیماری برے اخلاق ہیں

۱۶......ایک شخص نے احنف بن قیس رحمہ اللہ سے کہا: مجھے ایسا امر بتائیے جس کا انجام اس سے بہتر ہو؟ احنف بن قیس رحمہ اللہ نے فرمایا:

خَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ، وَكُفَّ عَنِ الْقَبِيحِ.

ترجمہ: لوگوں کیساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ اور قبیح کام سے رک جاؤ۔

پھر فرمایا: کیا میں تجھے سب سے بڑی بیماری نہیں بتاؤں؟ اس شخص نے کہا: کیوں نہیں، احنف بن قیس رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۲

❷ شعب الإيمان: حسن الخلق، ج۱۰ ص ۳۹۴، الرقم: ۷۶۸۴

اِکْتِسَابُ الذَّمِّ بِلا مَنْفَعَةٍ،وَاللِّسَانُ الْبَذِیءُ،وَالْخُلُقُ الرَّدِیُءُ. ❶

ترجمہ: بغیر کسی منفعت کے برائی کمانا اور گندی زبان اور برے اخلاق۔

بداخلاقی والے کی حسنات نفع بخشش نہیں ہوتیں

۱۷......حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سُوءُ الْخُلُقِ سَیِّئَةٌ لَا تَنْفَعُ مَعَهَا كَثْرَةُ الْحَسَنَاتِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ حَسَنَةٌ لَا تَضُرُّ مَعَهَا كَثْرَةُ السَّیِّئَاتِ. ❷

ترجمہ: بداخلاقی ایک ایسی برائی ہے جس کی موجودگی میں حسنات کی کثرت بھی نفع بخش نہیں ہوتی اور خوش اخلاقی ایک ایسی نیکی ہے کہ اس کے سامنے برائیوں کی کثرت بھی نقصان دہ نہیں ہوتی۔

مخلوق کی ایذاء رسانی اُسے خالق سے نہ کاٹے

۱۸......حضرت حسین بن منصور رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ أَن لَّایُؤْثِرَ فِیْکَ جَفَاءُ الْخَلْقِ بَعْدَ مُطَالِعَتِکَ لِلْحَقِّ. ❸

ترجمہ: خوش اخلاقی یہ ہے کہ قبول حق کے بعد مخلوق کا ظلم اُسے حق سے کاٹنے میں کامیاب نہ ہو۔

جنتی اور جہنمی اشخاص کی پانچ علامات

۱۹......حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خَمْسَةٌ مِنْ أَعْلَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ :وَجْهٌ حَسَنٌ،وَقَلْبٌ رَحِیمٌ،وَلِسَانٌ لَطِیفٌ،

---

❶ شعب الإیمان :حسن الخلق ،ج ١٠ ص ٣٨٥،الرقم : ٧٦٧١

❷ إحیاء علوم الدین: کتاب ریاضة النفس وتهذیب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج٣ص ٥٢

❸ إحیاء علوم الدین: کتاب ریاضة النفس وتهذیب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج٣ص ٥٣

وَاجْتِنَابُ الْمَحَارِمِ،وَأَظُنُّهُ قَالَ:وَخُلُقٌ حَسَنٌ.وَعَلَامَةُ أَهْلِ النَّارِ خَمْسَةٌ: سُوءُ الْخُلُقِ،وَقَلْبٌ قَاسٍ،وارْتِكَابُ الْمَعَاصِي،وَلِسَانٌ غَلِيظٌ،وَوَجْهٌ حَامِضٌ. ❶

ترجمہ:اہل جنت کی پانچ علامات ہیں:خوبصورت چہرا،مہربان دل،نرم زبان اورمحارم سے اجتناب،راوی فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ پانچواں حسن اخلاق ہے۔

اہل جہنم کے پانچ علامات ہیں: بداخلاق،سخت دل، گناہوں کا ارتکاب، گندی زبان اورترش روچہرہ۔

حسنِ اخلاق کے حصول میں محنت کرنی پڑتی ہوتے ہیں

۲۰......حضرت سعید بن عاص رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے سے کہا:

يَا بُنَيَّ!إِنَّ الْمَكَارِمَ لَوْ كَانَتْ سَهْلَةً يَسِيرَةً لَسَابَقَكُمْ إِلَيْهَا اللِّئَامُ،وَلَكِنَّهَا كَرِيهَةٌ مُرَّةٌ لَا يَصْبِرُ عَلَيْهَا إِلَّا مَنْ عَرَفَ فَضْلَهَا،وَرَجَا ثَوَابَهَا. ❷

ترجمہ:اے میرے بیٹے!اگراچھے اخلاق سہل اورآسان ہوتے تو کمینے لوگ اسکی طرف تم سے سبقت لے جاتے،لیکن یہ خواہش کے برخلاف کڑوے ہوتے ہیں،ان پرصبرنہیں کرتامگروہ شخص جواس کے فضیلت کوجان لےاوراسکی ثواب کی امیدرکھے۔

اخلاق کی وسعت میں رزق کےخزانے ہیں

۲۱......حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي سِعَةِ الْأَخْلَاقِ كُنُوزُ الْأَرْزَاقِ. ❸

ترجمہ:اخلاق کی وسعت میں رزق کےخزانے ہیں۔

---

❶شعب الإيمان:حسن الخلق،ج١٠ص٤٠٨،الرقم:٧٧٠٧

❷مكارم الأخلاق لابن أبي الدنيا:ص٣٠،الرقم: ٥٢

❸إحياء علوم الدين:كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب،ج٣ص٥٢

خوش اخلاق فاجر اور بد اخلاق عابد کی صحبت

۲۲......فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَأَن يَّصُحَبَنِيُ فَاجِرٌ حُسُنُ الْخُلُقِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنُ أَن يَّصُحَبَنِيُ عَابِدٌ سَيِّئُ الْخُلُقِ. ❶

ترجمہ: خوش اخلاق فاجر کی صحبت مجھے بد اخلاق عابد کی صحبت سے زیادہ پسند ہے۔

خوش اخلاقی جھگڑے سے اجتناب کرنا ہے

۲۳......حضرت واسطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ أَن لَّا يُخَاصِمَ وَلَا يُخَاصَمُ مِنُ شِدَّةِ مَعُرِفَتِهِ بِاللَّهِ تَعَالَى. ❷

ترجمہ: خوش اخلاقی یہ ہے کہ نہ وہ کسی سے جھگڑے اور نہ کوئی دوسرا اس سے جھگڑا کرے۔

حضرت واسطی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ "هُوَ إِرُضَاءُ الْخَلُقِ فِيُ السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ" تنگی اور کشادگی میں مخلوق کو راضی رکھنے کا نام خوش اخلاقی ہے۔

خوش اخلاقی ایذاءرسانی پر صبر کا نام ہے

۲۴......حضرت شاہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ كَفُّ الْأَذَى وَاحُتِمَالُ الْمُؤَنِ. ❸

ترجمہ: خوش خلقی ایذاءرسانی سے باز رہے اور دوسروں کی ایذاء پر صبر کرنے کا نام ہے۔

حسن اخلاق رضا بالقضاء ہے

۲۵......حضرت بوعثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۲

❷ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۳

❸ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۳

هُوَ الرَّضَاعَنِ اللَّهِ تَعَالَى. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے خوش رہنا خوش خلقی ہے۔

اللہ اوراس کی مخلوق کے حقوق کا ادا کرنے والا ہو

۲۶...... حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ سے خوش خلقی کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا:

أَدْنَاهُ الْاِحْتِمَالُ وَتَرْكُ الْمُكَافَأَةِ وَالرَّحْمَةُ لِلظَّالِمِ وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُ وَالشَّفَقَةُ عَلَيْهِ وَقَالَ مَرَّةً أَن لَّا يَتَّهِمَ الْحَقَّ فِي الرِّزْقِ وَيَثِقُ بِهِ وَيَسْكُنُ إِلَى الْوَفَاءِ بِمَاضَمِنَ وَلَا يَعْصِيَهُ فِيْ جَمِيْعِ الْأُمُوْرِ فِيْمَابَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاس. ❷

ترجمہ: اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی تحمل سے کام لے کسی سے اپنے لیے انتقام نہ لے، ظالم پر رحم اور شفقت کرے، اس کیلئے مغفرت اور ہدایت کی دعا کرے۔ ایک مرتبہ انہوں نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ رزق کے سلسلے میں خدا تعالیٰ سے بدگمان نہ ہو، اس پر اعتماد کرے، اس کا وعدہ پورا نہ ہونے پر خاموش رہے، اس کے حقوق اور اس کی مخلوق کے تمام حقوق میں کوتاہی نہ کرے۔ (یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو مکمل ادا کرنے والا ہو۔)

تصوف حسن اخلاق کا نام ہے

۲۷...... حضرت کتانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلتَّصَوُّفُ خُلُقٌ فَمَنْ زَادَ عَلَيْكَ فِي الْخُلُقِ زَادَ عَلَيْكَ فِي التَّصَوُّفِ. ❸

ترجمہ: تصوف اخلاق کا نام ہے، جو اخلاق میں زیادہ ہوتا ہے وہ تصوف میں بھی زیادہ ہوتا ہے۔

❶ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۳

❷ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۳

❸ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۳

اللہ کی رضا کے علاوہ کوئی مقصد نہ ہو

۲۸......حضرت ابوسعید الخراز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَن لَّایَکُوْنَ لَکَ هَمٌّ غَیْرُ اللَّه تَعَالیَ. ❶

ترجمہ: خوش اخلاقی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے سوا تیرا کوئی مقصد نہ ہو۔

محبوبیت کے باوجود مخفی رہنے والا

۲۹......ایک بزرگ فرماتے ہیں:

هُوَ أَن یَّکُوْنَ مِنَ النَّاسِ قَرِیْبًاوَ فِیْمَابَیْنَهُمْ غَرِیْبًا. ❷

ترجمہ: خوش اخلاقی یہ ہے کہ آدمی لوگوں کے قریب بھی ہواور ان میں اجنبی بھی ہو۔

حسن اخلاق کی دس علامات ہیں

۳۰......حضرت یوسف ابن اسباط رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَلامَةُ حُسْنِ الْخُلُقِ عَشَرُ خِصَالٍ قِلَّةُ الخِلَافِ وَحُسْنُ الْإِنْصَافِ وَتَرْکُ طَلَبِ الْعَثَرَاتِ وَتَقْبِیْحُ مَایَبْدُوْ مِنَ السَّیِّئَاتِ وَالْتِمَاسُ الْمَعْذِرَةِ وَاِحْتِمَالُ الْأَذٰی وَالرَّجُوْعُ بِالْمُلَامَةِ عَلَی النَّفْسِ وَالتَّفَرُّدُ بِمَعْرِفَةِ عُیُوْبِ نَفْسِهِ دُوْنَ عُیُوْبِ غَیْرِهِ وَطَلَاقَةُ الْوَجهِ لِلصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ وَلُطْفُ الْکَلَامِ لِمَنْ دُوْنَهُ وَلِمَنْ فَوْقَهُ . ❸

ترجمہ: حسن اخلاق کی دس علامتیں ہیں: مخالفت کم کرنا، حسنِ انصاف سے کام لینا، انتقام نہ لینا، برائیوں سے نفرت کرنا، معذرت قبول کر لینا، تکلیف برداشت کرنا، نفس کو ملامت کرنا، دوسروں کے بجائے اپنے عیوب پر نظر رکھنا، چھوٹے بڑے ہر شخص

❶ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۳

❷ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۳

❸ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۷۱

کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا، ہر ادنیٰ واعلیٰ سے نرم گفتگو کرنا۔

بداخلاق کی مثال ٹوٹے ہوئے برتن کی ہے

۳۱......حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَثَلُ السَّیِّءِ الْخُلُقِ كَمَثَلِ الْفَخَّارَةِ الْمَكْسُوْرَةِ لَا تُرَقَّعُ وَلَا تُعَادُ طِينًا. ❶

ترجمہ: بداخلاق کی مثال ایسی ہے جیسے ٹوٹے ہوئے برتن کہ نہ ان میں پیوند لگایا جاسکتا ہے اور نہ انہیں مٹی میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

خلفائے راشدین کے بلند پایا اخلاق کا ایمان افروز تذکرہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ وقت ہوکر سلام میں پہل کرنا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب باہر نکلتے تو ہر ایک کو سلام کرنے میں پہل کرتے، دور سے دیکھتے ہی سلام کر دیتے، کوئی ان سے سلام کرنے میں پہل نہیں کرسکتا تھا، اگر کوئی ان کے سلام کا جواب اضافہ کر کے دیتا تو آپ مزید دعائیہ کلمات کا اضافہ کر کے جواب دیتے۔ ❷

یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عالی اخلاق ہیں کہ خلیفہ وقت ہوکر اس قدر تواضع کہ سلام میں پہل کرتے تھے، ورنہ آج اگر کسی کے پاس معمولی عہدہ بھی ہوتب بھی وہ سلام میں پہل نہیں کرتا، اور اُس کی چاہت ہوتی ہے کہ لوگ مجھے سلام کریں، وہ خود پہل کرنے کو اپنے تذلیل سمجھتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اخلاقِ کریمانہ

ابتداء نبوت کے وقت ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

❶ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۵۲

❷ الأدب المفرد: باب فضل السلام، ص ۳۴۲، رقم الحديث: ۹۸۷

کو تسکین و تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: بلا شبہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، ضعیفوں اور کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، فقیروں محتاجوں کی مدد کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں حق بات کی حمایت کرتے ہیں۔

مشرکین مکہ کے رئیس ابن الدغنہ نے اسی طرح کے الفاظ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق کہے تھے:

فَإِنَّکَ تَکْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الکَلَّ، وَتَقْرِی الضَّیْفَ، وَتُعِینُ عَلَی نَوَائِبِ الحَقِّ. ❶

ترجمہ: بلا شبہ آپ ناداروں اور محتاجوں کی مدد کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، ضعیفوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں۔

پہلا بیان ام المؤمنین کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے، دوسرا ابن الدغنہ کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے۔ دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان اخلاقِ کریمانہ اور اعمالِ حسنہ کے درمیان کس قدر مماثلت تھی کہ الفاظ بھی ایک جیسے استعمال کیے گئے۔ اور آپ کے یہ عالی اخلاق ایک مسلمان نہیں بلکہ غیر مسلم ابن الدغنہ نے بیان کئے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیماریوں کی عیادت کرنا

اگر کوئی شخص بیمار ہو تو اس کی عیادت کے لیے جانا بہت بڑے اجر وثواب کا باعث ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عالی اخلاق تھے کہ جب آپ کو معلوم ہوتا کہ کوئی بیمار ہے تو آپ عیادت کے لئے جاتے اور اگر کسی کا انتقال ہو جاتا تو جنازے میں

❶ صحیح البخاری: کتاب الحوالات، باب جوار أبی بکر فی عهد النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، ج۳ ص۹۸

شرکت کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور کبھی تنہا مریضوں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے، آپ کو اگر معلوم ہو جاتا کسی شخص کی بیماری کا تو فوراً عیادت کے لیے جاتے تھے، ایک مرتبہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیدل بنوسلمہ کے محلّہ میں گئے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر ان کی عیادت کی۔ ❶

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خوش طبعی

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شخصیت نہایت باوقار اور سنجیدہ تھے، لیکن خوش طبعی اور مزاح بھی کبھی کبھار فرمایا کرتے تھے، ایک مرتبہ نماز عصر پڑھ کر مسجد نبوی سے نکلے، راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا، اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کم عمر تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ قریب موجود تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہایت پیار ومحبت سے اپنے کاندھے پر بٹھایا اور فرمایا:

بِأَبِي شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ لَيْسَ شَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ. ❷

ترجمہ: میرا والد تجھ پر قربان ہو، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل ہیں، علی کے مشابہ نہیں ہو۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنس پڑے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا محبت وشفقت بچوں سے

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے پیار ومحبت کرتے تھے اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی بچوں پر بڑے شفیق اور مہربان تھے، اپنے اور غیروں کی کوئی تمیز

❶ صحیح البخاری: کتاب الفرائض، باب، رقم الحدیث: ۶۷۲۳

❷ صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین، رقم الحدیث: ۳۷۵۰

نہیں تھی، ہر ایک بچے سے پیار کرتے تھے، بچے بھی آپ سے اس قدر مانوس تھے کہ جب آپ محلّہ میں کسی گلی سے گذرتے تو بچے آپ کی طرف دوڑ کر آتے اور آپ سے لپٹ جاتے، آپ ہر ایک سے پیار ومحبت سے پیش آتے، کوئی اجنبی دیکھتا تو یہ سمجھتا کہ یہ آپ کے اپنے بچے ہیں۔ غزوۂ احد کے بعد ایک صحابی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملنے گئے تو دیکھا کہ آپ لیٹے ہوئے ہیں اور ایک ننھی بچی کو اپنے سینے پر بٹھایا ہوا ہے، نہایت محبت سے اسے چوم رہے ہیں اور پیار کر رہے ہیں، تو اس صحابی نے پوچھا: کیا یہ آپ کی بچی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں! بلکہ یہ سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے شہادت سے نوازا ہے، غزوۂ احد میں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان قربان کردی۔ (۱)

حضرت صدیق اکبر کی حسنِ معاشرت اور ہر کارِ خیر میں پہل

ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے، اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس میں موجود صحابہ کرام سے پوچھا، آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آج روزہ رکھا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا: آج تم میں کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج تم میں سے کس نے جنازہ میں شرکت کی ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کی ہے۔ تو آپ صلی اللہ

(۱) سنن سعید بن منصور: کتاب الجهاد، باب جامع الشهادة، ج۲ س ۳۵۱، رقم الحديث: ۲۸۴۲

علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا اجْتَمَعْنَ فِيْ امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ. ❶

جس شخص نے ایک دن میں اتنی نیکیاں جمع کی ہوں وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا امیر المؤمنین ہوکر ایک بوڑھی عورت کی گفتگو تحمل سے سنا

ایک عورت اپنے ہاتھ میں لاٹھی لیے راستہ ڈھونڈ رہی تھی، وہ زمانہ کی مصیبتوں کی ماری ہوئی تھی، اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جو لوگوں کے درمیان کھڑے تھے، بلایا اور ایک طرف لے گئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے قریب ہوئے، اور اس کی بات سننے کے لیے متوجہ ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کافی دیر تک اس کی نحیف آواز کی طرف کان لگائے رکھے اور اس وقت تک اعراض نہیں کیا جب تک کہ اس کی ضرورت کو پورا نہیں کر دیا، اس کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کی طرف واپس آئے جو کافی دیر سے کھڑے ان کا انتظار کر رہے تھے، تو کسی شخص نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے اس بڑھیا کی خاطر قریش کے آدمیوں کو روکے رکھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا:

وَيْلَكَ وَهَلْ تَدْرِي مَنْ هَذِهِ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: هَذِهِ امْرَأَةٌ سَمِعَ اللَّهُ شَكْوَاهَا مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ، هَذِهِ خَوْلَةُ بِنْتُ ثَعْلَبَةَ، وَاللَّهِ لَوْ لَمْ تَنْصَرِفْ عَنِّي إِلَى اللَّيْلِ مَا انْصَرَفْتُ عَنْهَا حَتَّى تَقْضِيَ حَاجَتَهَا. ❷

❶ صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبی بکر الصدیق، رقم الحدیث: ۱۰۲۸

❷ الرد علی الجهمية للدارمی: ج ۱ ص ۵۳، رقم: ۷۹/ الإصابة فی تمییز الصحابة: ج ۸ ص ۱۱۵

ترجمہ: تیرا ناس ہو! جانتے بھی ہو کہ یہ بڑھیا کون تھی؟ اس شخص نے کہا میں نہیں جانتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ وہ خاتون ہیں جن کا شکوہ اللہ تعالی نے ساتوں آسمان کے اوپر سنا، یہ خولہ بنت ثعلبہ (رضی اللہ عنہا) ہیں، خدا کی قسم! اگر وہ رات تک میرے پاس سے واپس نہ جاتیں تو میں بھی ان کی ضرورت پوری کرنے تک واپس نہ لوٹتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری کمر پر چڑھ کر اس کو اپنی جگہ لگائیں

حضرت عبید اللہ بن عباس فرماتے ہیں جو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کا پرنالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے راستہ پر گرتا تھا، ایک دفعہ جمعہ کے دن حضرت عمر نے نئے کپڑے پہنے۔ اس دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لئے دو چوزے ذبح کیے گئے تھے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پرنالے کے پاس پہنچے تو اتفاقاً اس پرنالے سے خون بہنے لگا اور آپ کے کپڑوں پر لگ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس پرنالے کو اکھیڑ دیا جائے، اور گھر واپس جا کر وہ کپڑے اتار دیئے اور دوسرے پہنے، پھر مسجد میں آکر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد حضرت عباس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا:

فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَلْمَوْضِعُ الَّذِی وَضَعَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ لِلْعَبَّاسِ وَأَنَا أَعْزِمُ عَلَیْکَ لَمَّا صَعِدْتَ عَلَی ظَهْرِی حَتّٰی تَضَعَهُ فِی الْمَوْضِعِ الَّذِی وَضَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَفَعَلَ ذٰلِکَ الْعَبَّاسُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! یہی وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پرنالہ لگایا

❶ مسند أحمد: حديث العباس بن عبد المطلب، ج۳ ص ۳۰۹، رقم الحديث: ۷۹۰

تھا۔ حضرت عمر نے حضرت عباس سے کہا: میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ میری کمر پر چڑھ کر یہ پرنالہ وہیں لگا دیں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا۔ چنانچہ حضرت عباس نے ایسا ہی کیا۔

دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں عاجزی وتواضع اور اطاعت واتباع رسول کس قدر ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری کمر پر چڑھ کر یہ پرنالہ اپنی جگہ لگاؤ، چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ یہاں اتنی بات بھی کافی تھی کہ آپ کسی اور کو کہہ دیتے کہ پرنالہ اپنی جگہ لگا لو، لیکن نہیں، بلکہ خود جھکے اور ان کی پیٹھ پر چڑھ کر پرنالہ اپنی جگہ لگایا گیا، ایسی تواضع وللّٰہیت اور عالی اخلاق کی مثال عام لوگوں میں نہیں ملتی، چہ جائیکہ حکمرانوں میں ملے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نازیبا گفتگو کرنے والے کو معاف کرنا

عیینہ بن حصن مدینہ آئے اور اپنے بھتیجے حُرّ بن قیس بن حصین کے ہاں قیام کیا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرّب لوگوں میں سے تھے، عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ اگر حاکم وقت سے ملاقات کی کوئی صورت ہو تو آپ میرے لئے ان سے ملنے کی اجازت طلب کریں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دے دی، جب وہ آپ کے پاس آئے تو کہنے لگے اے ابن خطاب! تو ہمارے درمیان انصاف نہیں کرتا ہے اور ہمیں چند ٹکڑوں کے سوا کچھ نہیں دیتا ہے (یہ سنتے ہی) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غضبناک ہو گئے اور اس کو سزا دینے کا ارادہ کر لیا، حُرّ بن قیس نے آگے بڑھ کر عرض کیا اے امیر المؤمنین! یہ شخص جاہل ہے اور جاہل کے متعلق قرآن میں آیا ہے اس سے درگزر کرو، آپ اس کی بات کا خیال نہ کیجئے، قرآن میں آیا ہے ''**خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ**'' (الاعراف:۱۹۹) آپ درگزر کیجئے اور نیکی

کا حکم دیں اور جاہلوں سے اعراض کریں۔

حُرّ بن قیس کہتے ہیں:

وَاللَّهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلاَهَا عَلَيْهِ، وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! جب میں نے یہ آیت تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک قدم آگے نہیں بڑھے، آپ کتاب اللہ کے (احکامات کے) آگے نہایت رک جانے والے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک ہیبت والے اور جلالی شخص تھے، مگر جب اللہ تعالی کا حکم ان کے سامنے آتا فوراً سر جھکا دیتے، یہی اسلامی تعلیمات ہیں، ہمیں بھی اللہ تعالی کے احکام کی اطاعت کرنی چاہیے، جب بھی شریعت کا حکم سامنے آئے فوراً دل وجان سے اُسے قبول کر کے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحمل مزاجی اور عالی اخلاق کس قدر ہیں کہ آپ نے اُسے معاف کر دیا اور اس بے ادبی پر کوئی باز پرس نہیں کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت ہو کر صبر وتحمل اور عالی اخلاق

تواضع اور سادگی کا یہ حال تھا کہ گھر میں بیسیوں لونڈی اور غلام موجود تھے لیکن اپنا کام آپ ہی کر لیتے تھے اور کسی کو تکلیف نہ دیتے، رات کو تہجد کے لیے اٹھتے اور کوئی بیدار نہ ہوتا تو خود ہی وضو کا سامان کر لیتے اور کسی کو جگا کر اس کی نیند خراب نہ کرتے۔ اگر کوئی تلخ کلامی کرتا تو آپ نرمی سے جواب دیتے۔ ایک دفعہ جمعہ کے روز منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی، عثمان توبہ کرو اور اپنی اصلاح کرو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی وقت قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا لیا اور کہا:

---

❶ صحیح البخاری: كتاب تفسير القرآن، باب خذ العفو وأمر بالعرف...... الخ، رقم الحديث: ۴٦۴۲

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ تَائِبٍ تَابَ إِلَيْكَ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! میں پہلا توبہ کرنے والا ہوں، جس نے تیری بارگاہ میں رجوع کیا۔

دیکھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کتنی نرمی ہے کہ جمعہ کے دن بھرے مجمع میں ایک شخص اٹھ کر کہتا ہے کہ آپ توبہ کرو، تو آپ فوراً قبلہ رخ ہوکر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں، کیا آج کے دور میں یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ کوئی بادشاہ وقت کو اس طرح کہے، اگر کوئی کہے تو پھر اس کی کیا سزا ہوتی ہے؟ لیکن آپ نے اُسے کچھ نہ کہا۔ امیر المؤمنین ہوکر اس قدر صبر وتحمل بردباری اور عالی اخلاق کی مثال نہیں ملتی۔

اختلافِ رائے میں ایک دوسرے کا احترام اور حسنِ اخلاق

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بعض دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا آپس میں کسی مسئلہ میں اتنا تکرار ہوجاتا تھا کہ دیکھنے والا یوں سمجھتا تھا:

إِنَّهُمَا لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَداً، فَمَا يَفْتَرِقَانِ إِلَّا عَلَى أَحْسَنِهِ وَأَجْمَلِهِ. ❷

ترجمہ: اب شاید یہ دونوں کبھی آپس میں اکٹھے نہیں ہوں گے لیکن وہ دونوں جب اس مجلس سے اٹھتے تو ایسے لگتا کہ کوئی بات ہوئی ہی نہیں تھی، بالکل ٹھیک ٹھاک ہوتے، (اور آپس میں خندہ پیشانی سے ملتے۔)

حضرات صحابہ کرام کا آپس میں اختلاف کوئی ذاتی غرض سے نہیں ہوتا تھا بلکہ دین کے کسی مسئلے میں ہوجاتا، اور دو بندوں کے درمیان اختلاف ہونا فطری بات ہے، لیکن دیکھئے ان کا حسن خلق کہ رات بھر کسی مسئلے کے بارے میں اختلاف ہوا اور صبح کو باہمی

❶تاریخ الطبري: سنة خمس وثلاثين، ج۴ ص ۳۶۰

❷تاریخ الخلفاء: ترجمة: عمر بن الخطاب، ص ۱۱۴

محبت ومودت، ہمارا بھی کسی سے اختلاف ہو جائے تو فوراً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت پر عمل کرنا چاہیے اور اپنے بھائی سے حسن اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔ معاف کرنا اور اس میں خود آگے بڑھ کر پیش رفت کرنا اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہے، جھگڑے اور اختلاف کو طول نہیں دینا چاہیے، بلکہ جتنا جلد ہو در گزر کر کے صلح کرنی چاہیے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غلام کے سامنے اپنے آپ کو بدلے کے لیے پیش کرنا

حضرت ابوالفرات رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا آپ نے اس سے فرمایا: میں نے ایک دفعہ تمہارا کان مروڑا تھا، لہذا تم مجھ سے بدلہ لے لو۔ چنانچہ اس نے آپ کا کان پکڑ لیا تو آپ نے اس سے فرمایا:

أَشَدُدْ، يَاحَبَّذَاقِصَاصٌ فِي الدُّنْيَالَاقِصَاصَ فِي الْآخِرَةِ. ❶

ترجمہ: زور سے مروڑ، دنیا میں بدلہ دینا کتنا اچھا ہے، اب آخرت میں بدلہ نہیں دینا پڑے گا۔

عدل وانصاف کی مثال قائم کر دی، اپنے غلام سے کہا جا رہا ہے کہ آقا کا کان مروڑو، ذرا تصور تو کریں کیا یہ آج کل ممکن ہے؟ جی ہاں اگر فکر آخرت ہو تو یہ ممکن ہے، ہمیں کسی پر ظلم نہیں کرنا چاہیے، اگر خدانخواستہ کسی پر ظلم ہو جائے تو اس سے معافی مانگنی چاہیے اور بدلہ چکا دینا چاہیے۔ دنیا میں ہی معافی تلافی کر لینی چاہیے ورنہ آخرت کی سزا بہت سخت ہے، خصوصاً حقوق العباد کا معاملہ تو اور بھی نازک ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار درہم کا قرضہ معاف کر دیا

ایک مرتبہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پچاس ہزار

❶ الرياض النضرة في مناقب العشرة: الباب الثالث، الفصل التاسع، ج ٣ ص ٤٥

کی رقم کے مقروض تھے۔ ایک دن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد سے نکل رہے تھے تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: میں نے مال کا بندوبست کرلیا آپ اپنی رقم لے لیجئے، حضرت عثمان نے فرمایا:

قَدْ تَهَيَّأَلَكَ مَالُكَ فَاقْبِضْهُ قَالَ هُوَ لَكَ يَاأَبَامُحَمَّدٍ مَعُونَةً لَكَ عَلَى مُرُوْءَ تِكَ. ❶

ترجمہ: میں نے مال کا بندوبست کردیا ہے آپ اپنی رقم لے لیجئے، حضرت عثمان نے فرمایا: اے ابومحمد! یہ رقم میں نے تم کو دے دی اپنی ضرورت پر خرچ کرو۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے ادائیگی کے لیے رقم لے آئے، لیکن یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت اور عالی اخلاق ہیں کہ انہوں نے تمام قرض معاف کردیا، اور رقم بھی کوئی معمولی نہیں، بلکہ پچاس ہزار درہم تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا معزولی اور مکان کا بہترین بدلہ عطا کرنا

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے بحرین وعمان کے گورنر تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ان کو اس عہد پر باقی رکھا، لیکن ۲۹ ہجری میں انہیں معزول کردیا، اس کے بعد وہ بصرہ میں قیام پذیر ہوگئے۔

علاوہ ازیں عثمان بن ابی العاص کا مکان مدینہ میں مسجد نبوی سے متصل تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب مسجد نبوی میں توسیع کا ارادہ کیا تو عثمان بن ابی العاص کا مکان مسجد میں ضم کردیا۔ اور اب معزولی اور مکان دونوں کی تلافی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کی کہ بصرہ میں ایک بڑی جائیداد وار اضی جو مؤرخین کے اندازے کے مطابق دس ہزار جریب (ایک جریب کم وبیش ڈیڑھ سو مربع گز کے برابر ہوتا ہے،)

❶تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: طلحة بن عبید الله، ج۲۵ ص۱۰۳

عثمان بن ابی العاص کو ہبہ کر دی اور ان کے لیے ایک تحریر لکھ دی، اس میں عثمان بن ابی العاص ثقفی کو خطاب کر کے تحریر کیا گیا تھا:

یہ اراضی اور جائیداد میں نے تم کو اس مکان کے عوض دی ہے جو مدینہ میں توسیع مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میں نے تم سے لیا تھا اور جس کو امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے تمہارے لئے خریدا تھا۔اس جائیداد اور اراضی کی جتنی قیمت تمہارے مکان کی قیمت سے زیادہ ہو اس کو میری طرف سے اپنی معزولی کا مکافات سمجھو۔ ❶

دیکھیں! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کسی مصلحت کے پیش نظر کیا تھا، اور ان کی زمین کا کچھ حصہ مسجد نبوی کے پڑوس میں ہونے کی وجہ سے شامل کیا تھا،لیکن پھر اس کا بہترین بدلہ انہیں عطا کیا، جس سے وہ نہایت خوش ہو گئے، ہدیہ دینے سے محبت بڑھتی ہے، آپ نے اپنے دور میں ہر ایک کی رعایت رکھی، چاہے وہ امورِ مملکت میں شریک ہوں یا رعایا میں سے ہوں، یہ آپ کے عالی اخلاق ہیں، جس کی نظیر نہیں ملتی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملات میں بلند پایہ اخلاق

ایک مرتبہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی شخص سے زمین خریدی اور طے ہوا کہ قیمت کچھ دن بعد دیں گے، مگر ایسا ہوا کہ بہت دن گزر گئے لیکن وہ شخص قیمت لینے نہ آیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہوئے اور اسے ڈھونڈنے لگے، ایک دن وہ شخص آپ کو مل گیا، آپ نے اس سے پوچھا: کیا ہوا بھائی تم قیمت لینے نہیں آئے؟ وہ شخص کہنے لگا: مجھے زمین بیچتے ہوئے دھوکا ہوا، لوگ مجھے برا بھلا کہنے لگے، اب چونکہ خرید وفروخت ہو چکی تھی، مالک کو زمین واپس لینے کا کوئی اختیار نہیں تھا، مگر آپ کے

❶ معجم البلدان: باب الشين، شاطبة، ج۳ ص ۳۱۰

اخلاق حسنہ دیکھئے کہ فرمایا: تمہیں اختیار ہے اگر چاہو تو زمین واپس لے لو یا قیمت لے لو، اس کے بعد یہ حدیث پڑھی:

أَدْخَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًا وَبَائِعًا وَقَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا. ❶

ترجمہ: اللہ تعالی اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا جو نرم خو ہو، خواہ خریدار ہو یا دکاندار، ادا کرنے والا ہو یا تقاضا کرنے والا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علمی واخلاقی اوصاف

حضرت عبداللہ بن عباس حضرت علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں:

رَحِمَ اللَّهُ أَبَا الْحَسَنِ، كَانَ وَاللَّهِ عَلَمَ الْهُدَى، وَكَهْفَ التُّقَى، وَمَحَلَّ الْحِجَا، وَطَوْدَ النُّهَى، وَنُورَ السُّرَى فِي ظُلَمِ الدُّجَى، وَدَاعِيَةً إِلَى الْحُجَّةِ الْعُظْمَى، عَالِمًا بِمَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَى، وَقَائِمًا بِالتَّأْوِيلِ وَالذِّكْرَى، مُتَعَلِّقًا بِأَسْبَابِ الْهُدَى، وَتَارِكًا لِلْجَوْرِ وَالْأَذَى، وَحَائِدًا عَنْ طُرُقَاتِ الرَّدَى، وَخَيْرَ مَنْ آمَنَ وَاتَّقَى، وَسَيِّدَ مَنْ تَقَمَّصَ وَارْتَدَى، وَأَفْضَلَ مَنْ حَجَّ وَسَعَى، وَأَسْمَحَ مَنْ عَدَلَ وَسَوَّى، وَأَخْطَبَ أَهْلِ الدُّنْيَا إِلَّا الْأَنْبِيَاءَ وَالنَّبِيَّ الْمُصْطَفَى، وَصَاحِبَ الْقِبْلَتَيْنِ، فَهَلْ يُوَازِيهِ مُوَحِّدٌ، وَزَوْجُ خَيْرِ النِّسَاءِ، وَأَبُو السِّبْطَيْنِ، لَمْ تَرَ عَيْنِي مِثْلَهُ، وَلَا تَرَى حَتَّى الْقِيَامَةِ وَاللِّقَاءِ، فَمَنْ لَعَنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْعِبَادِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: اللہ ان پر رحم کرے، واللہ! وہ ہدایت کا جھنڈا، تقوی کا غار، عقل کا محل، حسن کا

---

❶ مسند أحمد: مسند عثمان بن عفان، ج ١ ص ٤٧٠، رقم الحديث: ٤١٠

❷ المعجم الكبير للطبراني: ج ١٠ ص ٢٣٩، رقم الحديث: ١٠٥٨٩ / تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبد الله بن عباس، ج ٧٣ ص ٢١٠

پہاڑ، اندھیری رات میں رات کے مسافر کا نور، بڑی حجت کی طرف بلانے والے، سابقہ کتب کو جاننے والے، تاویل ونصیحت کے ساتھ کھڑے ہونے والے، اسبابِ ہدایت کے ساتھ لازم رہنے والے، ظلم وایذاء کو چھوڑنے والے، ہلاکت کے رستے سے ایک طرف ہونے والے، ایمان اور تقوی والوں میں بہتر، قمیص وچادر پہننے والوں کے سردار، حج وسعی کرنے والوں میں افضل، عدل وبرابری کرنے والوں میں سب سے زیادہ سخی، تمام انبیاء ونبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑے خطیب، دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والے، کیا کوئی موحد ان کی برابری کرسکتا ہے؟ عورتوں کی سردار کے شوہر، سبطین (حسن وحسین) کے والد، میری آنکھوں نے ان جیسا دیکھا اور نہ قیامت تک دیکھے گی۔ جو ان پر لعنت کرتا ہے اس پر قیامت تک اللہ اور بندوں کی لعنت ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور عالی اخلاق

غزوہ احد میں جب معرکہ اپنے عروج پر تھا، تو اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے علمبردار ہوئے، تو مشرکین کی طرف سے ابوسعد بن ابی طلحہ نے ان کو دیکھا اور اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدانِ جنگ کے بیچ میں پہنچا، اور فخریہ انداز میں کہنے لگا: کیا کوئی مردِ میدان ہے؟ کسی نے جواب نہیں دیا، اس نے غرور وتکبر کے لہجہ میں پکارا: کیا تم یہ نہیں کہا تمہارے مقتول جنت میں اور ہمارے مقتول دوزخ میں جائیں گے، کیا تم میں سے کوئی شخص یہ نہیں چاہتا کہ وہ میری تلوار کے ذریعہ جنت میں چلا جائے، یا میں اس کی تلوار سے دوزخ میں چلا جاؤں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مشرک ابوسعد بن ابی طلحہ کی پکار کا جواب دیتے ہوئے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں اس وقت تک تجھ سے جدا نہیں ہوں گا جب تک کہ تو

مجھے اپنی تلوار سے جنت میں نہ پہنچادے یا میں تجھے اپنی تلوار سے جہنم رسید نہ کردوں، دونوں میدانِ کارزار میں نکلے، دونوں کا مقابلہ ہوا، دونوں نے اپنے اپنے وار کیے، مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کی ایک ضرب لگائی اوراس کی ٹانگ کاٹ دی اور وہ زمین پر گر پڑا، اور ابوسعد برہنہ ہوگیا، پھر وہ ملتجی ہوا: اے ابن عم! میں تجھے خدا کی قسم دے کہ کہتا ہوں اور تجھ سے رحم کی درخواست کرتا ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے پوچھا: بھلا آپ نے اس کو کیوں چھوڑ دیا، اس کا کام ہی تمام کردیتے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا کہ میرے سامنے اس کا ستر کھل گیا تھا اور اس نے مجھ سے رحم کی اپیل بھی کی تھی۔ ❶

آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری دیکھی کیسے اپنے دشمن کے سامنے مجاہدانہ انداز میں آئے اور جذبہ جہادوشوقِ شہادت کا نعرہ لگایا، کیسی طاقت اللہ تعالی نے عطا کی تھی کہ ایک ہی وار میں ابوسعد کی ٹانگ کاٹ دی، اور جب اس نے معافی چاہی، رحم طلب کیا تو فوراً معاف بھی کردیا، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عالی اخلاق ہیں کہ دشمن پرقابو پانے کے باوجوداُس کی رحم کی اپیل پرمعاف بھی کردیا، اوراس کی بے حجابی نہیں کی، مسلمان حیاءدار ہوتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ اخلاق کا معاملہ

قبیلہ ثقیف کے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے عُکبرا شہر کا گورنر بنایا۔ اور وہاں کے مقامی لوگ جو کہ ذمی تھے، وہ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت علی نے مجھ سے فرمایا:

❶ سیرة ابن هشام: غزوة أحد، ج ۲ ص ۷۳، ۷۴

عراق کے دیہاتی لوگ دھوکہ باز ہوتے ہیں، خیال رکھنا کہیں تمہیں دھوکہ نہ دے دیں۔لہٰذا ان کے ذمہ جوحق ہے وہ ان سے پورا وصول کرنا۔ پھر مجھ سے فرمایا: شام کو میرے پاس آنا، چنانچہ جب میں شام کو خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا:
میں نے صبح تم کو جو کہا تھا وہ ان لوگوں کو سنانے کے لیے کہا تھا، رقم کی وصولی کے لیے ان میں سے کسی کو کوڑا نہ مارنا اور نہ (دھوپ میں) کھڑا کرنا اور ان سے (شرعی حق کے بغیر اپنے لیے) بکری اور گائے نہ لینا،ہمیں تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان سے عفو لیں، اور جانتے ہو کہ عفو کسے کہتے ہیں؟ جسے وہ آسانی سے دے سکیں (اور وہ ان کی ضرورت سے زائد ہو۔)❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اشعار میں حسنِ اخلاق کی دس صفات کو بیان کرنا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمَكَارِمَ أَخْـلَاقٌ مُطَهَّرَةٌ   فَالْعَقْلُ أَوَّلُهَا وَالدِّيْنُ ثَانِيُهَا
وَالْعِلْمِ ثَالِثُهَا وَالْحِلْمُ رَابِعُهَا   وَالْجُوْدُ خَامِسُهَا وَالْعُرْفُ سَادِيُهَا
وَالْبِرُّ سَابِعُهَا وَالصَّبْرُ ثَامِنُهَا   وَالشُّكْرُ تَاسِعُهَا وَاللِّيْنُ عَاشِيُهَا
وَالنَّفْسُ تَعْلَمُ أَنِّيْ لَا أُصَدِّقُهَا   وَلَسْتُ أُرْشَدُ إِلَّا حِيْنَ أَعْصِيُهَا
وَالْعَيْنُ تَعْلَمُ فِيْ عَيْنَىْ مُحَدِّثِهَا   مَنْ كَانَ مِنْ حِزْبِهَا أَوْ مِنْ أَعَادِيُهَا
عَيْنَاكَ قَدْ دَلَّتَا عَيْنِيْ مِنْكَ عَلٰى   أَشْيَاءَ لَوْ لَا هُمَا مَا كُنْتَ تُبْدِيُهَا❷

۱...... بلندی اور عزت کے اسباب (درج ذیل) پاکیزہ اخلاق ہیں، نمبر۱ عقل۔ نمبر۲ دین۔

❶ أسد الغابة: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۴ ص۸۷/ كنز العمال: كتاب الجهاد، باب في أحكام الجهاد، ج۴ ص ۱۱۴۸۸

❷ أدب الدنيا والدين: الباب الأول،فضل العقل، ج ۱ ص ۲۶

۲...... تیسرے نمبر پر عمل ہے، چوتھے نمبر پر حلم (بردباری)، پانچویں نمبر پر سخاوت اور چھٹے نمبر پر عرف وعادت کی رعایت ہے۔

۳...... ساتویں نمبر پر نیکوکاری، آٹھویں نمبر پر صبر واستقامت، نویں نمبر پر شکر اور دسویں نمبر پر نرم خواور نرم رویہ ہونا ہے۔

۴...... میرا نفسِ امارہ جانتا ہے کہ میں سچ نہیں کہہ رہا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب تک میں اپنے نفس کی مخالفت نہ کروں مجھے راہِ ہدایت نہیں مل سکتی۔

۵...... آنکھ بولنے والے کی آنکھوں میں جھانک کر جان لیتی ہے کہ کون دوست اور کون دشمن ہے۔

۶...... تیری آنکھوں نے میری آنکھوں کو وہ کچھ بتایا ہے کہ اگر تیری آنکھیں نہ ہوتیں تو تُو وہ باتیں زبان سے کبھی نہ بتلا سکتا۔

اسلافِ امت کے بلند پایہ اخلاق کے ایمان افروز واقعات

حضرت لقمان رحمہ اللہ کو دانائی ملنے کا سبب اُن کے عالی اخلاق تھے

حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا چند کام ایسے ہیں جنہوں نے مجھے اس مقام پر پہنچایا ہے، اگر وہ کام تم بھی کرلو تو تمہیں بھی یہی درجہ حاصل ہو جائے گا:

غَضِّی بَصَرِی وَكَفِّی لِسَانِی، وَعِفَّةُ طُعْمَتِی وَحِفْظِی فَرْجِی، وَقَوْلِی بِصِدْقٍ، وَوَفَائِی بِعَهْدِی، وَتَكْرِمَتِی ضَیْفِی، وَحِفْظِی جَارِی وَتَرْكِی مَالَا یَعْنِینِی، فَذَاكَ الَّذِی صَیَّرَنِی إِلَى مَا تَرَى. ❶

وہ کام یہ ہیں۔۱...... اپنی نگاہ کو پست رکھنا۔۲...... زبان کو روکے رکھنا۔۳...... رزق

❶ تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)، سورۃ لقمان: آیت نمبر۱۲ کی تفسیر کے تحت، ج ٦ ص ۲۹۹

حلال کھانا۔۴......اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنا۔۵...... سچی بات کرنا۔۶......عہد کو پورا کرنا۔۷......مہمان کا اکرام کرنا۔۸...... پڑوسی کی حفاظت کرنا۔۹......فضول باتوں اور فضول کاموں کو چھوڑ دینا۔یہی وہ عالی اخلاق تھے جن کی وجہ سے اللہ تعالی نے مجھے وہ مقام دیا جو آپ دیکھ رہو ہے۔

ایک شخص حضرت لقمان کو (حقارت کی نظر سے) دیکھ رہا تھا، آپ نے اس سے فرمایا:

إِنْ كُنْتَ تَرَانِي غَلِيظَ الشَّفَتَيْنِ فَإِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا كَلَامٌ رَقِيقٌ، وَإِنْ كُنْتَ تَرَانِي أَسْوَدَ فَقَلْبِي أَبْيَضُ. ❶

اگر تم میرے ہونٹوں کو دیکھ رہے ہو کہ وہ بڑے موٹے اور سخت ہیں تو کوئی بات نہیں، کیوں کہ ان سے کلام بڑا نرم و نازک نکلتا ہے، اور اگر تم یہ دیکھ رہے ہو کہ میرا جسم سیاہ ہے تو بھی کوئی بات نہیں کیوں کہ میرا دل روشن اور سفید ہے۔

زبان اور دل جسم کے بہترین اور بدترین عضو ہیں

ایک مرتبہ حضرت لقمان علیہ السلام کے آقا نے لقمان سے کہا کہ میرے لیے ایک بکری ذبح کرو اور اس کے دو بہترین اور نفیس ٹکڑے گوشت کے میرے پاس لاؤ، آپ نے بکری ذبح کی اور اس کے دل و زبان آقا کے پاس لے گئے، آقا نے کہا کہ کیا بکری میں ان دونوں ٹکڑوں سے زیادہ بہتر ٹکڑا کوئی نہیں تھا، آپ چپ رہے، پھر آقا نے آپ سے کہا کہ دوسری بکری ذبح کرو اور اس کے جو بدترین اور خبیث ٹکڑے ہوں وہ لاؤ، آپ نے بکری ذبح کی اور پھر دل وزبان لے گئے، آقا نے کہا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ میں نے تم سے بکری کے گوشت کے بہترین ٹکڑے مانگے تو تم دل وزبان لائے اور جب بدترین مانگے تب بھی تم یہی دونوں لائے۔ آپ نے فرمایا:

❶ التحریر والتنویر، سورة لقمان، آیت نمبر ۱۹ کی تفسیر کے تحت، ج ۲۱ ص ۱۷۱

لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ أَطْيَبُ مِنْهُمَا إِذَا طَابَا، وَلَا أَخْبَثُ مِنْهُمَا إِذَا خَبُثَا. ❶

ترجمہ: میرے آقا اگر دل وزبان اچھے رہیں تو ان سے بہتر جسم کا کوئی عضو نہیں ہوسکتا اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان سے بدتر کوئی عضو نہیں ہوسکتا۔

معلوم ہوا کہ زبان اور دل دوایسے اعضاء ہیں کہ اگر یہ ٹھیک ہوجائیں تو سارا جسم ٹھیک ہوجاتا ہے، پس اگر زبان میٹھیں ہو اور خلاق عالی ہوں ،دل میں ہر ایک کے ساتھ خیرخواہی وہمدردی کا جذبہ ہو، دل نیک اعمال پر مستقیم ہو تو یہ بہترین عضو ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے عالی اخلاق اور چور کے لئے عجیب بددعاء

ایک مرتبہ کسی چور نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر سے دراہم چرا لیے، گھر والوں نے فطری وطبعی تقاضے کے پیش نظر اس چور کو بددعائیں دینا شروع کردیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے چور کو بددعائیں دینے سے گھر والوں کو منع کرتے ہوئے شفقت ورحمت پر مشتمل یہ کلام ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ حَمَلُهُ عَلَى أَخْذِهَا حَاجَةٌ فَبَارِكْ لَهُ فِيهَا وَإِنْ كَانَ حَمَلَتْهُ جَرَاءَةٌ عَلَى الذَّنْبِ فَاجْعَلْهُ آخِرَ ذُنُوبِهِ. ❷

اے اللہ! اگر اس چور نے کسی شدید مجبوری وضرورت کی وجہ سے یہ چوری کی ہے تو آپ اس کے لیے اسی مال میں برکت ڈال دیں، اور اگر اس نے یہ چوری خوفِ خدا نہ ہونے اور گناہ پر جَری ہونے کی وجہ سے کی ہے (یعنی عادی چور ہے) تو اے اللہ! آپ اس کو توبہ کی توفیق دیتے ہوئے اس کی یہ چوری آخری گناہ بنادیں۔

❶ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، سورۃ لقمان، : آیت نمبر۱۲ کی تفسیر کے تحت، ج۳ص ۴۹۳

❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، فضيلة العفو والاحسان، ج۳ص ۱۸۲

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے چور کو جو بد دعا دی درحقیقت یہ چور کے لیے دعائے خیر تھی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مذکورہ کلام میں فرمایا۔ اے اللہ! اگر چور نے اپنی کسی شدید حاجت وضرورت سے مجبور ہو کر یہ چوری کی ہے تو اے اللہ! آپ اس مال میں چور کے لیے برکت ڈال دیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اگر اپنا مال معاف کردیتے تو بھی یہ بے مثال شفقت ورحمت ہوتی، لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صرف مال معاف کرنے پر اکتفا نہ کیا بلکہ یہ دعائے خیر دی کہ یہ مال چور کے لیے موجبِ برکت بن جائے۔ اور اگر اس چور نے یہ چوری بغیر ضرورت کے کی ہے اور گناہوں کی عادت وجرأت اس چوری کا سبب ہے تو اے اللہ! آپ اس چور کو توبہ کی ایسی توفیق دیں کہ یہ چوری اس کی آخری چوری ہو اور اس کے بعد وہ نیک وصالح بن جائے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پانچ عمدہ نصائح

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے انھیں کہا مجھے ایسے کلمات سکھائیے جن سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع پہنچائیں، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں تجھے ایسے کلمات سکھاؤں گا کہ جو بھی ان پر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے اس کے درجات بلند فرمائیں گے:

۱ ......لَا تَأْكُلْ إِلَّا طَيِّبًا.

ترجمہ: ہمیشہ پاکیزہ مال کھائیں۔

۲ ......وَاسْأَلِ اللّٰهَ تَعَالَى رِزْقَ يَوْمٍ بِيَوْمٍ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے یومیہ رزق کی درخواست کرتے رہیں۔

۳......وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنَ الْمَوْتَى.

ترجمہ: اپنے آپ کو مردہ لوگوں میں شمار کریں گے۔

۴......وَهَبْ عِرْضَكَ لِلَّهِ تَعَالَى. فَمَنْ شَتَمَكَ أَوْ أَذَاكَ فَقُلْ وَهَبْتُ عِرْضِيَ لِلَّهِ تَعَالَى.

ترجمہ: اپنی عزت اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کردو جو برا بھلا کہے یا ایذاء پہنچائے تو اپنے جی سے کہہ لو کہ میں اپنی عزت اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کرچکا ہوں۔

۵......وَإِذَا أَسَأْتَ فَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ تَعَالَى. (۱)

ترجمہ: اور جب کبھی کوئی برائی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرو۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنی عزت اللہ کے لئے وقف کردو، اگر تمہیں کوئی برا بھلا کہے اور تکلیف پہنچائے تو اُسے اللہ کے لئے معاف کردو۔ اللہ رب العزت انہیں لوگوں کو عزت دیتا ہے جن کے اخلاق عالی ہوں اور وہ درگزر سے کام لیتے ہوں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عالی اخلاق

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرموت میں زمین کا ایک ٹکڑا بطورِ جاگیر عطا فرمایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ساتھ بھیجا تھا کہ وہ زمین ان کے حوالے کردیں۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرموت کے بڑے نواب اور بڑے سردار تھے، واقعہ لکھا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو ان کے ساتھ حضرموت کی طرف روانہ کیا، تو حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ پر سوار تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کوئی سواری نہیں تھی اس لیے وہ پیدل ان کے ساتھ روانہ ہوئے، راستے میں جب صحرا (ریگستان) میں دھوپ

(۱) تنبیہ الغافلین: باب کظم الغیظ، ص ۲۰۹

تیز ہوگئی اور گرمی بڑھ گئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں جلنے لگے، انہوں نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ گرمی بہت ہے اور میرے پاؤں جل رہے ہیں، تم مجھے اپنے اونٹ پر پیچھے سوار کرلو تاکہ میں گرمی سے بچ جاؤں، تو انہوں نے جواب میں کہا: ”لَسْتَ مِنْ اَرْدَافِ الْمُلُوْکِ“ (تم بادشاہوں کے ساتھ ان کے پیچھے بیٹھنے کے قابل نہیں ہو) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرمایا کہ تم اپنے جوتے مجھے دے دو تاکہ میں پہن لوں اور زمین کی حرارت سے بچ جاؤں، تو انہوں نے کہا: ”لَیْسَ لِمِثْلِکَ لُبْسُ نَعْلِ“ (تم جیسا آدمی میرے جوتے نہیں پہن سکتا،) لہٰذا ایسا کرو کہ میرے اونٹ کا سایہ زمین پر پڑ رہا ہے تم اس سایہ میں چلتے ہوئے میرے ساتھ آجاؤ۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ سے یمن تک پورا راستہ اسی طرح قطع کیا اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ جانے کا حکم دیا تھا، چنانچہ وہاں پہنچ کر ان کو زمین دی، پھر واپس تشریف لے آئے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود خلیفہ بن گئے اس وقت یہ حضرت وائل بن حجر، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لیے یمن سے دمشق تشریف لائے، تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا استقبال کیا ”فَأَقْعَدَهُ مَعَهُ عَلَى سَرِيرِهِ“ اور انہیں اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ اور ان کے ساتھ نہایت حسن سلوک اور عالی اخلاق کا معاملہ کیا۔ تو اُس موقع پر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے سامنے جو سابقہ واقعہ سامنے آئے تو اُس وقت تمنا کرتے ہوئے فرمایا کہ کاش کہ میں آپ کو اپنے آگے سواری پر بٹھاتا ”فَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ حَمَلْتُهُ بَيْنَ يَدَيَّ“ ❶

❶ تاریخ المدینة لابن شبة: ج ۲ ص ۵۷۹ / الطبقات الکبری: وفد حضرموت، ج ۱ ص ۲۶۲ / اُسد الغابة: ترجمة: وائل بن حجر، ج ۵ ص ۴۰۵ / الإصابة: ترجمة: وائل بن حجر، ج ۶ ص ۴۶۷

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کے حسن اخلاق

حضرت علی بن حسین المعروف امام زین العابدین رحمہ اللہ کی خادمہ ان کے لیے وضو کا پانی لے کر آرہی تھیں، لوٹا پانی سے بھرا ہوا تھا، جب وہ خادمہ قریب پہنچیں تو اُن کا پاؤں کسی چیز میں الجھ گیا، جس کی وجہ سے وہ بھرا ہوا پانی کا لوٹا حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کے چہرے پر گرا، چہرہ زخمی ہوگیا، کپڑے پانی سے تر ہوگئے، ایسے وقت میں انسان کی کیا کیفیت ہوتی ہے، اور انسان کتنا غضب ناک ہوتا ہے، اور وہ یہ فعل کسی نوکر سے ہو تو غصہ میں اضافہ ہوجاتا ہے، دیکھیں اپنے بیٹے سے گرجائے غصہ تو آتا ہے برداشت کرلیتا ہے، بیوی سے گرجائے غصہ آتا ہے، انسان برداشت کرلیتا ہے، لیکن نوکر کی چھوٹی بات بھی ہو تو اسے انسان بڑھا دیتا ہے، اور نوکر مرد نہ ہو عورت ہو تو پھر تو انسان کا غصہ، اور بڑھ جاتا ہے، تو یہ نوکرانی ہے اور چہرہ زخمی بھی ہوگیا، لیکن یہ آل رسول میں سے ہیں، انہوں نے یوں نگاہ اٹھا کر جو دیکھا تو اس خادمہ نے قرآن کریم کی آیت پڑھی "وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ" کہ ایمان والے لوگ وہ ہوتے ہیں جو اپنے غصوں کو پی لیتے ہیں۔ تو انہوں نے فوراً اپنے غصے کو پی لیا، کہا: ایمان والے وہ ہوتے ہیں "وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ" جو لوگوں کو معاف بھی کرتے ہیں، انہوں نے اسے معاف بھی کردیا، کہا: ایمان والے تو وہ ہوتے ہیں "وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ" جو بڑے نیکوکار بھی ہوتے ہیں، تو کہا: جا میں نے تجھے اللہ کی رضا کے لیے آزاد کردیا۔ معاف بھی کردیا، معاف کرنے کے بعد اللہ کی رضا کے لیے آزاد بھی کردیا، یہ ہیں حسن اخلاق کہ جو تکلیف پہنچائے اس کو انسان معاف کردے، اس کے ساتھ حسن سلوک کرے، یہ عمل اللہ تعالی بہت زیادہ پسند ہے۔ ❶

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علی بن الحسين بن علی بن أبی طالب، ج ۴۱ ص ۳۸۷/ مختصر تاريخ مدينة دمشق: ج ۱۷ ص ۲۴۰

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی پاکیزہ کردار شخصیت اور عالی اخلاق

خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھے حج پر جانے کی سعادت حاصل ہوئی تو اس موقعہ پر میں نے اپنی لونڈی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت کے لیے ان کے ہاں چھوڑ دی، مجھے تقریباً چار ماہ تک مکہ معظّمہ میں قیام کرنا پڑا، واپسی پر جب میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دریافت کیا کہ حضرت میری لونڈی کو خدمت واخلاق کے اعتبار سے آپ نے کیسے پایا؟ فرمانے لگے:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَحفِظَ عَلَی النَّاسِ عِلْمَ الْحَلال وَالْحرام احْتَاجَ اَن یَّصُوْنَ نَفْسَهُ عَنِ الْفِتْنَةِ وَاللَّهِ مَا رَأَیْتُ جَارِیَتکَ مُنْذُ خَرَجْتُ إِلَی أَن رَجَعْتَ. ❶

ترجمہ: آدمی قرآن پڑھتا ہو اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہو، علم حلال اور علم حرام سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ (عام لوگوں سے بڑھ کر) اپنے نفس اور نگاہوں کی حفاظت کرے، اللہ کی قسم! جب سے آپ تشریف لے گئے ہیں میں نے آپ کی لونڈی کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

خارجہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اپنی لونڈی سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اخلاق اور گھریلو معاملات کے بارے میں دریافت کیا، تو لونڈی کہنے لگی میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسی عفیف پاک دامن اور پاکیزہ کردار والی شخصیت نہ دیکھی ہے اور نہ سنی ہے، میں نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کبھی دن یا رات کو اپنے گھر میں جنابت سے غسل کیا ہو، جمعہ کے روز صبح کی نماز پڑھنے کے لئے آپ اپنے گھر سے باہر چلے جاتے پھر واپس تشریف لاتے اور گھر میں چاشت کی خفیف نماز پڑھتے، اس کے بعد غسل فرماتے، تیل لگاتے پھر نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جاتے، میں

❶ أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ذکر مارؤی فی أمانة أبی حنیفة، ص ۴۹، ۵۰/عقود الجمان فی مناقب الامام ابی حنیفة النعمان: ص ۲۴۲

نے کسی دن بھی انہیں کبھی بغیر روزے کے نہیں دیکھا، رات کے آخری حصے میں معمولی کھانا کھایا کرتے تھے، سونا تو کم ہوتا پھر نماز کیلئے چلے جاتے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عالی اخلاق کے سبب مجوسی کا قبولِ اسلام

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک مجوسی پر کچھ قرضہ ہوگیا تھا، ایک روز امام صاحب اس مجوسی کے گھر مطالبہ کے لئے گئے، جب اس کے مکان کے دروازے کے قریب پہنچے تو امام صاحب کی جوتی کو اتفاقاً کچھ نجاست لگ گئی، آپ نے اس سے نجاست کو دور کرنے کی غرض سے اسے جھاڑا تو کچھ نجاست اڑ کر مجوسی کی دیوار پر لگ گئی، اس صورت حال سے امام صاحب بڑے رنجیدہ و پریشان ہوئے اور دل میں کہا کہ اگر میں اس نجاست کو اسی طرح رہنے دیتا ہوں تو یہ دیوار قبیح ہو جائے گی اور اگر اس کو کریدتا ہوں تو اس سے دیوار کی مٹی گر پڑے گی اور اس سے مالک مکان کو نقصان پہنچتا ہے، چنانچہ آپ نے مجوسی کے دروازے کو پر دستک دی جس پر ایک لونڈی باہر آئی، آپ نے اس کو کہا کہ اپنے مالک کو خبر دو کہ ابوحنیفہ دروازے پر کھڑا ہے، لونڈی کے کہنے پر مجوسی گھر سے باہر نکلا اور اس نے یہ خیال کیا کہ شاید یہ مجھ سے اپنے مال کا مطالبہ کریں گے، عذر کرنا شروع کر دیا آپ نے اس سے دیوار کی نجاست کا قضیہ بیان کر کے فرمایا کہ اب کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ تمہاری دیوار صاف ہو جائے، مجوسی نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ ورع وتقویٰ اور زہد اور کمال اور عالی اخلاق دیکھ کر کہا:

فَأَنَا أَبْدَأُ بِتَطْهِيرِ نَفْسِي فَأَسْلَمَ فِي الْحَالِ. ❶

ترجمہ: میں پہلے اپنے آپ کو پاک کرتا ہوں، پس اُسی وقت وہ مسلمان ہوگیا۔

❶ التفسیر الکبیر: الباب الخامس، الفصل الرابع، ج ۱ ص ۲۰۴

یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عالی اخلاق تھے کہ معمولی سے بات کے معافی کے لئے مجوسی کے پاس گئے، اور آپ کے یہی عالی اخلاق، اس کے ایمان لانے کا ذریعہ بن گئے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اپنے پڑوسی سے حسنِ اخلاق

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پڑوس میں ایک شخص رہتا تھا، وہ رات کے وقت گوشت خرید کے لاتا اور سالن شوربا بنا کر تمام لوگوں کو دعوت دیتا، لوگ انکی دعوت کھاتے پھر شراب کی محفل چلتی، اور اس میں گانا بھی ہوتا تھا، کئی دن یہ ہوتا رہا آپ رحمہ اللہ نے کچھ بھی نہیں کہا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ رات کو جب ان کی یہ محفل لگی تھی تو اس وقت کا جو گورنر تھا اس نے دیکھا کہ یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے گھر کے قریب ایسی حرکت کرتا ہے، حضرت کی عبادت اور ریاضت میں تکلیف ہوتی ہوگی، تو وہ فوراً آگیا، اس شخص کو اور جتنے لوگ تھیں سب کو پکڑا اور تھانے میں لے گیا۔ امام صاحب رحمہ اللہ صبح فجر کی نماز میں اٹھے تو انہیں پتہ چلا کہ جو قریب میں شخص تھا اس کو تو تھانے لے جایا گیا ہے، امام صاحب رحمہ اللہ نماز پڑھ کے گورنر کے پاس گئے اور کہا کہ یہ ہمارا پڑوسی ہے، تم اس کو رات کو لائے ہو، گورنر نے کہا یہ شور شرابہ کرتا ہے، محفل جماتا ہے، آپ کی عبادت میں، آرام میں خلل آتا ہے، امام صاحب رحمہ اللہ فرمایا: ہم برداشت کرتے ہیں، پڑوسی کا شریعت میں بہت بڑا حق ہے، آج چھوڑ دو! آئندہ غلط حرکت نہیں کریگا، انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے کہنے پر اس کو چھوڑ دیا اور جتنے شخص تھے انہیں بھی چھوڑ دیا۔ جب وہ شخص واپس آیا، امام صاحب رحمہ اللہ سے معافی مانگنے لگا کہ حضرت ساری زندگی میں تکلیف دیتا رہا لیکن آپ کے کیسے اونچے اخلاق ہیں کہ مجھے معاف بھی کیا اور میرے چھوڑانے کے لئے خود گورنر کے پاس بھی گئے۔ ❶

❶ وفيات الأعيان: حرف النون، الامام أبو حنيفة رحمه اللّٰه، ج۵ ص ۴۱۰

اسلاف کے یہ اونچے اور عالی اخلاق تھے، دیکھیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اُسے معاف بھی کیا، اور اُسے چھڑانے کے لئے خود گئے، اور اس عالی اخلاق کا یہ اثر ہوا کہ وہ شخص توبہ تائب ہوا اور بقیہ زندگی اللہ رب العزت کی عبادت وریاضت میں گذاری۔

امام ابوعثمان حیری رحمہ اللہ کے حسنِ اخلاق

حضرت ابوعثمان حیری رحمہ اللہ کو کسی شخص نے دعوت کے بہانے سے اپنے گھر بلایا، جب آپ اس کے گھر تشریف لے گئے، تو اس نے کہا کہ اس وقت تو میں کچھ بھی انتظام نہ کرسکا، آپ واپس چلے آئے، تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ وہ شخص بھاگتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ اس وقت جو کچھ گھر میں موجود ہے اسی پر قناعت کر لیجیے، آپ دوبارہ اس کے ساتھ چل دیجیے، اس بار بھی اس نے معذرت کر دی، کئی بار ایسا ہی ہوا لیکن آپ نے برا نہیں مانا، نہ پیشانی پر شکن آئی اور نہ لب پر شکوہ آیا۔ آخر وہ شخص خود شرمندہ ہوا اور پاؤں میں پڑ گیا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ کو آزمانا چاہا تھا، سبحان اللہ! آپ کے اخلاق کتنے عظیم ہیں، فرمایا: تم میرے جس خلق کی تعریف کر رہے ہو یہ تو کتے میں بھی ہے کہ جب تم اسے بلاتے ہو چلا آتا ہے اور جب دور بھگاتے ہو بھاگ جاتا ہے۔

ان ہی بزرگ کا واقعہ ہے کہ ایک روز کسی گلی سے گزر رہے تھے، اوپر سے کسی نے ان کے اوپر راکھ ڈال دی، آپ سواری سے اترے اور حق تعالیٰ کے حضور میں سجدہ شکر ادا کیا، کپڑوں سے راکھ جھاڑی اور آگے بڑھ گئے، لوگوں نے کہا کہ اس موذی کو کچھ تو کہیے، جس نے آپ پر راکھ ڈالی ہے، فرمایا: جو شخص آگ کا مستحق ہے اگر اس پر راکھ گر جائے تو اسے غصہ نہیں کرنا چاہیے۔ ❶

❶ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ ص ۷۱

حضرت سہل تستری رحمہ اللہ کے حسنِ اخلاق سے مجوسی ہمسایہ مسلمان ہوگیا

مشہور بزرگ حضرت سہل تستری رحمہ اللہ کو دنیا سے رخصت ہوئے زمانہ گزر چکا ہے، لیکن ان کی زندگی کی ہر روشن جھلک آج بھی روشنی دکھاتی ہے، حضرت کے پڑوس میں بالکل ہی دیوار کے نیچے ایک مجوسی رہا کرتا تھا، حضرت اپنے پڑوسی کے ساتھ ہر طرح سے اچھا سلوک کرتے، لیکن پڑوسی نہ جانے کیوں حضرت سے دلی بغض رکھتا تھا، دل کی جلن نکالنے کے لئے وہ روزانہ رات گئے دیوار سے اپنے گھر کا کوڑا اور غلاظت حضرت سہل رحمہ اللہ کے گھر میں ڈال دیا کرتا۔ حضرت سہل تستری رحمہ اللہ بھی ظاہر ہے انسان ہی تھے، اس بدسلوکی پر تکلیف فطرتی بات تھی، لیکن طبیعت پر صبر سے کام لیتے اور خاموشی سے کوڑا اور غلاظت اپنے ہاتھ سے اٹھا کر باہر پھینک آتے، کافی عرصہ تک ایسا ہی ہوتا رہا، مجوسی کوڑا پھینکتا رہا، اور حضرت صاف کرتے رہے، اس دوران حضرت نے خاموشی سے مجوسی کو متوجہ کرنے کی کوشش بھی کی، لیکن پھر بھی وہ اپنی حرکت سے باز نہ آیا، حضرت یہ تکلیف سہتے رہے، لیکن جواب میں صبر اور خاموشی کے سوا کبھی کوئی حرکت نہیں کی، گھر والے زیادہ پریشان ہوتے اور کچھ کرنا چاہتے تو حضرت صبر کی تلقین کرتے، اور رات ہی میں کوڑا کرکٹ اٹھا کر باہر پھینک دیتے، تاکہ گھر والے دیکھ کر مشتعل نہ ہوں، حضرت بیمار ہوگئے اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی، تو آپ رحمہ اللہ نے پڑوسی مجوسی کو بلوایا، اور تنہائی میں اس سے کہا: بھائی! تم جو رات کو کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے، میں صحت مند تھا اور میں رات ہی میں اٹھا کر پھینک دیا کرتا تھا اور اب میں جس حال میں ہوں تم دیکھ رہے ہو، خدا کے لئے اب تم ایسا نہ کرو اس لئے کہ میرے بعد میرے گھر کے لوگ تمہاری اس حرکت کو برداشت نہ کرسکیں گے اور اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں کوئی سخت تکلیف پہنچادیں۔

حضرت کے اس انداز سے مجوسی کا دل بھر آیا، شرمندگی سے اس نے سر جھکایا اور بولا حضرت خدا کے لئے مجھے معاف کر دیجئے، بے شک میں نے آپ کو بہت ستایا اور آپ نے جس صبر کا مظاہر کیا یہ بے مثال صبر دینِ اسلام ہی کی بدولت ہے، مجھے معاف کیجئے اور مجھے اسلام کا کلمہ پڑھائیے۔ ❶

حضرت علی بن موسی رحمہ اللہ کا حسنِ اخلاق کے سبب خدمت کرنا

حضرت علی بن موسیٰ رحمہ اللہ رضا کا رنگ سانولا تھا کیوں کہ ان کی والدہ حبشی تھیں، آپ کے دروازے پر ایک حمام تھا، جب حمام میں تشریف لے جاتے تو آپ کے لیے حمام خالی کر دیا جاتا تھا، ایک روز آپ حمام میں گئے، حمام والا کہیں گیا ہوا تھا، اتنے میں ایک شخص آیا، اس نے یہ سمجھا کہ آپ حمام کے خادم ہیں، وہ کپڑے اتار کر حمام میں چلا گیا اور انہیں حکم دینے لگا کہ یہ کرو وہ کرو، آنے والا جو کچھ کہتا رہا، آپ کرتے رہے، اتنے میں حمام والا آ گیا، اس نے یہ صورت حال دیکھی تو ڈر کر بھاگ گیا، آپ حمام سے باہر آئے، لوگوں نے انہیں بتلایا کہ حمام والا آپ کے خوف سے چلا گیا ہے، فرمایا: اس میں بے چارے حمام والے کا کیا قصور۔

دیکھیں کتنے عالی اخلاق ہیں کہ وہ شخص یہ سمجھا کہ حضرت کوئی غلام ہیں، آپ بھی غلاموں کی طرح تمام کام کاج کرتے رہے، بعد میں معلوم ہوا کہ اتنے بڑے امام سے خدمت لیتے رہے۔ ❷

حضرت ابوحمزہ سکری رحمہ اللہ کا پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ اخلاق

ابوحمزہ سکری رحمہ اللہ حدیث کے ایک راوی گزرے ہیں، "سکر" عربی زبان میں

❶ الكبائر للذهبي: الكبيرة الثانية والخمسون، ج۲۰۸، ۲۰۹

❷ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ص ۱۷

چینی کو کہتے ہیں اوران کے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ انہیں ''سکری'' اس لئے کہا جاتا تھا کہ ان کی باتیں، ان کا لہجہ اوران کا انداز گفتگو بڑا دل کش اور شیریں تھا، جب وہ بات کرتے تو سننے والا ان کی باتوں میں محو ہو جاتا تھا، وہ بغداد شہر کے ایک محلے میں رہتے تھے، کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے اپنا مکان بیچ کر کسی دوسرے محلے میں منتقل ہونے کا ارادہ کیا، خریدار سے معاملہ بھی تقریباً طے ہو گیا، اتنے میں ان کے پڑوسی اور محلّہ والوں کا ایک وفد ان کے پاس آیا اور ان کی منت سماجت کی کہ وہ یہ محلّہ نہ چھوڑیں، جب ابوحمزہ سکری رحمہ اللہ نے اپنا عذر بیان کیا تو تمام محلّہ والوں نے متفقہ طور پر انہیں یہ پیش کش کی کہ آپ کے مکان کی جو قیمت لگی ہے، ہم وہ قیمت آپ کی خدمت میں بطورِ ہدیہ پیش کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن آپ ہمیں اپنے پڑوس سے محروم نہ کیجئے، جب انہوں نے اہلِ محلّہ کا یہ خلوص دیکھا تو منتقل ہونے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ ابوحمزہ سکری رحمہ اللہ کی مقبولیت کی ایک وجہ ان کی سحر انگیز شخصیت بھی ہوگی، لیکن بڑی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے پڑوسی کے حقوق کے بارے میں اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے ایک مثال قائم کی تھی۔ قرآن کریم نے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی بار بار تاکید فرمائی ہے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بہت سے ارشادات میں پڑوسی کے حقوق کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں۔ یہاں تک کہ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور مجھے پڑوسی کے حقوق اتنی تاکید کرتے رہے کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ شاید وہ پڑوسی کو ترکے میں وارث بھی قرار دیں گے۔ [1]

---

[1] ذکر وفکر: ص ۲۵۵/ تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن میمون أبو حمزة السکری، ج ۴ ص ۳۳، ۳۴، رقم الترجمة: ۱۶۷۵

حسنِ اخلاق سے متاثر ہو کر عورت نے توبہ کرلی

حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ دجلہ کے کنارہ پر سے گزرے اور وضو کے واسطے بیٹھے اور اپنا قرآن شریف اور کپڑا کنارہ پر رکھا، ایک عورت آئی اور انہیں اٹھا کرلے چلی، حضرت معروف بھی اس کے پیچھے گئے اور اسے خالی تنہا جگہ پر جا پکڑا تاکہ اس کی ہتک نہ ہو، اور فرمایا: تو مت ڈر، میں معروف کرخی ہوں، اے بہن تیرا کوئی بیٹا ہے؟ جو قرآن پڑھے، اس نے کہا: نہیں، کہا خاوند ہے؟ اس نے کہا: نہیں، کہا کوئی بھائی ہے؟ کہا: نہیں، فرمایا: تو قرآن شریف مجھے دیدے اور کپڑا تیرا ہے، تجھے حلال ہے، دنیا اور آخرت میں تجھ میں میری طرف سے کوئی گرفت نہیں۔ اس بات سے عورت کو بہت شرم آئی، پھر کہا کہ میں اللہ سے توبہ کرتی ہوں، پھر کبھی ایسا نہ کروں گی۔ حضرت معروف رحمہ اللہ اس کی توبہ سے بہت خوش ہوئے اور اس کے واسطے دعا فرمائی اور ہر ایک نے اپنا راستہ لیا اور اس واقعہ سے عورت کی زندگی تبدیل ہوگئی۔ ❶

حسنِ اخلاق کے سبب کھوٹے سکے قبول کرتے رہتے

حضرت ابوعبداللہ خیاط رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ دکان پر بیٹھ کر کپڑے سیتے تھے۔ ایک مجوسی جو آپ سے کینہ رکھتا تھا، اپنے کپڑے ان سے سلواتا اور اجرت میں کھوٹے سکے دیتا، آپ انہیں لے لیتے نہ واپس کرتے اور نہ اسے بتلاتے کہ تو نے کھوٹے سکے دیے ہیں، ایک روز وہ اجرت دینے کے لیے آیا تو دکان پر آپ کا ایک شاگرد بیٹھا تھا، مجوسی نے حسب معمول کھوٹے سکے دیے اور اپنے کپڑے طلب کیے، شاگرد نے کھوٹے سکے واپس کردیے اور کپڑے دینے سے انکار کردیا، حضرت ابوعبداللہ رحمہ اللہ آئے تو شاگرد نے انہیں واقعہ بتلایا۔ آپ نے فرمایا: تو نے برا کیا، یہ مجوسی ایک سال سے یہی معاملہ کرتا رہا ہے اور میں خاموشی سے

---

❶ روض الرياحين :الحكاية الثانية والثمانون بعدالأربع مئة، ص ۳۸۴

یہ سکے لے کر کنویں میں ڈال دیتا ہوں، تاکہ وہ کسی مسلمان کو دھوکا نہ دے سکے۔ ❶

چار چیزوں سے قلب مردہ ہوجاتا ہے

محمد بن واسع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرْبَعٌ يُمِتْنَ الْقَلْبَ الذَّنْبُ عَلَى الذَّنْبِ، وَكَثْرَةُ مُثَافَنَةِ النِّسَاءِ وَحَدِيثُهُنَّ، وَمُلَاحَاةُ الْأَحْمَقِ تَقُولُ لَهُ وَيَقُولُ لَكَ، وَمُجَالَسَةُ الْمَوْتَى، قِيلَ وَمَا مُجَالَسَةُ الْمَوْتَى؟ قَالَ مُجَالَسَةُ كُلِّ غَنِيٍّ مُتْرَفٍ وَسُلْطَانٍ جَائِرٍ. ❷

ترجمہ: چار چیزوں سے دل مردہ ہوجاتا ہے۔(۱) گناہ پر گناہ کرنا۔(۲) عورتوں کے ساتھ کثرت سے میل جول اور کثرت سے گفتگو۔(۳) بے وقوف کے ساتھ جھگڑنا کہ تو اسے گالیاں دے وہ تجھے گالیاں دے۔(۴) مردوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا۔ کسی نے پوچھا مرداروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ہر مال دار، عیش پرست اور ظالم سلطان کے ساتھ مجالست کرنا۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کی چور کے لیے دعا

حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کا ایک بیش قیمت گھوڑا چوری ہوگیا، لوگوں نے کہا کہ چور کے لیے بددعا کیجیے، آپ نے یوں دعا فرمائی:

أَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ غَنِيًّا فَاغْفِرْلَهُ وَإِنْ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنِهِ. ❸

ترجمہ: اے اللہ اگر وہ چور مالدار ہے تو اسے معاف فرمادے اور اگر وہ فقیر ہے تو اسے مالدار کردے۔

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق ومعالجة أمراض القلب، ج۳ ص ۷۱

❷ حلية الأولياء، ترجمة: محمد بن واسع، ج۲ ص ۳۵۱

❸ صفة الصفوة: ذكر المصطفين من أهل الكوفة من التابعين......الخ، ترجمة: الربيع بن خيثم، ج۲ ص ۳۵

ایک گناہ گار کی تحقیر وتذلیل کے سبب جہنم میں چلا گیا

ایک عابد نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور ان کے ساتھ ہولیا۔ اور ایک گنہگار فاسق فاجر آپ کے دروازے پر کھڑا رہا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر بہت ہی چاہتا تھا کہ ان سے ملے، مگر اپنی بدکاری پر نظر کرتے ہوئے ہمت نہ پڑتی تھی کہ آپ کے پاس آئے۔ اپنے آپ کو بہت روکا، آخر نہ رہا گیا اور وہ بھی ہولیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اخلاق سے پیش آئے اور اس جاہل عابد کم بخت نے اسکو بہت لتاڑا کہ تو ہمارے ساتھ کیسے ہو گیا۔ اور دعا کی کہ اے اللہ! مجھ کو آخرت میں بھی اسکے ساتھ جمع نہ فرمائیو۔ اور اس گناہ گار نے اپنی مغفرت کی دعا کی۔ فوراً وحی آئی کہ دونوں کی دعا قبول ہوئی اس گناہ گار نے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی" کہا تھا اس کو ہم نے جنتی بنادیا اور عابد نے یہ دعا کی تھی کہ میرا اور اس کا آخرت میں ساتھ نہ ہو۔ ہم نے اس کی بھی دعا قبول کی کہ دوزخ میں جائے گا، تا کہ اسکا ساتھ نہ ہو۔ ❶

ایک عورت کے عزتِ نفس کی خاطر اپنے آپ کو بہرہ بنادیا

حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ فی الحقیقت بہرے نہیں تھے لیکن وہ اپنے کو بہرا ظاہر کرتے تھے اور لوگوں میں بھی بہرے ہی مشہور ہو گئے تھے (اصم عربی میں بہرے کو کہتے ہیں) ان کے بہرا بننے کا سبب یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ کوئی عورت ان سے مسئلہ پوچھنے آئی۔ مسئلہ پوچھتے پوچھتے اس سے باد" مخالف" کا صدور ہو گیا۔ عورت بے چاری شرما گئی۔ حاتم کے اخلاق نے گوارا نہ کیا کہ وہ بے چاری اس طرح شرمندہ ہو۔ انہوں نے اسی وقت اپنی حالت ایسی بنالی گویا بہرے ہیں اور جب تک کوئی بلند آواز سے بات نہ کرے وہ کچھ نہیں سنتے۔ عورت یہ سمجھ کر کہ ان کو خبر نہیں ہوئی مطمئن

❶ دینی دعوت وتبلیغ کے اصول واحکام: ص ۲۷۴

ہوگئی اور پوری دلجمعی کے ساتھ مسئلہ دریافت کر کے واپس چلی گئی۔ اس کے بعد حاتم جب تک زندہ رہے اس حال کو قائم رکھا اور لوگ انہیں ''اصم'' کہنے لگے۔ ❶

حسنِ اخلاق کے سبب مخالفین معتقدین میں شامل ہوگئے

ریشمی رومال کی تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں حکومت برطانیہ نے حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کو لاہور لاکر حکم دیا کہ:

''آپ اس شہر سے باہر اپنی سرگرمیاں جاری نہیں رکھ سکتے۔''

چنانچہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحب رحمہ اللہ کو مجبوراً لاہور میں رہائش پذیر ہونا پڑا، شیرانوالہ گیٹ کے اندر چھوٹی سی مسجد میں قرآن پاک کا درس جاری کر دیا۔ یہ مسجد اب بھی موجود ہے اور بڑی مسجد جو بعد میں تعمیر ہوئی، اس کے پہلو میں ہے ابتداء میں جب حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ نے درس قرآن اور خطباتِ جمعہ سے اہل لاہور کو مستفید کرنا شروع کیا اس وقت ایک اور عالم بھی دہلی دروازہ کے اندر مقیم تھے جو دیوبندی مکتب فکر کے علماء سے اختلاف رکھتے تھے۔ اس زمانہ میں اہل لاہور پر ان مولانا صاحب کا خاصہ اثر تھا، کیونکہ سالہا سال سے وہ یہاں مقیم تھے۔

دہلی دروازے والے مولانا صاحب کو یہ ناگوار گزرا کہ کوئی اور عالم ان کا حریف بن کر اہلیانِ شہر لاہور کو اپنی طرف مائل کرے، چنانچہ مولانا موصوف نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیا۔ اور جمعہ کی تقریریں اور دیگر اجتماعات میں حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ کو وہابی، بے دین وغیرہ کے خطابات سے یاد کیا جاتا۔

اُدھر حضرت لاہوری رحمہ اللہ ہر جمعہ میں ایک جامع تقریر فرماتے۔ قرآن پاک کی کسی

❶ المنتظم فی تاریخ الأصم والملوک: سنة سبع وثلاثين ومائتين، ترجمة: حاتم الأصم، ج ۱۱ ص ۲۵۳

آیت کی تفسیر ہوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اسوۂ حسنہ مستند احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ جات سے بیان کئے جاتے۔ کبھی بھی حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے ان مولانا صاحب کی بہتان طرازی کا جواب نہیں دیا۔ یہ سلسلہ کافی دن تک چلتا رہا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی زبان پر یہ فقرہ چڑھ گیا:

''اگر قرآن سنا ہو تو شیرانوالہ دروازہ جا کر حضرت لاہوری سے سن لو اور اگر گالیاں سننی ہوں تو دہلی دروازہ چلے جاؤ۔''

رفتہ رفتہ اہلِ لاہور پر حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ کی عظمت واضح ہوگئی اور بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ جوں جوں حضرت لاہوری کے معتقدین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا توں توں وہ مولانا صاحب جو دہلی دروازہ کے اندر مقیم تھے اُن کا جوش رقابت بڑھتا گیا۔ ان کے معتقدین کی کافی تعداد شیرانوالہ دروازہ کے اندر رہتی تھی۔ اُن کی تقاریر کا جاہل مریدین پر خاص اثر ہوا اور اُنھوں نے مل کر کوشش کرنی شروع کر دی کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کو شیرانوالہ دروازہ کی مسجد سے نکال دیا جائے۔

چنانچہ محلّہ شیرانوالہ کے کچھ لوگ اس پر آمادہ ہو گئے کہ حضرت لاہوری کو فوراً مسجد سے نکال دیا جائے۔ اور دوسری طرف حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے معتقدین نے مزاحمت کی پہلے کچھ دن تو معمولی تکرار ہوتا رہا اور وہ کبھی اس وقت جب حضرت لاہوری رحمہ اللہ درس دے کر چلے جاتے۔ ایک دن بات طول پکڑ گئی۔ اور حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ دیگر فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ دونوں طرف سے لوگ لاٹھیاں وغیرہ اُٹھائے ہوئے تھے کہ کسی نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کو اطلاع کر دی کہ مسجد میں فساد ہونے والا ہے۔ حضرت فوراً مسجد میں تشریف لائے۔ پوچھا کہ تم کیا کر رہے ہو؟ معتقدین نے

جواب دیا کہ حضرت یہ لوگ آپ کو مسجد سے بزور نکالنا چاہتے ہیں اور ہم یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم اُن کا مقابلہ کریں گے۔''

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

''میں تو دین سکھانے آیا ہوں، مسلمانوں میں فساد ڈالنے نہیں آیا۔ آپ حضرات کو اگر واقعی مجھ سے محبت وعقیدت ہے تو چند منٹ کے لئے مسجد سے نکل جائیں میں دوسرے حضرات سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں، آخر ہم سب مسلمان ہیں اور بھائی بھائی ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کی عزت اور جان ومال کا احترام کرنا چاہیے۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے حکم سے سب معتقدین مسجد سے باہر چلے گئے۔ حضرت نے مسجد کا دروازہ بند کر دیا اور اپنے مخالفین سے نہایت اخلاق کے ساتھ گفتگو شروع کی کہ:

''میں خانہ خدا میں باوضو کھڑا ہوں اور میرے دائیں ہاتھ میں قرآن پاک ہے میں اپنے خالق حقیقی کو حاضر ناظر جان کر رب العالمین کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں صرف آپ حضرات کو قرآن پاک کی تعلیم دینے کی غرض سے یہاں آیا ہوں۔ میں کسی دنیاوی لالچ یا غرض سے اس مسجد میں نہیں آیا۔ اگر آپ حضرات مجھ سے بخوشی قرآن کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو میں اس سلسلہ میں درس وغیرہ کو جاری رکھوں گا۔ اگر آپ حضرات مجھ سے قرآن پاک سننا نہیں چاہتے تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔ ہاں ایک عرض ہے کہ آپ میں سے صرف ایک آدمی آ کر میرا دایاں ہاتھ جس میں قرآن پاک ہے پکڑ کر مجھے مسجد سے نکال دے میں پھر کبھی اس مسجد میں نہیں آؤں گا، خواہ کوئی بھی مجھے یہاں رہنے کی درخواست کرے۔ آئیں کوئی صاحب اکیلے آ کر مجھے ہاتھ سے پکڑ کر باہر نکال دے کسی فتنہ فساد اور دھینگا مشتی کی ضرورت نہیں۔''

سب مخالفین حضرت رحمہ اللہ کو دیکھ رہے تھے مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اس طرح

قرآن پاک کو دھکا دیا جائے کہنے لگے:

’’اچھا مولانا! ہم سوچ کر پھر بتائیں گے فی الحال ہم جاتے ہیں۔‘‘

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن سب کے دل پھیر دیے۔ اور آہستہ آہستہ وہ سب حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے معتقدین میں شامل ہو گئے۔ اس طرح سے حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے اپنے اخلاقِ حمیدہ سے مخالفوں کو مطیع وفرماں بردار کرلیا۔ان سب کے عقائد درست ہو گئے۔ ❶

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے عالی اخلاق

ایک شخص حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی رحمہ اللہ کے پاس عین دو پہر کے وقت آتے تھے اور حضرت حاجی صاحب کی نیند ضائع ہوتی، مگر حضرت اپنی خوش اخلاقی سے کچھ نہ فرماتے، ایک روز حضرت حافظ ضامن صاحب شہید رحمہ اللہ نے اس شخص کو سختی سے ڈانٹا اور کہا کہ:

’’بے چارے درویش رات کو جاگتے ہیں، دوپہر کا وقت تھوڑا سا سونے کا ہوتا ہے، وہ تم خراب کرتے ہو یہ کس قدر بے انصافی ہے آخر کچھ لحاظ چاہیے۔‘‘

فائدہ: حضرت حافظ صاحب کی یہ تیزی ضرورت تھی بعض اوقات اصلاح بجز سیاست اور سختی کے نہیں ہوتی۔ ❷

امیر شریعت رحمہ اللہ کے اخلاق سے متاثر ہو کر میاں بیوی مسلمان ہو گئے

مولانا نورالحسن صاحب بخاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں اور راقم الحروف نے بھی یہ واقعہ خود حضرت عطاء اللہ شاہ رحمہ اللہ کی زبانی سنا کہ خیر المدارس جالندھر کے جلسہ میں شریک تھے۔ کھانے کے دستر خوان پر بیٹھے تو سامنے ایک نوجوان بھنگی کو دیکھا، شاہ جی

❶ خدام الدین: ۷ادسمبر ۱۹۷۱ء ص ۱۵

❷ حقوق المعاشرت: ص ۲۲

رحمہ اللہ نے کہا کہ آؤ بھائی کھانا کھالو، اس نے عرض کیا، جی میں تو بھنگی ہوں، شاہ جی نے درد بھرے لہجہ میں فرمایا، انسان تو ہوا اور بھوک تو لگتی ہے، یہ کہہ کر خود اُٹھے، اس کے ہاتھ دھلا کر ساتھ بٹھالیا وہ بے چارا تھر تھر کانپتا تھا اور کہتا جا رہا تھا کہ ''جی میں تو بھنگی ہوں'' شاہ جی رحمہ اللہ نے خود لقمہ توڑا، شوربے میں بھگو کر اس کے منہ میں دے دیا، اس کا کچھ حجاب دور ہوا تو شاہ جی نے ایک آلو اس کے منہ میں ڈال دیا، اُس نے جب آدھا آلو دانتوں سے کاٹ لیا تو باقی آدھا خود کھالیا، اسی طرح اس نے پانی پیا تو اس کا بچا ہوا پانی خود پی لیا، وقت گزر گیا، وہ کھانے سے فارغ ہو کر غائب ہو گیا، اس پر رقت طاری تھی، وہ خوب رویا، اس کی کیفیت ہی بدل گئی۔ عصر کے وقت اپنی نو جوان بیوی جس کی گود میں ایک بچہ تھا لے کر آیا اور کہا، شاہ جی! اللہ کے لیے ہمیں کلمہ پڑھا کر مسلمان کر لیجیے اور میاں بیوی دونوں اسلام لے آئے۔ ❶

بیوی کیساتھ حسن اخلاق پر جنت کا انعام

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا انتقال ہوا، انتقال کے بعد کسی نے خواب دیکھا کہ وہ شخص جنت میں گھوم رہا ہے، پوچھا کہ اللہ نے آپ کو یہ مقام کیسے دیا؟ تو اس نے کہا کہ میری بیوی بداخلاق تھی، زبان دراز تھی، لیکن میں اسے برداشت کرتا تھا، بداخلاقی کرتی تھی تو میں صبر کرتا تھا، اور میں یہ سوچتا تھا کہ میں طلاق دے دوں، لیکن سوچتا تھا پھر یہ عورت کسی اور سے نکاح کریگی اس کو تکلیف دیگی، اس سے بہتر ہے کہ میں اِس کو برداشت کروں، تاکہ کسی اور کو تکلیف نہ ہو، اللہ تعالیٰ کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ فرمایا: اس نے میری بندی سے درگزر کا معاملہ کیا، ہم بھی تمہارے ساتھ درگزر کا معاملہ کرتے ہیں۔ اس عمل پر اللہ

❶ بخاری کی باتیں: ص ۲۹، ۳۰

تعالیٰ نے اسے جنت میں بھیج دیا۔ ❶

دیکھئے بیوی کے ساتھ حسن اخلاق پر اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا انعام عطا کیا، معافی بھی ہوگئی اور آخرت کی منازل آسان ہوکر جنت میں داخلہ بھی ہوگیا۔

حسن اخلاق سے متاثر ہوکر ایک ہندو مسلمان ہوگیا

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب حضرت مدنی رحمہ اللہ آخری حج سے تشریف لا رہے تھے تو ہم لوگ اسٹیشن پر شرف زیارت کے لیے گئے۔ حضرت کے متوسلین میں سے ایک صاحب زادہ محمد عارف ضلع جھنگ دیوبند تک ساتھ گئے، ان کا بیان ہے کہ لیٹرین میں ایک ہندو جنٹلمین بھی تھے جن کو ضرورت فراغت لاحق ہوئی، وہ رفع حاجت کے لیے گئے اور الٹے پاؤں بادل نخواستہ واپس ہوئے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ سمجھ گئے۔ فوراً چند سگریٹ کی ڈبیاں اِدھر اُدھر سے اکٹھی کیں اور لوٹا لے کر بیت الخلاء گئے اور اچھی طرح صاف کردیا اور ہندو دوست سے کہا کہ جائیے پاخانہ تو بالکل صاف ہے۔ نوجوان نے کہا کہ مولانا میں نے دیکھا ہے پاخانہ بالکل بھرا ہوا ہے، قصہ مختصر وہ اٹھا اور جاکر دیکھا تو پاخانہ بالکل صاف تھا، بہت متاثر ہوا اور بھرپور عقیدت کے ساتھ عرض کرنے لگا کہ یہ حضور کی بندہ نوازی ہے جو سمجھ سے باہر ہے۔

راقم الحروف کو یہ بات بھی پہنچی ہے کہ اسی واقعہ کو دیکھنے پر یا اس طرح کے کسی دوسرے موقعہ پر اسی ڈبہ میں خواجہ نظام الدین تونسوی مرحوم نے اس ڈبہ میں ایک ساتھی سے پوچھا کہ یہ کھدر پوش کون ہے؟ جواب ملا کہ یہ حسین احمد مدنی رحمہ اللہ ہیں۔ تو خواجہ صاحب مرحوم بے اختیار ہوکر حضرت مدنی کے پاؤں سے لپٹ گئے اور رونے لگے۔

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۱۱۰

حضرت نے جلد پاؤں چھڑائے اور پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تو خواجہ صاحب نے کہا کہ سیاسی اختلافات کی وجہ سے میں نے آپ کے خلاف فتوے دیےاور برا بھلا کہا۔ اگر آج آپ کے اس اعلیٰ کردار کو دیکھ کرتائب نہ ہوتا تو شاید سیدھا جہنم میں جاتا۔

حضرت نے فرمایا:

میرے بھائی! میں نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا ہے، اور وہ سنت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک یہودی مہمان نے بستر پر پاخانہ کردیا تھا، صبح اٹھ کر جلدی چلا گیا، جب اپنی بھولی ہوئی تلوار لینے واپس آیا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس اپنے دست مبارک سے بستر کو دھو رہے ہیں، یہ دیکھ کر وہ مسلمان ہو گیا۔ ❶

سلطان صلاح الدین ایوبی کا دشمن کے ساتھ حسن برتاؤ

بادشاہ صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ نے ۵۸۳ھ کی جنگ میں جب بادشاہ فرنگ اور اسکے بھائی کو مع والی کرک کے گرفتار کرلیا، تو سب کو اپنے سامنے طلب کیا۔

ارناط (صاحب کرک) بڑا ملعون کافر تھا، اور بہت جابر وسنگدل تھا، اس نے مسلمانوں کے ایک قافلہ کے مردوں اور عورتوں پر بڑے عذاب توڑے تھے، اور انہیں طرح طرح کے عذاب دیئے تھے، اور کہتا:

اپنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو وہ تمہیں بچالے!

یہ خبر جب سلطان صلاح الدین رحمہ اللہ کو پہنچی تو اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ ارناط کو قتل کر کے رہے گا، اب جب وہ گرفتار ہوا، تو اِن کا عزم قتل پھر تازہ ہو گیا، فوراً اسے اور بادشاہ فرنگ کو مع اس کے بھائی کے طلب کیا، بادشاہ فرنگ کو پیاس لگی، سلطان نے اس کے لئے ٹھنڈا پانی منگوایا، اس نے پی لیا، پھر ان سب سے قطع نظر کر کے ارناط کی طرف

---

❶ بیس بڑے مسلمان: ص ۵۱۵

مخاطب ہوا، اس سے کہا:

اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد پہنچ گئی!

اور پھر اس کی گردن اڑادی، اور خیمہ کے باہر پھینک دی، یہ دیکھ کر بادشاہ فرنگ بہت خوف زدہ ہوا، وہ سمجھا یہی اب مجھ پر بھی گزرے گی، سلطان نے اسے بہت تسلی دی؟ اسے مطمئن کیا، اور کہا:

بادشاہ، بادشاہ کو قتل نہیں کرتے لیکن یہ شخص حد سے زیادہ تجاوز کر گیا تھا! پھر ارناط کے مظالم کی پوری کہانی سنائی!

سلطان نے جب عُطا فتح کیا، تو تمام اسیروں کو رہا کر دیا، اور انہیں انعام وکرام بھی دیا۔ ❶

حضرت جنید رحمہ اللہ نے عالی اخلاق کے سبب چور کو معاف کر دیا

ایک رات حضرت جنید رحمہ اللہ کے مکان میں ایک چور گھس آیا اور آپ کا پیراہن مبارک چرا کر لے گیا۔ دوسرے دن حضرت جنید رحمہ اللہ بازار سے گزر رہے تھے کہ دیکھا وہ چور آپ کے پیراہن کو فروخت کر رہا ہے اور خریدار کہہ رہا ہے کہ کوئی شناخت کرے کہ یہ پیراہن تیرا ہی ہے تو میں خریدلوں گا۔ اگر بعد میں یہ چوری کا مال نکل آیا تو میں مصیبت میں پھنس جاؤں گا۔ یہ سن کر حضرت جنید رحمہ اللہ آگے بڑھے اور فرمایا کہ میں واقف ہوں۔ اس پر خریدار نے پیراہن لے لیا۔ ❷

لوگ کبھی خوش نہیں ہوتے

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک ہندو بنئے کا قصہ لکھا ہے جو بڑا سیٹھ اور مالدار تھا۔ اس نے اپنے بچے کی شادی کی، بڑی بارات بُلائی، بڑے اچھے کھانے

❶ اسلاف کے ایمان افروز واقعات: ص۲۷۵، ۲۷۶

❷ اسلاف کے ایمان افروز واقعات: ص۲۷۹

کھلائے،اور ایک ایک اشرفی بطور انعام کے ہر باراتی کو دی،اور مہمانوں کا بڑا اکرام کیا۔اور راستے میں چھپ کر بیٹھ گیا جہاں سے باراتیوں کی بیل گاڑیاں گذر رہی تھیں کہ لوگ میرا تذکرہ کرتے ہوں گے۔ساری گاڑیاں گذر گئیں،کسی نے تذکرہ نہیں کیا۔البتہ ایک گاڑی گزری اس میں لالہ جی کا ذکر ہو رہا تھا،ایک نے کہا بھائی! لالہ جی نے تو کمال کر دیا کہ جاتے ہوئے ایک ایک اشرفی بھی دی۔دوسرا بولا: کیا کمال کر دیا،اس سُسرے کے پاس تھوڑی دولت تھی،اگر پانچ پانچ اشرفیاں ہمیں دے دیتا تو مر جاتا،ایک ایک دے کر ٹرخا دیا۔دیکھئے لالہ جی کے پلے میں یہ چیز پڑی (کہ بہت مال بھی خرچ کیا اور تعریف کی بجائے لوگوں نے اس کی مذمت کی۔) ❶

اسلام کی خوبیاں دیکھ کر ایک شخص کی بیوی مسلمان ہوگئی

امریکہ میں ایک جماعت جس میں ملتان کے کچھ ساتھی تھے،انہوں نے واپس آکر ایک عجیب کارگزاری سنائی کہ امریکہ میں قیام کے دوران ایک پاکستانی نے جو وہاں نوکری کرتا تھا جماعت کو گھر بلا کر ضیافت کی اور گزارش کی کہ اس کی بیوی غیر مسلم ہے،کئی دفعہ اس کے کہنے کے باوجود مسلمان نہیں ہوئی۔

چنانچہ ان ساتھیوں نے اس کی بیوی سے پردے کے پیچھے اسلام کی خوبیاں بیان کیں مگر اس محترمہ نے مسلمان ہونے سے انکار کیا اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ میں اپنے شوہر اور غیر مسلم مردوں میں کوئی فرق نہیں پاتی،یہ غیر عورتوں سے تعلق رکھتے ہیں،شراب اور خنزیر کھاتے ہیں اور میں نے اپنے شوہر میں کوئی اسلام کی خوبی نہیں دیکھی۔

چنانچہ جماعت کے ساتھی مایوس ہو کر واپس چلے گئے مگر اس پاکستانی کے دل میں بیوی کو مسلمان کرنے کی بڑی تڑپ دیکھ کر جماعت کے ساتھیوں نے اسے اللہ کے راستے میں نکل

❶ مؤمن عورت: ص ۷۵

کر دین سیکھنے کی ترغیب دی، چنانچہ اس کی بیوی نے بھی اس کو جماعت کے ساتھ جانے کی اجازت دیدی، کچھ دن جماعت کے ساتھ لگا کر جب یہ صاحب گھر واپس آئے تو اس کی بیوی نے اس کی موجودہ اور ماضی کی زندگی میں نمایاں فرق دیکھا، تو اس بی بی نے اپنے خاوند کو بھیج کر جماعت کے ساتھیوں کو اپنے گھر از خود بلایا اور کہا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔

جماعت کے ساتھیوں نے وجہ پوچھی، تو بی بی نے بتایا کہ چند دن جماعت میں گزارنے کے بعد میرا خاوند تو بالکل بدل گیا ہے، غیر عورتوں کے ساتھ میل جول تو کیا ان کو دیکھتا بھی نہیں، شراب اور خنزیر سے بالکل متنفر ہو گیا ہے، نماز جو اس نے کبھی نہیں پڑھی تھی پابندی سے پڑھ رہا ہے، میرے ساتھ اب اس کا رویہ بطورِ خاوند بہت ہمدردانہ ہے، اگر یہی اسلام ہے تو مجھے اسکی ضرورت ہے۔

جماعت کے ساتھیوں نے بتایا کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اپنے اندر لے آئیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عمل میں اللہ تعالیٰ نے نورانیت رکھی ہے۔ ❶

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے حسنِ اخلاق

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے واقعات میں ہے کہ ایک جلسہ کے اختتام کے بعد جب وہ واپس ہونے لگے، تو اچانک سامنے ایک شخص عبدالستار نامی آ گیا اور اس نے آپ کو دیرینہ وعدہ یاد دلایا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جب ملتان آؤں گا تو تمہارے پاس ضرور چائے نوش کروں گا، آپ کے چند ہمراہیوں نے انہیں یہ دعوت ٹالنے کے لئے کہا، کیونکہ وہ بیچارہ ایک مسکین سا آدمی تھا، جسے کوئی خاطر میں نہ لا رہا تھا، حضرت نے

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۱۹۸، ۱۹۹

فرمایا کہ میں نے وعدہ کیا تھا اس لئے میں اس کی دل شکنی کرنا نہیں چاہتا، وہاں سے وہ اس کے ساتھ موٹر میں روانہ ہوئے، اس غریب مسکین سے جو کچھ ہوسکا اسے آپ نے بڑی محبت سے نوش فرمایا اور واپسی پر فرمانے لگے کہ ہمارے جانے سے ہمارا کچھ نقصان نہیں ہوا، مگر اس کا جو دل خوش ہوا ہے اس کا عام لوگ اندازہ نہیں لگا سکتے، یہ ان کے علم وفضل کی ایک معمولی سی جھلک تھی، جو اتنا بھی برداشت نہ کرسکے کہ جسے محض غربت ومسکینی اور پھٹے پرانے کپڑوں کی وجہ سے بنظرِ حقارت دیکھا جارہا ہے اس کی دل شکنی کی جائے۔ ❶

یہ تھے عالی اخلاق، آج تو ذرا سی بات پر جھگڑا ہوجاتا ہے، کسی کے ساتھ ہاتھ لگ گیا تو جھگڑا ہوگیا، لائن میں کھڑے ہیں روٹی لے رہے ہیں ایک دوسرے سے آگے ہوگیا تو جھگڑا ہوگیا، دکان پہ کھڑے ہیں ایک آگے بڑھ جاتا ہے تو جھگڑا ہوجاتا ہے، آج کا مسلمان جھگڑے کے لئے تیار بیٹھا ہے کہ ذرا سی بات ہو میں نے لڑائی کرنی ہے، اسلام کی یہ تعلیمات نہیں، اسلام کی تعلیمات عفو درگزر کی ہیں، اچھے اخلاق کی ہیں، بد خلقی کرنے سے بسا اوقات اللہ تعالی عذاب میں مبتلا کردیتا ہے۔

والدہ کیساتھ بداخلاقی کرنے پر قبر سے گدھے کی آواز کا آنا

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں کسی ضرورت سے کہیں جارہا تھا، اچانک راستے میں ایک گدھا دیکھا جو زمین سے اپنی گردن نکال کر میرے سامنے ڈھینچوں ڈھینچوں کی آواز نکال کر دوبارہ زمین کے اندر چلا گیا۔ میں اپنے ضروری کام کی جگہ پہنچا تو انھوں نے کہا: کیا ہوا؟ آپ کے چہرے کا رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟

میں نے ان کو راستے کا واقعہ بتایا تو انھوں نے کہا، کیا آپ کو اس واقعہ کا علم ہے؟ میں

❶ انمول واقعات، ص: ۷۸

نے کہا نہیں۔انھوں نے کہا، دراصل یہ اس محلے کا لڑکا تھا، اس کی ماں یہاں سے قریب ہی ایک خیمہ میں رہتی ہے۔زندگی میں جب اس کی ماں اس کو کسی بات کی فرمائش کرتی تو وہ اس کو گالی دیتا اور کہتا تم سوائے گدھی کے کچھ نہیں ہو، یہ کہہ کر اس (ماں) کے منہ پر جا کر تین مرتبہ رینگتا اور پھر زوردار قہقہہ لگاتا، مرنے کے بعد جب سے ہم نے اس کو دفنایا، روزانہ اس (دفن کے) وقت اپنا سر باہر نکال کر اپنے خیمے کی جانب رخ کر کے تین مرتبہ اس طرح رینگتا ہے، اس کے بعد قبر میں چلا جاتا ہے۔❶

اندازہ کیجئے کہ بداخلاقی سے کیا انجام ہوا، شریعت نے ہمیں حسن اخلاق کا درس دیا ہے، ہم میں سے ہر ایک یہ کوشش کرے کہ اچھے اخلاق اپنی زندگی میں لائے، اور بداخلاقی سے اپنے آپ کو بچائے۔حسن اخلاق کی مثال خوشبو کی ہے، حسن اخلاق والے کے دوست زیادہ ہوتے ہیں، عالی اخلاق اور تواضع سے انسان کم وقت میں عزت اور کامیابی کی زیادہ منازل طے کرلیتا ہے، اللہ تعالی ہمیں حسن اخلاق کی دولت سے مالا مال فرمائے اور بداخلاقی سے ہماری حفاظت فرمائے۔آمین

❶من عاش بعد الموت: ص ۲۸

۲۱......توکل ویقین کی اہمیت وفضیلت اور حضراتِ سلف کے ایمان افروز واقعات

اَلْحَمْدُلِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا،وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.

أَمَّابَعْدُ:فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَى بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيْرًا﴾(الفرقان:۵۸)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾(الطلاق:۳)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرُزِقْتُمْ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُو خِمَاصًاوَتَرُوحُ بِطَانًا.❶

قَالَ النَّبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، قَالُوا:وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟قَالَ:هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ،وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ.❷

❶سنن الترمذی:أبواب الزهد:باب فی التوكل علی اللّٰه،رقم الحديث:۲۳۴۴

❷صحيح مسلم:كتاب الإيمان،باب الدليل علی دخول طوائف من المسليمن الجنة بغير حساب ولا عذاب،رقم الحديث:۲۱۸

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابلِ صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں اللہ تعالی پر بھروسہ اور یقین کی ترغیب دی گئی ہے، اللہ تعالی پر توکل ایک ایسا پیمانہ ہے جس سے انسان کے ایمان کی مضبوطی اور کمزوری کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، مثلاً جتنا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ یا توکل مضبوط اور پختہ ہوگا اتنا ہی انسان کا ایمان مضبوط ہوگا، اور جتنا انسان کا اللہ تعالی پر توکل کمزور ومتزلزل ہوگا اتنا ہی اس کا ایمان کمزور ہوگا، مطلب یہ کہ انسان ہر وقت اللہ تعالی پر مضبوط توکل وبھروسہ رکھے۔ بعض اوقات انسان سوچتا یا کہتا ہے کہ یہ سب تو ٹھیک ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشا سے ہی ہوتا ہے، وہی مسبب الاسباب ہے، وہی وسیلہ اور ذریعہ بناتا ہے، لیکن اگر میں نے یہ فلاں کام یا طریقہ اختیار نہ کیا تو نتیجہ مشکوک بھی ہوسکتا ہے، بس یہی سوچ اور وسوسہ شیطانی انسان کو توکل اور یقین سے ہٹا دیتا ہے، یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ رحیم پر توکل اور یقین کے بعد "لیکن اور اگر مگر" کی گنجائش نہیں ہے ورنہ انسان پھسل جاتا ہے۔

توکل کی اہمیت وحقیقت

قرآن وحدیث میں توکل علی اللہ کا بار بار حکم دیا گیا ہے۔ صرف قرآن کریم میں سات مرتبہ " وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ" فرما کر مؤمنوں کو صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی تاکید کی گئی ہے، یعنی حکم خداوندی ہے کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو صرف اللہ ہی کی ذات پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ توکل کے لفظی معنی کسی معاملہ میں کسی ذات پر اعتماد کرنے کے ہیں، یعنی اپنی عاجزی کا اظہار اور دوسرے پر اعتماد اور بھروسہ کرنا توکل کہلاتا ہے۔ شرعی اصطلاح میں توکل کا مطلب ہے کہ اس یقین کے ساتھ اسباب اختیار کرنا کہ دنیاوی واخروی تمام معاملات میں نفع ونقصان کا مالک صرف اور

صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔اس کے حکم کے بغیر کوئی پتا درخت سے نہیں گرسکتا۔ ہر چھوٹی بڑی چیز اپنے وجود اور بقا کے لیے اللہ کی محتاج ہے۔غرض یہ کہ خالق کائنات کی ذات باری پر مکمل اعتماد کر کے دنیاوی اسباب اختیار کرنا توکل علی اللہ ہے۔ اگر کوئی شخص بیمار ہوجائے تو اسے مرض سے شفایابی کے لیے دوا کا استعمال تو کرنا ہے لیکن اس یقین کے ساتھ کہ جب تک اللہ تعالیٰ شفا نہیں دے گا دوا اثر نہیں کرسکتی۔ یعنی دنیاوی اسباب کو اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا نظام یہی ہے کہ بندہ دنیاوی اسباب اختیار کر کے کام کی انجام دہی کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا بھروسہ کرے، یعنی یہ یقین رکھے کہ جب تک حکم خداوندی نہیں ہوگا اسباب اختیار کرنے کے باوجود شفا نہیں مل سکتی۔

اسباب اس یقین کے ساتھ کہ شفاء اللہ دے گا

جو بھی اسباب مہیا ہوں انہیں اس یقین کے ساتھ اختیار کرنا چاہیے کہ کرنے والی ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔حضرت ایوب علیہ السلام نے جب اپنی طویل بیماری کے بعد اللہ تعالیٰ سے شفایابی کے لیے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنے پیر کو زمین پر ماریں۔اب غور کرنے کی بات ہے کہ کیا ایک شخص کا زمین پر پیر مارنا اس کی بیسیوں سال کی بیماری کی شفایابی کا علاج ہے؟ نہیں۔لیکن انہوں نے اللہ کے حکم سے یہ کمزور سبب اختیار کیا، جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان کے زمین پر پیر مارنے سے پانی کا ایسا چشمہ جاری کردیا جس سے غسل کرنے پر حضرت ایوب علیہ السلام طویل بیماری سے شفایاب ہوگئے، اس واقعہ کا ذکر سورہ ص آیت نمبر ۴۱، ۴۲ میں ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے اس واقعہ سے ہمیں سبق ملا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ سے بھی

حضرت ایوب علیہ السلام کو شفا دے سکتے تھے مگر دنیا کے دار الاسباب ہونے کی وجہ سے حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ کچھ حرکت کریں یعنی کم از کم اپنے پیر کو زمین پر ماریں۔

بغیر اذنِ الٰہی اسباب میں کوئی تاثیر نہیں

اسباب تو ہمیں اختیار کرنے چاہئیں لیکن ہمارا بھروسہ اللہ کی ذات پر ہونا چاہیے کہ وہ اسباب کے بغیر بھی چیز کو وجود میں لاسکتا ہے اور اسباب کی موجودگی کے باوجود اس کے حکم کے بغیر کوئی بھی چیز وجود میں نہیں آ سکتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالا گیا، جلانے کے سارے اسباب موجود تھے مگر حکم خداوندی ہوا کہ آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے سلامتی بن جائے تو آگ نے انہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچایا، بلکہ وہ آگ جو دوسروں کو جلا دیتی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی کا سبب بن گئی۔ اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر طاقت کے ساتھ تیز چھری چلائی گئی مگر چھری بھی کاٹنے میں اللہ کے حکم کی محتاج ہوتی ہے، اللہ نے اُس چھری کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن کو نہ کاٹنے کا حکم دے دیا تھا، لہٰذا کاٹنے کے اسباب کی موجودگی کے باوجود چھری حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن نہیں کاٹ سکی۔

اس یقین کے ساتھ اسباب اختیار کریں کہ دنیوی واُخروی تمام معاملات میں نفع و نقصان کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ہر چھوٹی بڑی چیز اپنے وجود اور بقا کے لیے اللہ کی محتاج ہے، غرض یہ کہ خالقِ کائنات کی ذاتِ باری پر مکمل اعتماد کر کے دنیاوی اسباب اختیار کرنا توکل علیٰ اللہ ہے۔

اسباب اختیار کر کے بھروسہ اللہ پر کریں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے پوچھا:

أَعْقِلُهَا وَأَتَوَكَّلُ، أَوْ أُطْلِقُهَا وَأَتَوَكَّلُ؟

کیا اونٹنی کو باندھ کر توکل کروں یا بغیر باندھے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ. ❶

باندھو اور اللہ پر بھروسہ کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اہلِ یمن بغیر ساز وسامان کے حج کرنے کے لیے آتے اور کہتے کہ ہم اللہ پر توکل کرتے ہیں، لیکن جب مکہ مکرمہ پہنچتے تو لوگوں سے سوال کرنا شروع کردیتے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی سورۃ البقرۃ میں آیت نازل فرمائی کہ: حج کے سفر میں زادِ راہ ساتھ لے جایا کرو، اور بہترین زادِ رہ تقوی ہے۔ ❷

جو بھی اسباب مہیا ہوں، انہیں اس یقین کے ساتھ اختیار کرنا چاہیے کہ کرنے والی ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، اسی توکل ویقین کی قرآن وحدیث میں ترغیب دی گئی ہے۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں توکل ویقین کی اہمیت وضرورت

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے

قرآنِ مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ، إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾ (آل عمران: ۱۵۹)

❶ سنن الترمذی: أبواب صفة القيامة والرقاق والورع، باب، رقم الحديث: ۲۵۱۷

❷ صحيح البخاری: كتاب الحج: بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى)، رقم الحديث: ۱۵۲۳

ترجمہ: پھر جب تم رائے پختہ کر کے کسی بات کا عزم کرلوتو اللہ پر بھروسہ کرو، اللہ یقیناً توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

ایمان والے اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں

ایک اور مقام پر فرمایا کہ اگر تم مؤمن ہوتو اللہ پر بھروسہ رکھو:

﴿وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾(المائدة:۲۳)

ترجمہ: اوراپنا بھروسہ صرف اللہ پر رکھو، اگر واقعی تم صاحبِ ایمان ہو۔

نقصان اور نفع اللہ کے اختیار میں ہے

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾(الأنعام :۱۷)

ترجمہ: اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو خود اس کے سوا اسے دور کرنے والا کوئی نہیں، اور اگر وہ تمہیں کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہی ہے۔

ایمان والوں کی صفات

ایک اور مقام پر مؤمنوں کی صفات میں فرمایا:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾(الأنفال: ۲)

ترجمہ: مؤمن تو وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور ترقی دیتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

تکلیف اور راحت اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے

ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾(یونس:۱۰۷)

ترجمہ: اور اگر تمہیں اللہ کوئی تکلیف پہنچا دے تو اس کے سوا کوئی نہیں ہے جو اسے دور کردے، اور اگر وہ تمہیں کوئی بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرلے تو کوئی نہیں ہے جو اس کے فضل کا رخ پھیر دے۔ وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے، اور وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

تمام مخلوق کے رزق کی ذمہ داری اللہ پر ہے

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾(ھود:٦)

ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ نے اپنے ذمے نہ لے رکھا ہو، وہ اس کے مستقل ٹھکانے کو بھی جانتا ہے، اور عارضی ٹھکانے کو بھی۔ ہر بات ایک واضح کتاب میں درج ہے۔

پیغمبروں کا اللہ پر توکل ویقین

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَى مَا آذَيْتُمُونَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ﴾(ابراھیم:۱۲)

ترجمہ: اور آخر ہم کیوں اللہ پر بھروسہ نہ رکھیں، جب کہ اس نے ہمیں ان راستوں کی ہدایت دے دی ہے جن پر ہمیں چلنا ہے؟ اور تم نے ہمیں جو تکلیفیں پہنچائی ہیں، ان پر ہم یقیناً صبر کریں گے، اور جن لوگوں کو بھروسہ رکھنا ہو انہیں اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

صحابہ کرام کی دو اہم صفات

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ)(الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾(النحل: ۴۱،۴۲)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے دوسروں کے ظلم سہنے کے بعد اللہ کی خاطر اپنا وطن چھوڑا ہے، یقین رکھو کہ انہیں ہم دنیا میں بھی اچھی طرح بسائیں گے، اور آخرت کا اجر تو یقیناً سب سے بڑا ہے، کاش کہ یہ لوگ جان لیتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صبر سے کام لیا ہے، اور جو اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

توکل والوں پر شیطان کا بس نہیں چلتا

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ .إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ﴾(النحل: ۹۹،۱۰۰)

ترجمہ: اس کا بس ایسے لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان لائے ہیں، اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اس کا بس تو ان لوگوں پر چلتا ہے جو اسے دوست بناتے ہیں، اور اللہ کے ساتھ شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔

توکل اُس ذات پر کرو جو موت سے پاک ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَى بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا﴾(الفرقان: ۵۸)

ترجمہ: اورتم اس ذات پر بھروسہ رکھو جو زندہ ہے، جسے کبھی موت نہیں آئے گی، اوراسی کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہو، اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کے لیے کافی ہے۔

اللہ کی عطا کو کوئی روک نہیں سکتا ہے

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (الفاطر: ۲)

ترجمہ: جس رحمت کو اللہ لوگوں کے لیے کھول دے، کوئی نہیں ہے جو اسے روک سکے اور جسے وہ روک لے تو کوئی نہیں ہے جو اس کے بعد اسے چھڑا سکے۔ اور وہی ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک۔

اللہ پر بھروسہ کافی ہے

ایک اور مقام پر فرمایا کہ اللہ پر بھروسہ ہی کافی ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾ (الطلاق: ۳)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے، تو اللہ اس (کا کام بنانے) کے لیے کافی ہے۔ یقین رکھو کہ اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔

قرآن کریم کی روشنی میں توکل کے فوائد وثمرات

توکل اور بھروسہ ایسی صفت ہے جو ایمان کی بنیاد پر انسان کو حاصل ہوتی ہے، جتنا توکل کم ہو ایمان کی کمزوری کی علامت ہے اور جتنا اللہ پر ایمان مضبوط ہوگا اتنا توکل بھی پختہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کے قرآن کریم میں مختلف فائدے بیان ہوئے ہیں، ان میں سے چند درجہ ذیل ہیں:

۱......اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف گروہوں کے بارے میں بیان فرمایا ہے کہ اللہ ان سے محبت کرتا ہے، ان میں سے ایک گروہ توکل اور بھروسہ کرنے والوں کا ہے۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۵۹ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ'' بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

۲......شیطان کے تسلط سے حفاظت

انسان کا یقینی دشمن شیطان ہے، جو ہر لمحہ انسان کو اللہ سے غافل اور حق سے گمراہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی نورانی آیات میں ایسا حل بتایا ہے جس کے ذریعہ انسان شیطان کے قابو میں آنے سے بچ سکتا ہے۔ سورہ نحل کی آیات ۹۸ اور ۹۹ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾

ترجمہ: چنانچہ جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ اس کا بس ایسے لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان لائے ہیں، اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

۳......توکل کرنے والوں کے لئے اللہ کافی ہے

اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا مشکلات سے نکلنے کا واحد راستہ ہے۔ جو لوگ اپنے مقصد تک پہنچنے کے لئے بارگاہِ الٰہی کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کرتے ہیں جس سے اللہ نے منع کیا ہے تو وہ یقیناً اپنے مقصد تک نہیں پہنچ سکتے، لہذا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اسی پر توکل کیا جائے۔ سورہ طلاق کی آیت نمبر ۲ اور ۳ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجعَل لَّهُ مَخرَجاً. وَيَرزُقهُ مِن حَيثُ لَا يَحتَسِبُ وَمَن يَتَوَكَّلُ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمرِهِ قَد جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيءٍ قَدراً.﴾

ترجمہ: لوگو! یہ وہ بات ہے جس کی نصیحت اس شخص کو کی جارہی ہے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لیے مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کردے گا۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوگا۔ اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اس (کا کام بنانے) کے لیے کافی ہے، یقین رکھو کہ اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔

۴......ثابت قدمی اور استقامت کا حصول

سورہ یونس، آیت نمبر ۷۱ میں حضرت نوح علیہ السلام کے توکل کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتلُ عَلَيهِم نَبَأَ نُوحٍ إِذ قَالَ لِقَومِهِ يَا قَومِ إِن كَانَ كَبُرَ عَلَيكُم مَّقَامِي وَتَذكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلتُ فَأَجمِعُوا أَمرَكُم وَشُرَكَاءَ كُم ثُمَّ لَا يَكُن أَمرُكُم عَلَيكُم غُمَّةً ثُمَّ اقضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ.﴾

ترجمہ: اور (اے پیغمبر) ان کے سامنے نوح کا واقعہ پڑھ کر سناؤ، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ: میری قوم کے لوگو! اگر تمہارے درمیان میرا رہنا، اور اللہ کی آیات کے ذریعے خبردار کرنا تمہیں بھاری معلوم ہو رہا ہے تو میں نے تو اللہ ہی پر بھروسہ کر رکھا ہے، اب تم اپنے شریکوں کو ساتھ ملا کر (میرے خلاف) اپنی تدبیروں کو خوب پختہ کرلو، پھر جو تدبیر تم کرو وہ تمہارے دل میں کسی گھٹن کا باعث نہ بنے، بلکہ میرے خلاف جو فیصلہ تم نے کیا ہو اُسے (دل کھول کر) کر گزرو، اور مجھے ذرا مہلت نہ دو۔

ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ پر توکل ویقین کی پرزور ترغیب دی گئی ہے، اور ایمان

والوں کی صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ صرف اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں، جتنا ایمان مضبوط ہوگا اتنا ہی توکل بھی طاقتور ہوگا، اور جو صرف اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو رب العالمین ہر کام میں اُس کے لئے کافی ہو جاتے ہیں۔

احادیثِ مبارکہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توکل کی اہمیت وفضیلت کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں توکل ویقین کی اہمیت وفضیلت

پرندوں کی طرح اللہ پر توکل کرو

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرُزِقْتُمْ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا. ❶

ترجمہ: اگر تم اللہ پر اسطرح بھروسہ کرو جیسا کہ اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے، تو وہ تمھیں اسطرح روزی دے گا جیسے وہ پرندوں کو روزی دیتا ہے، وہ صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔

اللہ پر بھروسہ کرنے والے بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہونگے

حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ. ❷

ترجمہ: میری امت کے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

❶ سنن الترمذی: أبواب الزهد: باب فی التوکل علی اللّٰه، رقم الحدیث: ۲۳۴۴

❷ صحیح مسلم: کتاب الإیمان، بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى دُخُولِ طَوَائِفَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ، رقم الحدیث: ۲۱۸

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سے لوگ ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ.

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جو نہ داغ لگوائیں گے اور نہ جھاڑ پھوک کرتے ہوں گے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہوں گے۔

حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر کھڑے ہوگئے، عرض کی، اے اللہ کے نبی! دعا فرمائیں اللہ مجھے ان لوگوں میں سے کر دے جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم انہی میں سے ہو، پھر ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی اے اللہ کے نبی! دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ'' عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔

اللہ پر بھروسہ کے ذریعے بدفالی دور ہوگی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلطِّيَرَةُ مِنَ الشِّرْكِ، وَمَا مِنَّا إِلَّا، وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ. [1]

ترجمہ: بدفالی شرک ہے اور ہمارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اسے توکل کے ذریعے دور کر دیتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو توکل کی تعلیم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن میں (سواری پر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[1] سنن الترمذی: أبواب السیر، باب ما جاء فی الطیرة، رقم الحدیث: ۱۶۱۴

يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ، اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ. ❶

ترجمہ: اے لڑکے! میں تجھے چند باتیں بتاتا ہوں، اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ وہ تجھے یاد رکھے گا، اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ اُسے اپنے سامنے پائے گا، جب مانگے تو اللہ تعالیٰ سے مانگ، مدد چاہے تو اسی سے طلب کر، اور جان لے کہ اگر تمام امت تجھے کچھ نفع دینے کے لئے جمع ہو جائے تو وہ تجھے صرف اتنا ہی نفع پہنچا سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا، اور اگر سب لوگ تجھے نقصان پہنچانے پر اتفاق کر لیں تو ہرگز نقصان نہیں دے سکتے مگر وہ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا۔ قلم اٹھا دیئے گئے اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔

ہم دو ہیں تیسرا اللہ ہمارے ساتھ ہے

خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مشرکین کے قدم دیکھے جب کہ ہم غار (ثور) میں تھے۔ وہ ہمارے سروں کے اوپر کھڑے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کی نچلی جانب دیکھے تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اَللّٰهُ ثَالِثُهُمَا. ❷

ترجمہ: اے ابوبکر! تیرا ان دو کے متعلق کیا گمان ہے کہ اللہ جن کا تیسرا ہے۔

❶ سنن الترمذی: أبواب صفة القيامة والرقاق والورع، باب منه، رقم الحديث: ٢٥١٦

❷ صحيح البخاری: كتاب المناقب، باب مناقب المهاجرين وفضلهم، رقم الحديث: ٣٦٥٣

گھر سے نکلتے وقت توکل کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، قَالَ: يُقَالُ حِينَئِذٍ: هُدِيتَ، وَكُفِيتَ، وَوُقِيتَ، فَتَتَنَحَّى لَهُ الشَّيَاطِينُ. ❶

ترجمہ: میں اللہ کا نام لے کر گھر سے نکلتا ہوں اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں، اور نہ کسی بھی کام کی قدرت میسر آسکتی ہے نہ قوت مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے تو اس کو کہہ دیا جاتا ہے تو نے ہدایت پائی، تیری کفالت کردی گئی، تجھے ہر شر سے بچا دیا گیا اور شیطان اس سے دور ہٹ جاتا ہے۔

توکل علی اللہ کے سبب بیوی بچے کو غیر آباد سنسان جگہ پر چھوڑ آنا

جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے شیر خوار بیٹے اسماعیل اور اس کی ماں ہاجرہ علیہما السلام کو مکہ کی غیر آباد سنسان وادی میں بیت اللہ کے پاس ایک درخت کے نیچے چھوڑ کر اور ایک مشکیزہ پانی اور کچھ دے کر واپس جانے لگے تو بے سہارا ہاجرہ نے اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا: اے ابراہیم! آپ ہمیں اس وادی میں چھوڑ کر کہاں جارہے ہیں؟ جبکہ یہاں کوئی چیز ہے نہ انسان ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مڑ کر نہیں دیکھا اور چلتے رہے، کئی بار دریافت کرنے پر حضرت ہاجرہ نے پوچھا: کیا آپ کو اللہ تعالی نے اس کا حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا: ہاں! اللہ نے مجھے یہی حکم دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ہاجرہ نے اللہ پر توکل وبھروسہ کی وہ بات کہی جو پختگی اعتقاد کا ذریعہ ہے، انہوں نے کہا: ''إِذَنْ لَا يُضَيِّعُنَا''

❶ سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب يقول إذا خرج من بيته، رقم الحديث: ٥٠٩٥

پھر اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ ❶

انسان کو اللہ رب العزت پر توکل ویقین مضبوط رکھنا چاہیے، اور نظر اپنے اعمال پر نہیں بلکہ اللہ رب العزت کی وسعتِ رحمت اور فضل پر ہونی چاہیے۔

ہمہ وقت توجہ رحمتِ الٰہی اور فضلِ باری تعالیٰ پر ہو

آدمی صرف نیکیوں پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائے، اللہ کی رحمت سے اپنے آپ کو الگ کر لے اور سمجھے کہ مجھے اللہ کی رحمت اور اس کے فضل کی کوئی ضرورت نہیں، یہ انتہائی نامعقول بات ہے، حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بھی آدمی اپنی نیکیوں کے سبب جنت میں نہیں جائے گا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی جنت میں جائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ! کیا آپ بھی؟ فرمایا کہ ہاں! میں بھی اللہ کی رحمت سے ہی جاوں گا۔ ❷

اس پر غور کرو کہ کتنی بڑی بات ہے!! خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں بھی اللہ کی رحمت سے جنت میں جاؤں گا، تو ہم اور آپ کس کھیت کی مولی ہیں؟ ہم کیسے اپنے اعمال پر بھروسہ کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں کر سکتے، ہم ہر وقت، ہر آن، ہر گھڑی اللہ کے محتاج ہیں، اور اس کی رحمت کے طلب گار رہیں۔

---

❶ صحیح البخاری: کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللّٰہ تعالی: وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا، رقم الحدیث: ۳۳۶۴

❷ صحیح البخاری: کتاب الرقاق، باب القصد والمداومة علی العمل، رقم الحدیث: ۶۴۶۷/ صحیح مسلم: کتاب صفة القیامة، بَابُ لَنْ يَدْخُلَ أَحَدٌ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهِ......الخ، رقم الحدیث: ۲۸۱۸

حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے ہاں توکل ویقین کی اہمیت

بڑھکتی آگ میں بھی نظر غیر اللہ پر نہیں گئی

۱...... جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق کے ذریعے آگ میں پھینکا گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ کو کوئی ضرورت تو نہیں؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: حَسۡبِیَ اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِیۡلُ (میرے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے) حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہی کہلوانا تھا اور اس قول کے ذریعہ کوئی وعدہ وفا کرانا تھا، قرآن کریم کی اس آیت میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

﴿وَإِبۡرَاهِیۡمَ الَّذِی وَفّٰی﴾ (النجم: ٣٦)

ترجمہ: اور ابراہیم کے صحیفوں میں بھی، جو مکمل وفادار رہے؟

إحياء علوم الدين : كتاب التوحيد والتوكل، بيان فضيلة التوكل، ج۴ ص ۲۴۴

اللہ پر توکل کرنے والا نجات پاتا ہے

۲...... اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ:

مَامِنۡ عَبۡدٍ یَعۡتَصِمُ بِیۡ دُوۡنَ خَلۡقِیۡ فَتَکِیۡدُهُ السَّمٰوَاتُ وَالۡأَرۡضُ إِلَّا جَعَلۡتُ لَهُ مَخۡرَجًا. ❶

ترجمہ: جو بندہ مخلوق کے بجائے میری رسی تھامتا ہے تو میں اسے زمین وآسمان کے مکرو فریب سے نجات دیتا ہوں۔

ہوگا وہ جو میں چاہوں گا

۳...... حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مروی ہے:

إِذَا لَمۡ یَکُنۡ مَا تُرِیۡدُ فَرُدَّ مَایَکُوۡنُ، فَإِنۡ أَبَیۡتَ إِلَّامَاتُرِیۡدُأَتۡعَبۡتُکَ فِیۡمَاتُرِیۡدُ

❶ إحياء علوم الدين : كتاب التوحيد والتوكل، بيان فضيلة التوكل، ج۴ ص ۲۴۴

وَلَا یَکُوْنُ اِلَّامَا اُرِیْدُ. ❶

ترجمہ: جب کوئی کام تیری مرضی کے مطابق نہ ہوتو جو ہوا سے واپس کردے (یعنی اُس پرراضی ہوجا) اور اگر تو نے اپنی مرضی پر اصرار کیا تو تو اپنے آپ کو اپنی مرضی کے لئے تھکا دے گا اور ہوگا وہی جو میں چاہوں گا۔

توکل ویقین سے متعلق حضراتِ صحابہ کرام کے اقوالِ زریں

متوکل کون لوگ ہیں؟

۱......حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یمن کے لوگوں سے ملے، پوچھا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم توکل کرنے والے لوگ ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بَلْ أَنْتُمُ الْمُتَّكِلُونَ، إِنَّمَا الْمُتَوَكِّلُ الَّذِی يُلْقِی حَبَّهُ فِی الْأَرْضِ، وَيَتَوَكَّلُ عَلَى اللَّهِ. ❷

ترجمہ: بلکہ تم لوگ دوسروں کا سہارا لینے والے ہو (کہ اُن کے بھروسہ پر نکلے ہو کہ راستے میں ہمیں کھلائیں گے) توکل کرنے والا وہ ہوتا ہے جو دانے کو زمین میں ڈالتا ہے اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہے (کہ دانے سے فصل اور پھل اللہ اُگائے گا۔)

بدشگونی دیکھ کر بھی اپنے ارادے اور کام کو جاری رکھیں

۲......حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنْ مَضَيْتَ فَمُتَوَكِّلٌ، وَإِنْ نَكَصْتَ فَمُتَطَيِّرٌ. ❸

ترجمہ: اگر (بدشگونی دیکھ کر) آپ اپنے ارادے اور کام کو جاری رکھیں تو آپ توکل

❶قوت القلوب: الفصل الثانی والثلاثون، ج۲ ص ۱۴

❷التوکل علی اللّٰہ لابن أبی الدنیا: ص ۵۰، الرقم: ۱۰

❸شرح السنة للبغوی: کتاب الطب والرقی، باب ما یکرہ من الطیرۃ واستحباب الفال، ج۱۲ ص ۱۷۰

کرنے والے ہیں،اور اگر (بدشگونی دیکھ کر) آپ اپنے کام سے رک گئے تو آپ بد فالی پکڑنے والے ہوں گے۔

اللہ کا بندہ سحر، کہانت اور فال پر یقین نہیں رکھتا

۳......حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی فرماتے ہیں:

لَيْسَ مِنْ عِبَادِي مَنْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ،أَوْ كَهَنَ أَوْ كُهِنَ لَهُ،أَوْ تطَيَّرَ أَوْ تُطِيِّرَ لَهُ، وَلَكِنَّ عِبَادِي مَنْ آمَنَ بِيْ وَتَوَكَّلَ عَلَيَّ. ❶

ترجمہ: وہ شخص میرے بندوں میں سے نہیں ہے جو جادو کرے یا کروائے،یا غیب کی خبریں بتائیں یا پوچھے، یا فال کھولے یا کھلوائے،لیکن میرے بندوں میں سے وہ ہے جو مجھ پر ایمان لائے اور مجھ پر بھروسہ کرے۔

ایمان کی چوٹی اخلاص وتوکل ہے

۴......حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ذِرْوَةُ الْاِيْمَانِ اَلصَّبْرُ لِلْحُكْمِ وَالرِّضَابِالْقَدْرِوَالْاِخْلَاصُ لِلتَّوَكُّلِ وَالْاِسْتِسْلَامُ لِلرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ترجمہ: ایمان کی چوٹی اللہ تعالی کے حکم پر تسلیم ورضا ہے،اخلاص،توکل اور پروردگار کی فرمابرداری ہے۔

میں نے توکل جیسا کوئی عمل نہیں دیکھا

۵......حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آپس میں ملے،تو ان میں سے ایک نے

❶ جامع معمر بن راشد: باب الكاهن، ج ۱۱ ص ۲۱۱، الرقم: ۲۰۳۵۰

❷ صفة الصفوة: الطبقة الثانية من المهاجرين والأنصار، ترجمة: أبو الدرداء عويمه بن زيد، ج ۱ ص ۲۴۳، رقم الترجمة: ۷۶

دوسرے سے کہا کہ اگر تو مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ سے ملا (یعنی اگر تیرا پہلے انتقال ہوا تو) جو کچھ تو اللہ تعالیٰ سے انعام واکرام پائے اس کے بارے میں مجھے بھی بتانا، اور اگر میں تم سے پہلے اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ رب العزت نے چاہا تو میں تمہیں بتاؤں گا، پس ان میں سے ایک فوت ہوگیا، اور اپنے دوست سے خواب میں ملا اور اسے کہا:

تَوَكَّلُ وَأَبُشِرُ،فَإِنِّى لَمُ أَرَ مِثُلَ التَّوَكُّلِ قَطُّ،قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ❶

ترجمہ: توکل اختیار کرو اور خوش خبری ہو تمہیں، پس میں نے توکل جیسا کوئی عمل نہیں دیکھا، یہ جملہ تین مرتبہ کہا۔

توکل ویقین سے متعلق اسلافِ امت کے پچپن سنہرے اقوال

توکل کے سبب بندہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے

۱......حضرت لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی:

وَمِنَ الْإِيُمَانِ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اَلتَّوَكُّلُ عَلَى اللَّهِ،فَإِنَّ التَّوَكُّلَ عَلَى اللَّهِ يُحِبُّ الْعَبُدَ،وَإِنَّ التَّفَوِيُضَ إِلَى اللَّهِ مِنُ هُدَى اللَّهِ،وَبِهُدَى اللَّهِ يُوَافِقُ الْعَبُدَ رِضُوَانَ اللَّهِ،وَبِمُوَافَقَةِ رِضُوَانِ اللَّهِ يَسْتَوُجِبُ الْعَبُدَ كَرَامَةَ اللَّهِ. ❷

ترجمہ: اللہ تعالی پر ایمان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ پر توکل ہو، اس لئے کہ اللہ پر توکل ہی بندے کو محبوب خدا بناتا ہے۔ اور ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا اللہ تعالیٰ کی ہدایت میں سے ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے ہی بندے کو رضائے الٰہی کی توفیق حاصل ہوتی ہے، اور اللہ کی رضا کی توفیق سے بندہ اللہ کے کرم کا مستحق ہوتا ہے۔

❶مصنف ابن أبی شیبة: کتاب الزهد ، کلام سلمان ، ج۷ص ۱۲۰، الرقم:۳۴۶۵۷

❷قوت القلوب: الفصل الثانی والثلاثون ، ج۲ ص ۴

توکل کا بلند درجہ ومقام

۲......امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحَبُّ لِمَنِ اعْتَقَدَ التَّوَكُّلَ وَسَلَكَ هَذَاالطَّرِيقَ تَرْكُ التَّدَاوِيْ مِنْ شُرْبِ الدَّوَاءِ. ❶

ترجمہ: جو شخص توکل کا راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے میں اس کے لیے دواء سے زیادہ ترک دواء پسند کرتا ہوں۔

حرام پیسا لینے والا متوکل نہیں ہے

۳......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا:

مَنْ أَخَذَ فَلْسًامِّنْ حَرَامٍ فَلَيْسَ بِمُتَوَكِّلٍ. ❷

ترجمہ: جس شخص نے ایک پیسہ حرام کا لے لیا، وہ متوکل نہیں ہے۔

متوکل اللہ کے فیصلے پر راضی ہوتا ہے

۴......حضرت بشر حافی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا:

يَقُولُ أَحَدُهُمْ :تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ يَكْذِبُ عَلَى اللَّهِ،لَوْ تَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ، رَضِيَ بِمَا يَفْعَلُ اللَّهُ. ❸

ترجمہ: لوگوں میں سے کوئی (اگر رسمی طور پر یہ) کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا، وہ اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھتا ہے، اگر وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والا ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہر فعل پر راضی ہوتا۔

---

❶ إحياء علوم الدين : كتاب التوحيد والتوكل ،بيان فضيلة التوكل، ج۴ص ۲۸۶

❷ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ص ۳۰۸

❸ مدارج السالكين: فصل معنى التوكل، ج۲ص ۱۱۵

ایمان وتوکل کے بلند مقام پر

۵ ...... حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے ہاتھ میں بچھونے کاٹ لیا، میری ماں نے مجھ سے قسم دے کر کہا کہ میں جھاڑ پھونک کرنے والے سے اپنا ہاتھ دم کرالوں، میں ماں کی خاطر اس کے پاس گیا، لیکن اس کے ہاتھ میں اپنا وہ ہاتھ پکڑا دیا جس میں بچھونے نہیں کاٹا تھا اور میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ میں ان کو قسم میں حانث کردوں۔ ❶

توکل کے تین درجے ہیں

٦ ...... حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ کا قول ہے:

اَلتَّوَكُّلُ عَلَى ثَلَاثِ دَرَجَاتٍ: عَلَى الصَّبْرِ وَالرِّضَا وَالْمَحَبَّةِ لِأَنَّهُ إِذَا تَوَكَّلَ وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يَصْبِرَ عَلَى تَوَكُّلِهِ بِتَوَكُّلِهِ لِمَنْ تَوَكَّلَ عَلَيْهِ وَإِذَا صَبَرَ وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يَرْضَى بِجَمِيعِ مَا حُكِمَ عَلَيْهِ وَإِذَا رَضِيَ وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يَكُونَ مُحِبًّا لِكُلِّ مَا فَعَلَ بِهِ مُوَافَقَةً لَهُ. ❷

ترجمہ: توکل کے تین درجے ہیں، صبر، رضاء، محبت کیونکہ توکل کے بعد لازم ہے کہ بندہ اپنے توکل کے ذریعے جس پر توکل کیا ہے صبر کرے اور صبر کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلہ پر رضا لازمی ہے اور رضا کے بعد موافقت الٰہی میں اس کے ہر فعل سے محبت لازمی ہے۔

اطمینان قلب توکل کہلاتا ہے

۷ ...... حضرت ابوتراب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ صفة الصفوة: الطبقة الثانية، ترجمة: سيدبن جبير، ج ۲ ص ۴۴

❷ حلية الأولياء: ذكر طوائف من جماهير النساک والعباد، ترجمة: ابراهيم الخواص، ج ۱۳ ص ۳۲۹

التَّوَكُّلُ طَمَأنِينَةُ الْقَلْبِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❶

ترجمہ: دل کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مطمئن ہوجانا توکل کہلاتا ہے۔

توکل اس ذات پر جس پر کبھی فنا نہیں

۸......حضرت خواص رحمہ اللہ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِى لَا يَمُوتُ﴾(الفرقان: ۵۸)

ترجمہ: اورتم اس ذات پر بھروسہ رکھو جو زندہ ہے، جسے کبھی موت نہیں آئے گی۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

مَايَنبَغِي لِلْعَبدِ بِعدَ هَذِهِ الْآيَةِ أَن يَّلْجَأَإِلَى أَحدٍ غَيرَ اللّٰهِ تَعَالَى. ❷

ترجمہ: بندے کو اس آیت کی روشنی میں صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنا چاہیے، اللہ کے سوا کسی سے التجا کرنا اُسے زیب نہیں دیتا۔

قرب الٰہی کا سب سے اعلیٰ درجہ توکل ہے

۹......حضرت ابوتراب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَبَبُ الْوُصُولِ إِلَى اللّٰهِ سَبعُ عَشَرَةِ دَرَجَةً أَدْنَاهَاالْإِجَابَةُ وَأَعْلَاهَا التَّوَكُّل عَلَى اللّٰهِ بِحَقِيْقَتِه. ❸

ترجمہ: اللہ تک پہنچانے والے سترہ درجات ہیں، ان میں سے سب سے چھوٹا درجہ اجابت (مان لینے کا) ہے اور سب سے اعلیٰ درجہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ پر توکل اختیار کرنا ہے۔

---

❶طبقات الصوفية للسلمي:الطبقة الأولى،ص۱۲۷

❷إحياء علوم الدين: كتاب التوحيدو التوكل،بيان حقيقة التوحيد، ج۴ص۲۴۵

❸طبقات الصوفية للسلمي:الطبقة الأولى،ص۱۲۶

زہد حقیقت میں توکل ہے

۱۰......امام یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ کا قول ہے:

طَلَبُوا الزُّهْدَ فِي بَطْنِ الْكُتُبِ وَإِنَّمَا هُوَ فِي بَطْنِ التَّوَكُّلِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ. ❶

ترجمہ: لوگوں نے زہد کو کتابوں میں تلاش کیا، حالانکہ زہد کی حقیقت تو توکل میں مضمر ہے، کاش! انہیں اس بات کا علم ہوتا۔

عام مؤمنین، خواص اور خواص الخواص کا توکل

۱۱......امام ابوعلی دقاق رحمہ اللہ نے فرمایا:

اَلتَّوَكُّلُ صِفَةُ الْمُؤْمِنِينَ، وَالتَّسْلِيمُ صِفَةُ الْأَوْلِيَاءِ، وَالتَّفْوِيضُ صِفَةُ الْمُوَحِّدِينَ، فَالتَّوَكُّلُ صِفَةُ الْعَوَامِ، وَالتَّسْلِيمُ صِفَةُ الْخَوَاصِ، وَالتَّفْوِيضُ صِفَةُ خَوَاصِ الْخَوَاصِ. ❷

ترجمہ: توکل مؤمنین کا خاصہ ہے، اور تسلیم اولیاء کا، تفویض موحدین کا، لہٰذا توکل عوام کی صفت ٹھہری، تسلیم خواص کی اور تفویض خواص الخواص کی۔

توکل اور کسب دونوں سنت ہے

۱۲......حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

اَلتَّوَكُّلُ حَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْكَسْبُ سُنَّتُهُ فَمَنْ بَقِيَ عَلَى حَالِهِ فَلَا يَتْرُكَنَّ سُنَّتَهُ. ❸

❶ حلية الأولياء: ذكر طوائف من جماهير النساك والعباد، ترجمة: يحى بن معاذ، ج١٠ ص٥٢

❷ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج١ ص٣٠٣

❸ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج١ ص٣٠١

ترجمہ:توکل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تھا،اور کسب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پر رہے اُسے آپ کی سنت کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

بندے کی اللہ کے سامنے کیفیت کیسی ہونی چاہیے

۱۳......حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

أَوَّلُ مَقَامٍ فِی التَّوَكُّلِ أَن يَكُوْنَ الْعَبْدُ بَيْنَ يَدِی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَالْمَيِّتِ بَيْنَ يَدِی الْغَاسِلِ يُقَلِّبُهُ كَيْفَ شَاءَ لَا يَكُوْنُ لَهُ حَرَكَةٌ وَلَا تَدْبِيْرٌ. ❶

ترجمہ:توکل کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اللہ کے سامنے ایسے ہو،جس طرح غسل دینے والے کے سامنے مردہ ہوتا ہے کہ جس طرح چاہتا ہے اُسے پلٹتا ہے، نہ وہ حرکت کر سکتا ہے نہ کوئی تدبیر۔

متوکل شخص کی طرف امراء محتاج ہوتے ہیں

۱۴......حضرت ابوقدامہ رملی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِی لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا﴾(الفرقان:۵۸)

ترجمہ:اورتم اس ذات پر بھروسہ رکھو جو زندہ ہے، جسے کبھی موت نہیں آئے گی،اوراسی کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہو،اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کے لیے کافی ہے۔

توحضرت سلیمان الخواص رحمہ اللہ میری طرف متوجہ ہوئے اورفرمایا:

يَا أَبَا قُدَامَةَ!مَا يَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ بَعْدَ هٰذِهِ الْآيَةِ أَن يَّلْجَأَ إِلٰى أَحَدٍ غَيْرَ اللّٰهِ فِی

❶الرسالة القشيرية:باب الصمت،ج ۱ ص ۲۹۹

أَمْرِهِ، ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ يَاأَبَاقُدَامَةَ!لَوْ عَامَلَ عَبْدُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَل بِحُسْنِ التَّوَكُّلِ عَلَيْهِ،وَصِدْقِ النِّيَّةِ لَهُ بِطَاعَتِهِ لَاحْتَاجَتْ إِلَيْهِ الْأُمَرَاءُ،فَمِنْ دُوْنَهُمْ.❶

ترجمہ:اے ابوقدامہ!اس آیت کے بعد کسی کیلئے مناسب نہیں کہ اپنے معاملات میں اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف مجبور ہو، پھر فرمایا: اے ابو قدامہ!اگر اللہ کا بندہ اللہ عزوجل پر بہترین توکل اور سچے نیت کیساتھ اطاعت کرے تو امراء اسکی طرف محتاج ہونگے ،تو نیچے درجے والوں کا کیا کہنا(یعنی وہ بطریق اولی اِن کی طرف متوجہ ہوں گے۔)

میں نے چار چیزیں جان لیں

۱۵......حضرت حاتم الاصم رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ "عَلامَ بَنَيْتَ أَمْرَکَ هٰذَا فِي التَّوَكُّلِ عَلَى اللّٰهِ؟ آپ نے اللہ پر اپنے بھروسے کا یہ معاملہ کیوں بنایا؟

حضرت حاتم الاصم رحمہ اللہ نے فرمایا:

عَلَى خِصَالٍ أَرْبَعٍ عَلِمْتُ أَنَّ رِزْقِيْ لَا يَأْكُلُهُ غَيْرِيْ،فَاطْمَأَنَّتْ بِهِ نَفْسِيْ، وَعَلِمْتُ أَنَّ عَمَلِيْ لَا يَعْمَلُهُ غَيْرِيْ،فَأَنَامَشْغُوْلٌ بِهِ،وَعَلِمْتُ أَنَّ الْمَوْتَ يَأْتِيْنِيْ بَغْتَةً،فَأُنَاأَبَادِرُهُ،وَعَلِمْتُ أَنِّيْ لَا أَخْلُوْ مِنْ عَيْنِ اللّٰهِ حَيْثُ كُنْتُ، فَأَنَامُسْتَحْيٍ مِنْهُ.❷

ترجمہ: چار خصلتوں پر(بھروسہ کیا)، میں نے جان لیا کہ میرا رزق میرے علاوہ کوئی

❶بغية الطلب في تاريخ حلب :حرف القاف في الكنى،ترجمة:أبوقدامة العابد، ج۱۰ ص۴۵۹۶،۴۵۹۷

❷طبقات الأولياء:حرف الحاء،ترجمة:حاتم الأصم،ص ۱۷۹،۱۸۰

اور نہیں کھا سکتا، پس میں نے اپنے نفس کو اس پر مطمئن کر دیا، میں نے جان لیا کہ میرا عمل کوئی اور نہیں کرسکتا، پس میں اس کے ساتھ مشغول ہوگیا، میں نے جان لیا کہ موت اچانک میرے پاس آسکتی ہے، پس میں نے جلدی سے اُس کی تیاری میں لگ گیا، اور میں نے جان لیا کہ میں اللہ رب العزت سے کہیں بھی چھپ نہیں سکتا، پس میں اللہ سے حیاء کرتا رہا (کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور میں اس کی نافرمانی کروں۔)

افضل اعمال دو ہیں

۱۶......حضرت صالح برادر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے زرارہ بن اوفی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا: اللہ تعالی آپ پر رحم فرمائے، آپ سے کیا پوچھا گیا اور آپ نے کیا جواب دیا؟ آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ میں نے پوچھا: اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: اپنے جود وکرم سے مجھ پر مہربانی فرمائی۔ میں نے پوچھا اور ابوالعلاء بن یزید مطرف کے بھائی کے ساتھ؟ فرمایا: وہ تو بلند درجوں میں ہیں، میں نے پوچھا: آپ کے نزدیک کون سے اعمال افضل ہیں؟ فرمایا:

"اَلتَّوَكُّلُ وَقَصْرُ الْأَمَلِ" توکل اور امیدوں کا کم ہونا۔ ❶

توکل کے تین آداب ہیں

۱۷......حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَدَبُ التَّوَكُّلِ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ: صُحْبَةُ الْقَافِلَةِ بِالزَّادِ، وَالْجُلُوسُ فِي الزَّوْرَقِ بِالزَّادِ، وَالْجُلُوسُ فِي الْمَجْلِسِ بِالزَّادِ. ❷

❶ الروح لابن قيم: المسألة الثالثة، ص ۲۲

❷ شعب الإيمان: التوكل بالله عز وجل، ج ۲ ص ۴۵۵، الرقم: ۱۲۱۲

ترجمہ: تین چیزیں توکل کے آداب ہیں: قافلے کے ساتھ زادِ راہ کے ساتھ چلنا، کشتی میں بیٹھنا سفر خرچ کے ساتھ، اور مجلس میں بیٹھے ضروری خرچ کے ساتھ۔

کمائی چھوڑنے کا نام توکل نہیں

۱۸......حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ التَّوَكُّلُ الْكَسْبَ، وَلَا تَرْكَ الْكَسْبِ، التَّوَكُّلُ شَيْءٌ فِي الْقُلُوبِ. ❶

ترجمہ: توکل کمائی اور کمائی کو چھوڑنے کا نام نہیں ہے، توکل ایسی چیز ہے جو دلوں میں ہوتی ہے۔

توکل اللہ کے ساتھ حسن ظن کا نام ہے

۱۹......حضرت عبداللہ بن داود خریبی رحمہ اللہ سے توکل کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

أَرَى التَّوَكُّلَ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ترجمہ: میں سمجھتا ہوں توکل اللہ تعالی کے ساتھ حسن ظن کا نام ہے۔

توکل اللہ کے وعدوں پر اطمینان کا نام ہے

۲۰......حضرت شقیق بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلتَّوَكُّلُ طَمَأْنِينَةُ الْقَلْبِ بِمَوْعُودِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❸

ترجمہ: توکل اللہ تعالی کے وعدوں پر دلی اطمینان کا نام ہے۔

---

❶ شعب الإيمان: التوكل بالله عز وجل، ج۲ ص۴۵۵، الرقم: ۱۲۱۳

❷ شعب الإيمان: التوكل بالله لابن أبي الدنيا: ص ۶۱، الرقم: ۳۰

❸ شعب الإيمان: التوكل بالله عز وجل، ج۲ ص۴۵۶، الرقم: ۱۲۱۵

رضا بالقضاء توکل ہے

۱۹......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے توکل کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

الرِّضَا عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالی سے راضی ہونا (توکل ہے)۔

طاقت اور اختیارات سے توجہ ہٹا کر اُس کے پیدا کرنے والے کی طرف متوجہ ہونا

۲۱......حضرت ابوالحسن علی بن احمد رحمہ اللہ سے توکل کے بابت سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

التَّبْرِئَةُ مِنْ حَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ، وَحَوْلِ مِثْلِكَ وَقُوَّةِ مِثْلِكَ. ❷

ترجمہ: اپنے اردگرد اور اُن کی قوت وطاقت سے، اور اپنے ہم مثل لوگوں کی قوت (اور اختیارات) سے توجہ ہٹا کر (صرف اللہ کی طرف متوجہ ہونا توکل ہے۔)

توکل یقین کی پختگی کا نام ہے

۲۲......حضرت کتانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلتَّوَكُّلُ فِي الْأَصْلِ اِتِّبَاعُ الْعِلْمِ وَفِي الْحَقِيقَةِ اِسْتِعْمَالُ الْيَقِينِ. ❸

ترجمہ: توکل اصل میں علم کی اتباع کا نام ہے اور حقیقت میں یقین کو استعمال کرنے کا نام ہے۔

---

❶ شعب الإيمان: التوكل باللّٰه عز وجل، ج ۲ ص ۴۵۷، الرقم: ۱۲۱۷

❷ شعب الإيمان: التوكل باللّٰه عز وجل، ج ۲ ص ۴۵۸، الرقم: ۱۲۲۱

❸ تاريخ مدينة دمشق: حرف الميم، ترجمة: محمد بن علي بن جعفر أبوبكر الكتاني، ج ۵۴ ص ۲۵۸، رقم الترجمة: ۶۷۷۴

سبب کواختیار کرکے اللہ کی طرف متوجہ ہونا

۲۳......حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

التَّوَكُّلُ تَنَاوُلُ السَّبَبِ مِنَ اللّٰه.❶

ترجمہ: توکل اللہ تعالیٰ سے عطا ہونے والے سبب کواختیار کرنا ہے۔

نفع اور نقصان میں قلب غیر اللہ کی طرف متوجہ نہ ہو

۲۴......حضرت ابوسہل محمد بن سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلتَّوَكُّلُ أَنْ لَا يَخْطُرَ بِقَلْبِكَ نَافِعٌ وَلَا ضَارٌّ غَيْرُهُ،وَأَنْ تَسْتَلِمَ لِكُلِّ حَالٍ يَرِدُ عَلَيْكَ،وَلَا يَضْطَرِبَ قَلْبُكَ مِنْهُ.وَقَالَ:التَّوَكُّلُ قَطْعُ الطَّمَعِ عَنِ الْخَلْقِ وَتَرْكُ طَلَبِ الْحِيلَةِ مِنْهُمْ.وَقَالَ:التَّوَكُّلُ التَّطَاوُلُ إِلَى الْأَلْوَانِ وَمَا فِيهَا بِعَيْنِ النَّقْصِ، وَالرُّجُوعُ إِلَى مَنْ لَا يَلْحَقُهُ النَّقْصُ بِحَالٍ.❷

ترجمہ: توکل یہ ہے کہ تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور نفع دینے والا یا نقصان دینے والا ہونے کا کھٹکا بھی نہ ہو،اوراپنے آپ کو ہر حال میں اسی کے سپرد کرنا جو بھی حالت تجھ پر آئے یہاں تک تیرا دل اس سے پریشان نہ ہو۔اور یہ بھی فرمایا کہ توکل مخلوق سے امید توڑنا اوران سے حیلہ اورتدبیر کے طلب کو چھوڑنے کا نام ہے۔اور یہ فرمایا کہ توکل رنگوں کی طرح گردن اونچی کرکے دیکھنا اوراس میں جو نقص اورعیب ہے اس میں نظر کرنا پھر سب سے لوٹ کراس ذات کی طرف رجوع کرنا جسکو کسی بھی حال میں نقص لاحق نہیں ہوتا۔

توکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت ہے اور کسب سنت ہے

۲۵......حضرت ابن سالم رحمہ اللہ سے بصرہ میں پوچھا گیا کہ کیا ہم کسب کے ساتھ

❶شعب الإيمان: التوكل بالله عز وجل ،ج ۲ ص ۴۵۹،الرقم: ۱۲۲۳

❷شعب الإيمان: التوكل بالله عز وجل ،ج ۲ ص ۴۵۹،الرقم: ۱۲۲۴

توکل سے دور ہوجائیں گے، یا توکل کے ساتھ کسب سے دور ہوجائیں گے؟ ابن سالم رحمہ اللہ نے فرمایا:

اَلتَّوَكُّلُ حَالُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْكَسْبُ سُنَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّمَا أَسَنَّ لَهُمُ الْكَسْبَ لِضَعْفِهِمْ حِينَ أُسْقِطُوا عَنْ دَرَجَةِ التَّوَكُّلِ لَمْ يُسْقِطْهُمْ عَنْ دَرَجَةِ طَلَبِ الْمَعَاشِ بِالْمَكَاسِبِ الَّذِي هُوَ سُنَّتُهُ وَلَوْلَا ذَاكَ لَهَلَكُوا. ❶

ترجمہ: توکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت ہے، اور کسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے کسب کو سنت ٹھہرایا جو ضعف کی وجہ سے توکل کے درجہ سے گر گئے، لیکن کسب کے ساتھ طلبِ معاش کے درجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں گرایا جو کہ سنت ہے، اگر ایسا ہوتا تو لوگ ہلاک ہوجاتے۔

توکل پر طعن ایمان پر اعتراض ہے

۲۶...... حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ طَعَنَ فِي الِاكْتِسَابِ فَقَدْ طَعَنَ عَلَى السُّنَّةِ، وَمَنْ طَعَنَ عَلَى التَّوَكُّلِ فَقَدْ طَعَنَ عَلَى الْإِيمَانِ. ❷

ترجمہ: جس نے کمانے میں طعن کیا تو یقیناً اس نے سنت پر طعن کیا اور جس نے توکل پر طعن کیا تو یقیناً اس نے ایمان پر طعن کیا۔

مخلوق اور اسباب سے نظر ہٹانا توکل ہے

۲۷...... حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے ایک شخص نے پوچھا: توکل کیا ہے؟ تو

❶ شعب الإيمان: التوكل بالله عزوجل، ج۲ ص ۴۶۳، الرقم، ۱۲۳۰

❷ شعب الإيمان التوكل بالله عزوجل، ج۲ ص ۴۶۳، الرقم: ۱۲۳۱

انہوں نے فرمایا:

خَلْعُ الْأَرْبَابِ،وَقَطْعُ الْأَسْبَابِ.❶

ترجمہ:ارباب کو چھوڑ دینا اور اسباب سے منقطع ہو جانا۔

توکل کی تین نشانیاں ہیں

۲۸......حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثَةٌ مِّنْ أَعْلَامِ التَّوَكُّلِ،نَقْضُ الْعَلَائِقِ،وَتَرْكُ التَّمَلُّقِ فِي السَّلَائِقِ، وَاسْتِعْمَالُ الصِّدْقِ فِي الْحَقَائِقِ،وَثَلَاثَةٌ مِنْ أَعْلَامِ الثِّقَةِ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى:اَلسَّخَاءُ بِالْمَوْجُودِ،وَتَرْكُ الطَّلَبِ لِلْمَفْقُودِ،وَالِاسْتِقَامَةُ إِلَى فَضْلِ الْوَدُودِ،وَثَلَاثَةٌ مِنْ أَعْلَامِ اَلِاسْتِغْنَاءِ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلّ:اَلتَّوَاضُعُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمُتَذَلِّلِينَ،وَتَرْكُ تَعْظِيمِ الْأَغْنِيَاءِ،وَتَرْكُ الْمُخَالَطَةِ لِأَبْنَاءِ الدُّنْيَا الْمُتَكَبِّرِينَ.❷

ترجمہ:توکل کی تین نشانیاں ہیں:علائق (ہر وہ چیز جو اللہ کے ساتھ تعلق جوڑنے میں رکاوٹ ہو) اُس کو توڑنا،طبائع میں چاپلوسی کو ترک کرنا،حقیقتوں میں سچائی کو استعمال کرنا۔اور اللہ پر بھروسہ کرنے کی تین علامات ہیں:جو چیز موجود ہو اس کے ساتھ سخاوت کرنا،جو چیز موجود نہ ہو اسکی طلب نہ کرنا،اللہ تعالی کے فضل کی طرف پکے امید وار رہنا۔اور اللہ تعالی کے رحمت کے ساتھ غنی ہونے کے تین نشانیاں ہیں:فقراء اور مساکین کے ساتھ تواضع و عاجزی کرنا،دولت مندوں کی تعظیم ترک کرنا،ابنائے دنیا اور متکبر لوگوں کے ساتھ میل جول ترک کرنا۔

---

❶تاریخ مدینة دمشق :حرف الذال ،ترجمة:ذوالنون بن ابراهيم،ج۱۷ ص۴۲۶،رقم الترجمة:۲۱۱۱

❷شعب الإيمان:التوكل باللّٰه عز وجل ،ج۲ ص۴۶۴،الرقم: ۱۲۳۳

توکل اسباب کی موجودگی میں نظر اللہ کی طرف ہو

۲۹......حضرت ابو یعقوب نہر جوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلتَّوَكُّلُ يَصِحُّ عَلَى حَالَيْنِ :أَحَدُهُمَا تَرْكُهُ الْأَسْبَابَ عَلَى اللَّهِ وَالصَّبْرُ عِنْدَ فَقْدِ الْأَسْبَابِ،وَالثَّانِي:والرُّجُوعُ إِلَى اللَّهِ بِطَلَبِ السُّكُونِ إِلَيْهِ حَتَّى يَقَعَ السُّكُوْنُ.❶

ترجمہ:توکل دو حالوں میں صحیح ہے: پہلا یہ کہ اسباب کی موجودگی میں اُن سے نظر ہٹا کر اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور اسباب نہ ہونے کے وقت صبر کرنا، دوسرا یہ کہ سکون حاصل کرنے کی طلب میں اللہ کی طرف رجوع کرنا یہاں تک کہ سکون حاصل ہو جائے۔

متوکلین اللہ کے چنے ہوئے بندے ہوتے ہیں

۳۰......حضرت ابو یعقوب نہر جوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَدْنَى التَّوَكُّلِ تَرْكُ الْاِخْتِيَارِ،قَالَ :وَلَا يَتَوَكَّلُ عَلَى اللَّهِ إِلَّا مَنْ عُرِفَ بِالْوِلَايَةِ وَالْكِلَايَةِ وَالْكِفَايَةِ، فَلَا تتعَرَّضُوا لِأَهْلِ التَّوَكُّلِ؛ فَإِنَّهُمْ صَفْوَةُ اللَّهِ وَخَاصَّتُهُ، اسْتَضَافُوهُ فَأَضَافَهُمْ، وَنَزَلُوا عَلَيْهِ فَأَحْسَنَ نُزُلَهُمْ، وَتَوَكَّلُوا عَلَيْهِ فَكَفَاهُمْ فَهُمْ أَغْنِيَاءُ بِفَقْرِهِمْ، وَغَيْرُهُمْ فَقِيرُهُمْ بِغِنَاهُمْ، فَمَنْ أَنْكَرَ التَّوَكُّلَ عَلَى اللَّهِ نُسِبَ إِلَى قِلَّةِ الْعِلْمِ.❷

ترجمہ:توکل کا ادنی درجہ اختیارات کوترک کرنا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ توکل وہی کرتا ہے جو اللہ کا دوست اور اللہ کی یاد اور کفایت کے ساتھ معروف ہو۔اہل توکل کے درپے نہ رہو،اس لیے یہ اللہ کے چنے ہوئے اور خاص بندے ہیں ،اللہ سے ضیافت چاہتے

❶شعب الإيمان:التوكل بالله عز وجل ،ج ۲ص ۴۶۵،الرقم: ۱۲۳۵

❷شعب الإيمان:التوكل بالله عز وجل ،ج ۲ص ۴۶۵،الرقم: ۱۲۳۶

ہیں اور اللہ انکی ضیافت کرتا ہے اور اسی کے گھر میں مہمان بن کر اترتے ہیں اور وہی انکی اچھی مہمان نوازی کرتا ہے، وہ لوگ صرف اسی پر توکل کرتے ہیں اور ان کے لیے کافی ہے، وہ لوگ اپنے فقر کے باوجود غنی ہے اور انکے ماسوا سب لوگ انکی غناء کی وجہ سے انکے محتاج ہوتے ہیں، جو شخص اللہ پر توکل کا انکار کرتا ہے وہ نادان اور کم علم کہلاتا ہے۔

اللہ پر توکل کرنے والا راحت پاتا ہے

۳۱......حضرت شقیق بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لِكُلِّ وَاحِدٍ مَقَامٌ، فَمُتَوَكِّلٌ عَلَى مَالِهِ، وَمُتَوَكِّلٌ عَلَى نَفْسِهِ، وَمُتَوَكِّلٌ عَلَى لِسَانِهِ، وَمُتَوَكِّلٌ عَلَى سَيْفِهِ، مُتَوَكِّلٌ عَلَى سُلْطَنَتِهِ، وَمُتَوَكِّلٌ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَأَمَّا الْمُتَوَكِّلُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ وَجَدَ الِاسْتِرْوَاحَ، نَوَّهَ اللَّهُ بِهِ وَرَفَعَ قَدْرَهُ، وَقَالَ: (وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ) وَأَمَّا مَنْ كَانَ مُسْتَرْوِحًا إِلَى غَيْرِهِ يُوشِكُ أَنْ يَنْقَطِعَ بِهِ فَيَشْقَى.❶

ترجمہ: ہر ایک کا اپنا ایک مقام ہے، کوئی اپنے مال پر توکل کرتا ہے، کوئی اپنے نفس پر توکل کرتا ہے، کوئی اپنے زبان پر توکل کرتا ہے، کوئی اپنے تلوار پر توکل کرتا ہے، کوئی اپنے بادشاہت پر توکل کرتا ہے، اور کوئی اپنے اللہ پر توکل کرتا ہے، پس میں اپنے اللہ پر توکل کرتا ہوں، پس اللہ پر توکل کرنے والا سکون وآرام پالیتا ہے اور اللہ اسکو توکل کے ساتھ بلند کرتا ہے اور اونچا مقام عطا کرتا ہے۔ اور فرمایا ’’اور تم اس ذات پر بھروسہ رکھو جو زندہ ہے، جسے کبھی موت نہیں آئے گی‘‘ جو شخص اللہ کے سوا کسی اور سے سکون وآرام طلب کرتا ہے قریب ہے کہ وہ اس سے کٹ جائے اور محروم ہوجائے۔

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: حرف الشین، ترجمة: شقیق بن ابراھیم، ج ۲۳ ص ۱۴۰، ۱۴۱، رقم الترجمة: ۲۷۵۷

متوکلین دنیا کے غموں سے راحت پانے والے ہیں

۳۲......حضرت ابوفروہ زاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھے خواب میں کہا:

أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْمُتَوَكِّلِينَ هُمُ الْمُسْتَرِيحُونَ،

ترجمہ: کیا آپ جانتے ہیں کہ متوکلین ہی راحت پانے والے ہیں۔

میں نے پوچھا: اللہ آپ پر رحم کرے، وہ کیسے؟ اور کس چیز سے راحت پائیں گے؟ اس نے کہا:

مِنْ هُمُومِ الدُّنْيَا وَعُسْرِ الْحِسَابِ غَدًا.

ترجمہ: دنیا کے غموں اور کل کے مشکل حساب سے۔

حضرت ابوفروہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَوَاللَّهِ مَا اكْتَرَثْتُ بَعْدَ ذَلِكَ بِإِبْطَاءِ رِزْقٍ، وَلَا سُرْعَتِهِ وَذَلِكَ أَنَّ مَنْ أَجْمَعَ التَّوَكُّلَ عَلَيْهِ كَفَاهُ مَا هَمَّهُ وَسَاقَ الرِّزْقَ وَالْخَيْرَ إِلَيْهِ، وَقَدْ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: (وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ). ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے رزق میں تاخیر کی فکر نہیں کی اور نہ ہی وقت سے پہلے اس کی جلدی کی اور یہ اس لیے جو شخص توکل کرنا طے کرتا ہے، اللہ اسکو اس کے فکر سے کفایت کرتا ہے اور رزق اور خیر کو اس کی طرف چلاتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے، تو اللہ اس (کا کام بنانے) کے لیے کافی ہے۔

توکل اس ذات پر کرو جو سدابہار ہے

۳۳......حضرت عقبہ بن ابی زینب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہوا ہے:

لَا تَتَوَكَّلْ عَلَى ابْنِ آدَمَ، فَإِنَّ ابْنَ آدَمَ لَيْسَ لَهُ قَوَامٌ، وَلَكِنْ تَوَكَّلْ عَلَى

❶ شعب الإيمان: التوكل باللّٰه عز وجل، ج ۲ ص ۴۶۸، الرقم: ۱۲۴۳

الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ. ❶

ترجمہ: ابن آدم پر بھروسہ نہیں کرو، اس لیے ابن آدم کی کوئی بقاء نہیں ہے، لیکن اس ذات پر بھروسہ کرو جو ہمیشہ رہنے والی ہے اور کبھی اسکو موت نہیں آئی گی۔

متوکل اُس میت کی طرح ہے جس کو غسل دیا جائے

۳۴......حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَقَامٍ فِي التَّوَكُّلِ أَن يَكُونَ الْعَبْدُ بَيْنَ يَدِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ كَالْمَيِّتِ بَيْنَ يَدِي الْغَاسِلِ يُقَلِّبُهُ كَيْفَ شَاءَ لَا يَكُونُ لَهُ حَرَكَةٌ وَلَاتَدْبِيرٌ. ❷

ترجمہ: سب سے اول مقام توکل میں کہ اللہ اور بندے کے درمیان ایسا توکل ہونا چاہیے جیسا کہ میت غسل دینے والے کے آگے ہوتا ہے جیسے چاہے اسکو پلٹ دے، نہ وہ حرکت کرسکتا ہے اور نہ ہی کوئی تدبیر۔

متوکل شکایت اور مذمت نہیں کرتا

۳۵......حضرت ابو یعقوب نہر جوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمُتَوَكِّلُ عَلَى الْحَقِيقَةِ وَالصِّحَّةِ قَدْ رَفَعَ مُؤْنَتَهُ عَنِ الْخَلْقِ فَلَا يَشْكُوُ مَا بِهِ، وَلَا يَذُمُّ مَنْ مَنَعَهُ لِأَنَّهُ يَرَى الْمَنْعَ وَالْعَطَاءَ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❸

ترجمہ: اللہ پر حقیقت میں اور صحیح توکل کرنے والا اپنے اخراجات کو مخلوق سے اٹھا لیتا ہے اور اسکی شکایت بھی نہیں کرتا، اور جو نہ دیں اسکی مذمت بھی نہیں کرتا، اس لیے یہ جانتا ہے کہ روکنا اور دینا اللہ تعالی کی طرف سے ہے۔

---

❶ شعب الإيمان: التوكل بالله عز وجل، ج ۲ ص ۴۶۸، الرقم: ۱۲۴۵

❷ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۹۹

❸ شعب الإيمان: التوكل بالله عز وجل، ج ۲ ص ۴۷۰، الرقم: ۱۲۵۲

توکل کے تین درجات

۳۶......حضرت ابوعلی روزباری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مِرْقَاةُ التَّوَكُّلِ ثَلَاثُ دَرَجَاتٍ:اَلْأَوَّلُ مِنْهَا إِذَا أُعْطِیَ شَكَرَ،وَإِذَا مُنِعَ صَبَرَ،وَالثَّانِی:الْمَنْعُ وَالْعَطَاءُ عِنْدَهُ وَاحِدٌ،وَالثَّالِث:اَلْمَنْعُ مَعَ الشُّكْرِ أَحَبُّ إِلَيْهِ بِعِلْمِهِ بِاخْتِيَارِهِ ذٰلِكَ لَهُ.❶

ترجمہ:توکل کے تین درجات ہیں: پہلا یہ جب اسے عطا کیا جائے تو شکر کرے اور جب روکا جائے تو صبر کرے،دوسرا درجہ یہ کہ روکنا اور دینا اسکے ہاں ایک جیسا ہو،تیسرا یہ کہ نہ ملنا پھر ساتھ شکر کرنا اس کے ہاں زیادہ محبوب ہے باوجود یہ کہ اسکو علم ہے کہ دینا اللہ کے اختیار میں ہے۔

توکل موجود اور مفقود چیزوں سے توجہ ہٹانا ہے

۳۷......حسن بن علوی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ بندہ متوکل کب بنتا ہے؟فرمایا:

إِذَا قَطَعَ الْقَلْبَ عَنْ كُلِّ عَلَاقَةٍ مَوْجُودَةٍ وَمَفْقُودَةٍ.❷

ترجمہ: جب وہ اپنے دل کو موجود اور مفقود چیزوں سے کاٹ لیتا ہے۔

اللہ کے ماسوا سے کوئی تعلق نہ ہو

۳۸......حضرت ذوالنون بصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ بندہ کب اللہ کے حوالے ہوتا ہے؟فرمایا:

إِذَا أَيِسَ مِنْ نَفْسِهِ وَفِعْلِهِ،وَالْتَجَأَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فِی جَمِيعِ أَحْوَالِهِ،وَلَمْ يَكُنْ لَهُ عَلَاقَةٌ سِوَى رَبِّهِ.❸

❶شعب الإيمان:التوكل باللّٰه عز وجل ،ج۲ص ۴۷۱،الرقم: ۱۲۵۴

❷شعب الإيمان:التوكل باللّٰه عز وجل ،ج۲ص ۴۷۲،الرقم: ۱۲۵۷

❸تاريخ مدينة دمشق:حرف الذال ،ترجمة:ذوالنون بن ابراهيم ،ج۱۷ ص ۴۳۲، رقم الترجمة: ۲۱۱۱

ترجمہ: جب وہ اپنے ذات سے اور اپنے فعل وعمل سے مایوس ہوجائے اور اپنے تمام احوال میں اللہ تعالی کی طرف پناہ لے لیتا ہے اور اللہ کے سوا اسکا کسی سے تعلق نہ رہے۔

فقرواحتیاج میں اللہ کی طرف متوجہ ہونا

۳۹......حضرت ابوبکر واسطی رحمہ اللہ سے توکل کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا:

اَلصَّبْرُ عَلَى طَوَارِقِ الْمِحَنِ،ثُمَّ التَّفْوِيضُ ثُمَّ التَّسْلِيمُ،ثُمَّ الرِّضَا،ثُمَّ الثِّقَةُ،وَأَمَّا صِدْقُ التَّوَكُّلِ فَهُوَ صِدْقُ الْفَاقَةِ وَالِافْتِقَارِ يَعْنِى إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❶

ترجمہ: مشقتوں کے مصائب پر صبر کرنا، اسکے بعد خود کو اللہ کے حوالہ کرنا، اسکے بعد اللہ کا حکم ماننا، اسکے بعد اللہ سے راضی ہونا۔ رہا توکل کی سچائی تو وہ محتاجی اور فقیری میں اللہ کی طرف متوجہ ہو۔

توکل ایمان پر مضبوطی کا ذریعہ ہے

۴۰......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلتَّوَكُّلُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ جِمَاعُ الْإِيمَانِ. ❷

ترجمہ: اللہ تعالی پر توکل ایمان کو جمع کرنے کا نام ہے۔

توکل عبادت کے قیام کا ذریعہ ہے

۴۱......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶شعب الإيمان: التوكل بالله عز وجل، ج۲ ص ۴۷۲، الرقم: ۱۲۵۸

❷الزهد لأحمد بن حنبل: ص ۱۹، الرقم: ۱۰۳

اَلتَّوَکُّلُ قِوَامُ الْعِبَادَةِ. ❶

ترجمہ: توکل عبادت کو قائم کرنے والا ہے۔

متوکل خود غرض نہیں ہوتا

۴۲...... حضرت عباس بن عطاء رحمہ اللہ سے توکل کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

مَنْ تَوَكَّلَ لِيُكْفَى فَلَيْسَ بِمُتَوَكِّلٍ. ❷

ترجمہ: جو شخص توکل کرتا ہے تاکہ اسکی ضروریات پوری کی جائے تو وہ متوکل نہیں ہے۔

اہلِ جنت کے دو افضل اعمال

۴۳...... حضراتِ سلف میں سے ایک بزرگ سے منقول ہے، فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک بصرہ کے عابد کو دیکھا، تو پوچھا! اللہ تعالی نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے بتایا: اللہ تعالی نے میری مغفرت کردی اور مجھے جنت میں داخل کردیا۔ میں نے پوچھا: آپ نے وہاں پر کس عمل کو سب سے افضل پایا؟ فرمایا:

اَلتَّوَكُّلُ وَقَصْرُ الْأَمَلِ فَعَلَيْكَ بِهِمَا. ❸

ترجمہ: توکل اور امیدوں کے کم کرنے کو، پس تم ان دونوں پر قائم رہو۔

توکل سے بلند مقام کوئی نہیں

۴۴...... حضرت ابو محمد سہیل رحمہ اللہ فرمایا کرتے ہیں:

لَيْسَ فِى الْمَقَامَاتِ أَعَزُّ مِنَ التَّوَكُّلِ وَقَدْ ذَهَبَ الْأَنْبِيَاءُ بِحَقِيْقَتِهِ وَبَقِىَ مِنْهُ صَبَابَةٌ اِنْتَشَقَّهَا الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَاءُ فَمَنْ تَعَلَّقَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَهُوَ

❶شعب الإيمان: التوكل بالله عز وجل، ج۲ ص۴۷۴، الرقم: ۱۲۶۴

❷شعب الإيمان: التوكل بالله عز وجل، ج۲ ص۴۸۳، الرقم: ۱۲۸۲

❸قوت القلوب: الفصل الثاني والثلاثون، ج۲ ص۳

صَدِّیْقٌ أَوْ شَهِیْدٌ. ❶

ترجمہ: مقامات میں کوئی مقام توکل سے زیادہ بلند نہیں، حضراتِ انبیاء علیہم السلام کو حقیقی توکل عطا ہوا اور جو کچھ باقی رہ گیا تھا اُسے صدیقین وشہداء لے اڑے، اب جس کا اس میں سے کسی چیز سے تعلق ہو وہ صدیق یا شہید ہے۔

توکل کی مجھے صرف ہوا لگی ہے

۴۵......حضرت ابوسلیمان درانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِیْ کُلِّ الْمَقَامَاتِ لِیْ قِدَمٌ إِلَّاهٰذَا التَّوَکُّلِ الْمُبَارَکِ فَمَالِیْ مِنْهُ إِلَّامَشَامِ الرِّیْحِ. ❷

ترجمہ: توکل کے سوا مجھے ہر مقام کے حصول کا درجہ حاصل ہے مگر اس میں مجھے صرف سونگھنے کی ہوا ہی حاصل ہے (یعنی میں اس مقام کونہیں پاسکا)

جو تیرے مقدر میں ہے وہ تجھے ملے گا

۴۶......ایک آدمی بشر بن حارث رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہا: میں نے شام کے سفر پر جانے کا ارادہ کیا ہے اور میرے پاس زادِراہ نہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا:

یَاهٰذَاأُخْرُجْ فِیْمَاقَصَدَّتَ لَهُ،فَإِنْ لَمْ یُعْطِکَ مَالَیْسَ لَکَ لَمْ یَمْنَعْکَ مَا لَکَ. ❸

ترجمہ: اے خدا کے بندے! جدھر ارادہ ہے نکل جا، جو تیرا نہیں وہ تجھے نہیں ملے گا، جو تیرا ہے وہ تجھ سے نہیں رکے گا۔

❶قوت القلوب: الفصل الثانی والثلاثون، ج۲ ص۳

❷قوت القلوب: الفصل الثانی والثلاثون، ج۲ ص۴

❸قوت القلوب: الفصل الثانی والثلاثون، ج۲ ص۱۲

توکل رضائے الٰہی کا نام ہے

۴۷......حضرت حسن رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

اَلتَّوَکُّلُ ھُوَ الرِّضَا،وَفِی تَفسِیرِ قَوْلِہٖ عَزَّ وَجَلَّ:وَقَدَّرَ فِیہَاأَقْوَاتَھَا. ❶

ترجمہ:توکل رضا ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :اور اس میں سامان معیشت مقرر کیا۔

یقین محکم اور خیر خواہی کے مثل کوئی عمل نہیں

۴۸......حضرت ابوعبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے اپنے چچا کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا، وہ کہہ رہے تھے:

اَلدُّنیَا غُرُورٌ وَالْآخِرَۃُ لِلْعَامِلِینَ سُرُورٌ،لَمْ نَرَ مِثْلَ الْیَقِینِ وَالنُّصحِ لِلّٰہِ وَلِلْمُسْلِمِینَ، لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَیْئًا وَاعْمَلْ عَمَلَ مَنْ یَعْلَمُ أَنَّہُ مَقَصِّرٌ. ❷

ترجمہ: دنیا دھوکہ کی جگہ ہے اور آخرت عمل کرنے والوں کے لئے سرور کی جگہ ہے۔ یقین محکم اور مسلمانوں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیر خواہی کے برابر کسی چیز کو نہیں دیکھا۔تو معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ جان اور تو عمل اس طرح کر جیسے ایک قصوروار شخص کرتا ہے کہ ہر وقت ڈرتا رہتا ہے۔

اللہ پر اعتماد کرنے والا مستغنی ہوتا ہے

۴۹......ایک بزرگ نے خواب میں کسی شخص کو یہ جملہ کہتے ہوئے سنا:

مَنْ وَثَقَ بِاللّٰہِ تَعَالٰی فَقَدْأَحْرَزَ قُوْتَہُ. ❸

❶قوت القلوب: الفصل الثانی والثلاثون ،ج۲ ص ۱۲

❷المنامات لابن أبی الدنیا: ص ۹۶ ،الرقم، ۱۸۹

❸إحیاء علوم الدین : کتاب التوحید والتوکل، ج۴ص ۲۴۵

ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کیا اس نے اپنے لیے رزق جمع کرلیا۔

رزق کی تلاش میں فرائض سے غافل نہ ہوں

۵۰......ایک عالم کہتے ہیں:

لَایَشْغَلُکَ الْمَضْمُوْنُ لَکَ مِنَ الرِّزْقِ عَنِ الْمَفْرُوْضِ عَلَیْکَ مِنَ الْعَمَلِ فَتَضِیْعُ أَمْرَ آخِرَتِکَ وَلَا تَنَالُ مِنَ الدُّنْیَاإِلَّامَاقَدْ کَتَبَ اللّٰهُ لَکَ. ❶

ترجمہ: ایسا نہ ہو کہ آدمی اس رزق کی تلاش میں جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے فرائض سے غافل ہوجائے اور آخرت کے معاملات نظر انداز کردے، حالاں کہ اسے دنیا میں اسی قدر ملے گا جتنا اس کی قسمت میں لکھا گیا ہے۔

رزق متوکل انسان کو تلاش کرتا ہے

۵۱......امام یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِیْ وُجُوْدِ الْعَبْدِ الرِّزْقُ مِنْ غَیرِ طَلَبٍ دَلَالَةٌ عَلَی أَنَّ الرِّزْقَ مَأْمُوْرٌ بِطَلِبِ الْعَبْدِ. ❷

ترجمہ: آدمی کے پاس بلاطلب رزق آنے کا مطلب یہ ہے کہ رزق کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ آدمی تلاش کرے اور اس کے پاس جائے۔

ایک راہب کا پختہ اعتقاد

۵۲......حضرت ابراہیم ابن ادہم رحمہ اللہ یہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ بَعْضَ الرَّهْبَانِ مِنْ أَیْنَ تَأْکُلُ؟ فَقَالَ لِیْ: لَیْسَ هٰذَاالْعِلْمَ عِنْدِیْ

❶ إحیاء علوم الدین: کتاب التوحید والتوکل، ج۴ ص ۲۴۵

❷ إحیاء علوم الدین: کتاب التوحید والتوکل، ج۴ ص ۲۴۵

وَلٰكِنْ سَلْ رَبِّيْ مِنْ أَيْنَ يُطْعِمُنِيْ. ❶

ترجمہ: میں نے ایک راہب سے دریافت کیا کہ تو کہاں سے کھاتا ہے، اس نے جواب دیا: مجھے اس کا علم نہیں، تم میرے پروردگار سے دریافت کرو کہ وہ مجھے کہاں سے کھلاتا ہے؟

یقین کے عدم پختگی والے کو نصیحت فائدہ نہیں دیتی

۵۳...... ہرم بن حیان نے حضرت اویس القرنی رحمہ اللہ سے دریافت کیا:

أَيْنَ تَأْمُرُنِيْ أَنْ أَكُوْنَ فَأَوْمَأَإِلَى الشَّامِ قَالَ هَرَمُ: كَيْفَ الْمَعِيْشَةُ. ❷

ترجمہ: میں کہاں رہوں؟ انہوں نے شام کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے دریافت کیا اور کس چیز کو وسیلہ معاش بناؤں؟

حضرت اویس رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

أُفٍّ لِهٰذِهِ الْقُلُوْبُ قَدْ خَالَطَهَاالشَّكُّ فَمَاتَنْفَعُهَاالْمَوْعِظَةُ. ❸

ترجمہ: ان قلوب پر افسوس ہوتا ہے جن میں شک کی آمیزش ہے، ایسے دلوں کو وعظ ونصیحت سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

ہر خیر کے حصول میں اللہ کو کارساز بنائیں

۵۴......ایک بزرگ کا قول ہے:

مَتٰى رَضِيْتُ بِاللّٰهِ وَكِيْلاً وَجَدْتُّ إِلَى كُلِّ خَيْرٍ سَبِيْلًا. ❹

ترجمہ: جب میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل بنالیا تو ہر خیر کی راہ پالی۔

❶ إحياء علوم الدين : كتاب التوحيد والتوكل، ج۴ص ۲۴۵

❷ إحياء علوم الدين : كتاب التوحيد والتوكل، ج۴ص ۲۴۵

❸ إحياء علوم الدين : كتاب التوحيد والتوكل، ج۴ص ۲۴۵

❹ إحياء علوم الدين : كتاب التوحيد والتوكل، ج۴ص ۲۴۵

درندوں اور اژدوں کی موجودگی کے باوجود باطن مطمئن ہو

۵۵......ابوموسی دیلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے بایزید بسطامی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ توکل کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: تم اس سلسلے میں کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہمارے اصحاب فرمایا کرتے تھے کہ ”لَوْ أَنَّ السِّبَاعَ وَالْأَفَاعِیْ عَنْ یَمِیْنِکَ وَیَسَارِکَ مَاتَحَرَّکَ لَذٰلِکَ سِرُّکَ“ اگر درندے اور اژدھے تیرے دائیں بائیں ہوں تو تیرے باطن میں ذرا حرکت نہ ہو۔ ❶

اسلافِ امت کے اِن سنہرے اقوال سے اندازہ لگائیں کہ توکل ویقین کس قدر ضروری امر ہے، اور ہمارے اسلاف کی نگاہ میں توکل ویقین کی کس قدر اہمیت تھی، اور حضراتِ سلف کا کسی قدر پختہ اور عتقاد ویقین تھا، اس کا اندازہ آنے والے واقعات سے بھی ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالی پر بھروسہ ویقین

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ نجد میں شریک ہوئے، جب قیلولہ کا وقت ہوگیا تو اس وادی میں کانٹے دار درخت بہت تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سائے میں قیام پذیر ہو گئے اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکا دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی سائے کی تلاش میں ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا تو ہم حاضر خدمت ہو گئے، دیکھا تو ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں سویا ہوا تھا تو یہ میرے نزدیک آیا، اس نے میری تلوار اتار لی، جب میں بیدار ہوا تو یہ میرے سر کے پاس کھڑا تھا۔ اس نے تلوار

---

❶ إحياء علوم الدين : كتاب التوحيد والتوكل، ج۴ص ۲۶۴

سونت کر کہا: مَنْ یَمْنَعُکَ مِنِّی؟ بتاؤ اب مجھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ پھر تلوار کو نیام میں کر کے بیٹھ گیا، جو یہ سامنے موجود ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی سزا نہیں دی۔ ❶

اس واقعہ سے اندازہ لگائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتِ باری تعالیٰ پر کس قدر توکل اور یقین محکم تھا کہ آپ نے صرف ایک جملہ ارشاد فرمایا: ''اللہ مجھے بچائے گا'' اُس پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کی لمحہ بھر کے لئے بھی غیر اللہ کی طرف نظر نہیں جاتی، ان کے اعتقاد کی پختگی دوسروں کے لئے مشعلِ راہ ہوتی ہے۔

حضراتِ صحابہ کرام کے توکل ویقین کے ایمان افروز واقعات

حضراتِ صحابہ کرام کا توکل ویقین

جب کفارِ مکہ اُحد کی جنگ سے واپس چلے گئے تو راستے میں اُنہیں پچھتاوا ہوا کہ ہم جنگ میں غالب آجانے کے باوجود خواہ مخواہ واپس آگئے، اگر ہم کچھ اور زور لگاتے تو تمام مسلمانوں کا خاتمہ ہوسکتا تھا، اس خیال کی وجہ سے انہوں نے مدینہ منورہ کی طرف لوٹنے کا ارادہ کیا۔ دوسری طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ارادہ سے باخبر ہو کر اُحد کے نقصانات کی تلافی کے لیے جنگِ اُحد کے اگلے دن صبح سویرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں یہ اعلان فرمایا کہ: ہم دشمن کے تعاقب میں جائیں گے، اور جو لوگ جنگِ اُحد میں شریک تھے، صرف وہ ہمارے ساتھ چلیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنگ کی وجہ سے زخمی اور بہت زیادہ تھکے ہوئے تھے، لیکن انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الجهاد والسير، باب من علق سيفه بالشجر فی السفر عند القائلة، رقم الحديث: ٢٩١٠

ساتھ مدینہ منورہ سے حمراء الاسد کے مقام پر پہنچے ،تو قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص نے مسلمانوں کے حوصلے کا خود مشاہدہ کیا، بعد میں اس شخص کی ملاقات کفارِ مکہ کے سردار ابوسفیان سے ہوئی،تو اس نے مسلمانوں کے حوصلے کے متعلق بتایا اور مکہ مکرمہ واپس جانے کا مشورہ دیا، اس سے کفار پر رعب طاری ہوا اور وہ واپس مکہ مکرمہ چلے گئے،مگر ابوسفیان نے ایک شخص کے ذریعہ مسلمانوں کے لشکر میں یہ (جھوٹی) خبر پہنچادی کہ ابوسفیان بہت بڑا لشکر جمع کر چکا ہے اور وہ مسلمانوں کا خاتمہ کرنے کے لیے ان پر حملہ کرنے والا ہے۔اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ڈرنے کے بجائے بول اُٹھے ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل'' ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ ❶

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا توکل علی اللہ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اتفاق سے اس وقت میرے پاس مال تھا میں نے کہا اگر میں کبھی ابوبکر سے سبقت حاصل کرسکتا ہوں تو آج میں ان سے سبقت حاصل کر کے رہوں گا۔

لہٰذا اس خیال کے تحت میں اپنا نصف مال لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ سو میں نے عرض کیا: اتنا ہی اور ہے یعنی نصف مال۔ جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے پاس موجود سارا مال ومتاع لے کر حاضر خدمت ہو گئے:

❶ أسباب النزول للواحدی: سورۃ آل عمران، ص ۱۳۲ /تفسیر الطبری: سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۷۳ کے تحت، ج ۷ ص ۴۱۰ تا ۴۱۳

وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِندَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قَالَ أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، قُلْتُ لَا أُسَابِقُكَ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا. ❶

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے دریافت فرمایا اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کے لیے میں اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا میں کبھی بھی آپ سے کسی چیز میں سبقت حاصل نہیں کرسکتا۔

توکل غیر اللہ سے قطع التفات کا نام ہے

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر کیے گئے تو کپڑوں کی پوٹلی بغل میں دبا کر اور گز ہاتھ میں لے کر بازار تشریف لے گئے، یہ بات مسلمانوں کو گراں گذری اور وہ کہنے لگے کہ اب آپ نبوت کی خلافت پر متمکن ہیں، بازار نہ جایا کریں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَشْغَلُونِي عَنْ عَيَالِي فَإِنِّي إِنْ أَضَعْتُهُمْ كُنْتُ لِمَاسِوَاهُمْ أَضْيَعُ. ❷

ترجمہ: اگر میں اولاد کے لیے کوئی شغل نہ کروں گا تو انہیں ضائع کردوں گا اور جب اپنی اولاد کو ضائع کروں گا تو دوسروں کو بطریقِ اولی کرنے والا ہوں گا۔

مسلمانوں نے ان کے لیے مسلم گھرانوں کے مطابق وظیفہ مقرر کر دیا، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ مجھے بازار کے کاموں میں مشغول دیکھنا

---

❶ سنن أبي داود: كتاب الزكاة، باب في الرخصة في ذلك، رقم الحديث: ۱۶۷۸/ حلية الأولياء: ترجمة: أبوبكر صديق، ج ۱ ص ۳۲

❷ إحياء علوم الدين: كتاب التوحيد والتوكل، ج ۴ ص ۲۶۸

پسند نہیں کرتے تو انہوں نے وہ وظیفہ قبول فرمالیا اور خود کو مسلمانوں کی مصالح کے لیے وقف کردیا، یہاں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ توکل کے مقام پر فائز نہ تھے، بھلا ان سے بڑھ کر امت محمد یہ میں متوکل کون ہوسکتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا توکل یہ نہیں تھا کہ وہ کسب وسعی ترک کردیتے بلکہ ان کا توکل غیر اللہ سے قطع التفات کی صورت میں تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا توکل ویقین

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام کے لئے نکلے، یہاں تک کہ جب مقام سرغ میں پہنچے تو ان سے لشکر کے امراء یعنی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ملے اور بیان کیا کہ ملک شام میں وباء پھوٹی ہے؟ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شام میں وباء پھوٹ پڑی ہے، ان لوگوں میں اختلاف ہوا بعضوں نے کہا کہ ہم جس کام کے لئے نکلے ہیں اس سے واپس ہونا مناسب نہیں اور بعضوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ بڑے بڑے لوگ رسول اللہ کے صحابہ ہیں، اس لئے ہمارا اس وباء کی طرف پیش قدمی کرنا مناسب نہیں، انہوں نے کہا کہ تم لوگ میرے پاس سے چلے جاؤ، پھر فرمایا کہ میرے پاس انصار کو بلالو، میں نے ان کو بلا کر ان سے مشورہ کیا تو وہ لوگ بھی مہاجرین کی طرح اختلاف کرنے لگے اور انہیں کا طریقہ کار اختیار کیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس سے چلو جاؤ، پھر فرمایا کہ قریش کے ان بوڑھے لوگوں کو بلاؤ، جنہوں نے فتح مکہ کے لئے ہجرت کی تھی، چنانچہ میں نے ان کو بھی بلایا، اس معاملہ میں ان میں سے کسی دو نے بھی اختلاف نہیں کیا اور کہا کہ لوگوں کو وہاں لے جانا اور اس وباء پر پیش قدمی ہمارے خیال میں مناسب نہیں،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ میں کل صبح کو روانگی کے لئے سوار ہو جاؤں گا، چنانچہ لوگ صبح کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اللہ کی تقدیر سے فرار ہو رہے ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَوْ غَيْرُکَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ؟ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ إِلَى قَدَرِ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَکَ إِبِلٌ هَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ، إِحْدَاهُمَا خَصِبَةٌ، وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ، أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ، وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ؟.

ترجمہ: اے عبیدہ! کاش تمہارے علاوہ کوئی دوسرا شخص کہتا، ہاں ہم تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف بھاگ رہے ہیں، بتاؤ تو کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم کسی وادی میں اترو، جس میں دو میدان ہوں، جن میں سے ایک تو سرسبز وشاداب ہو اور دوسرا خشک ہو، کیا یہ واقعہ نہیں کہ اگر تم سرسبز میدان میں چراتے ہو تو بھی تقدیر الٰہی سے؟ اور اگر خشک میدان میں چراؤ گے تو بھی تقدیر الٰہی کی وجہ سے۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے اور وہ کسی ضرورت کی وجہ سے اس وقت موجود نہ تھے، انہوں نے کہا کہ اس کے متعلق میرے پاس علم ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ. [1]

ترجمہ: جب تم کسی جگہ کے بارے میں سنو (کہ وہاں وباء پھیل گئی ہے) تو وہاں نہ

[1] صحیح البخاری: کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون، رقم الحدیث: ۵۷۲۹

جاؤ اور جب کسی جگہ وباء پھیل جائے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے فرار نہ ہو جاؤ۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا، پھر وہاں سے واپس ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ کا توکل علی اللہ

حضرت علی رضی اللہ شب میں نفلیں پڑھنے مسجد کو تشریف لایا کرتے تھے، بعض حضرات نے ایک بار ان کا پہرا دیا، جب آپ نماز سے فراغت کے بعد باہر آئے اور ان لوگوں کو دیکھا تو پوچھا کہ آپ لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ آپ کی حفاظت کے لیے، حضرت علی رضی اللہ نے پوچھا کہ آسمان والوں سے یا زمین والوں سے؟ لوگوں نے کہا کہ زمین والوں سے، یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَهْلَ الْأَرْضِ لَايَعْمَلُوْنَ بِعَمَلٍ حَتّٰى يَقْضِيْ فِي السَّمَاءِ وَذَكَرَ أَنَّهُ لَا يَجِدُ عَبْدٌ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ حَتّٰى يَسْتَيْقِنَ يَقِيْنًا غَيْرَ ظَانٍّ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ وَأَنَّ مَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَهُ. ❶

ترجمہ: جب تک کسی بات کا فیصلہ آسمان میں نہیں ہو جاتا اس وقت تک کوئی چیز زمین پر رونما نہیں ہوتی، اور فرمایا کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ ایمان کی لذت کوئی شخص اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک یہ یقین نہ کر لے کہ جو کچھ (اچھا یا برا) اُسے پہنچا ہے وہ ٹلنے والا نہ تھا اور جو اسے نہیں پہنچا وہ اسے پہنچنے والا نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ حفاظت کے لئے کافی ہے

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس دو شخص فیصلے کے لیے آئے، آپ ایک دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے، کسی شخص نے عرض کیا کہ حضرت! یہ دیوار گرنے والی

❶ تاریخ مدنیة دمشق، ترجمة: علی بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۵۵۳

ہے، آپ نے فرمایا:

امْضِ كَفَى بِاللَّهِ حَارِسًا فَقَضَى بَيْنَهُمَا وَقَامَ ثُمَّ سَقَطَ الْجِدَارُ.

ترجمہ: تو جا، اللہ حفاظت کے لیے کافی ہے، اس کے بعد آپ نے ان دونوں شخصوں کے مقدمہ کا فیصلہ کیا اور کھڑے ہوئے، اس کے بعد یہ دیوار گرگئی۔

اللہ تعالی پر بھروسہ کرتے ہوئے سفر کروں گا

جب حضرت علی رضی اللہ نے خوارج کے قتال کیلئے سفر کا ارادہ کیا تو ایک نجومی نے کہا: اے علی! اسوقت سفر نہ کرو کیونکہ چاند ''عقرب'' میں ہے، تم اور تمھارے ساتھی شکست کھائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بَلْ أُسَافِرُ ثِقَةً بِاللَّهِ وَتَوَكُّلًا عَلَى اللَّهِ وَتَكْذِيبًا لَكَ. ❷

ترجمہ: بلکہ اللہ پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہوئے سفر کروں گا اور تمھاری بات کو جھٹلانے کیلئے۔

چنانچہ سفر کیا تو اللہ نے سفر میں برکت ڈالی حتی کہ سب خوارج قتل ہوگئے اور اس دن اس خوشی سے بڑھ کر کوئی خوشی نہیں تھی۔

اندلس کی فتح اور اہلِ اسلام کا ایمان وتوکل

حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور کے ایسے واقعات تاریخ وسیر کے سینکڑوں صفحات بلکہ ہزاروں صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں اور صحابہ کے دور کے بعد بھی جب تک مسلمانوں میں ایمان وتوکل علی اللہ اور تعلق مع اللہ کی صفات موجود تھیں،

❶ دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني، الفصل التاسع والعشرون،ما ظهر على يد علي بن أبي طالب، ج ۱ ص ۵۸۲ ،الرقم: ۵۳۱

❷ مجموع الفتاوى: ج۳۵ص ۱۷۸، ۱۷۹

ایسے واقعات کی کمی نہیں تھی۔

خلیفۃ المسلمین ولید بن عبدالملک کے دور میں طارق بن زیاد رحمہ اللہ جب اندلس کو فتح کرنے سات ہزار کی مختصر فوج لے کر چار بڑی بڑی کشتیوں میں سوار اندلس کے ساحلی علاقہ ''جبل الطارق'' پر اترتا ہے تو باوجود مختصر سی فوج کے اس ساحلی پٹی کو بغیر کسی مزاحمت کے فتح کرتا چلا جاتا ہے، اس وقت اندلس پر جس بادشاہ کی حکومت تھی وہ عیسائی تھا اور عربی تاریخوں میں اس کا نام ''لزریق'' لکھا ہے اور انگریزی تواریخ اس کو ''راڈرک'' کے نام سے یاد کرتی ہیں، جب بادشاہ نے یہ دیکھا تو اپنے سپہ سالار تدمیر کے ساتھ تیس ہزار کی فوج کو تمام ساز وسامان اور ہتھیاروں سے آراستہ کر کے میدان میں بھیجا اور دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوتا رہا اور پے در پے کئی لڑائیاں ہوئیں، اور ہر موقعہ پر تدمیر اور اس کی فوج کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور ان ہزیمتوں نے ان کے حوصلے پست کر دیئے، آخر کار تنگ آ کر تدمیر نے اپنے بادشاہ راڈرک کو لکھا کہ یہ قوم جس سے ہمیں سابقہ پڑا ہے وہ معلوم نہیں کہاں سے آئی ہے، آسمان سے نازل ہوئی ہے یا زمین سے ابلی ہے۔ لہٰذا اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آپ خود اس کی سرکوبی کے لیے آئیں۔

بادشاہ راڈرک نے ستّر ہزار کی فوج کے ساتھ اس طرف رخ کیا، اور پہلی فوج کے ساتھ مل کر اس کی تعداد تقریباً ایک لاکھ ہوگئی، جو تمام ہتھیارات سے لیس تھی، اور دوسری طرف مسلمانوں کی فوج ہے جو نہ پورے طور پر ہتھیارات سے لیس ہے اور نہ تعداد میں ان سے کوئی نسبت رکھتی ہے، طارق بن زیاد رحمہ اللہ کے ساتھ سات ہزار افراد آئے تھے، پھر خلیفہ کی طرف سے اور پانچ ہزار کی فوج آ کر ان سے مل گئی، اس طرح کل بارہ ہزار کی فوج ہوئی، اور دونوں فوجیں وادی لکّہ کے مقام پر اتریں اور پھر

مقابلہ ہوا اور مسلسل آٹھ دن یہ جنگ چلتی رہی اور بالآخر فتح وکامیابی مسلمانوں کے حصہ میں آئی اور عیسائی فوج رسوا و پسپا ہوئی اور خود راڈرک بھی قتل ہو گیا۔ ❶

غور کرنا چاہیے کہ یہ کون سی طاقت تھی جس نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا اور ان کو سربلندی اور عزت عطا کی؟ یہ صرف ایمانی قوت وطاقت تھی، اللہ تعالیٰ پر اعتماد وتوکل کی برکت تھی اور تعلق مع اللہ کی کرشمہ سازی تھی۔

اصحابِ صفہ کی متوکلانہ زندگی اور معجزہ کا ظہور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ: قسم ہے اس پروردگار کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! ایسا وقت بھی مجھ پر گزرا ہے کہ بھوک کی وجہ سے اپنا پیٹ میں زمین پر لگا دیتا تھا اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ بھوک کی شدت سے کوئی پتھر پیٹ پر باندھ لیتا تھا۔ اور روز میں راستہ کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میرے چہرے کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری حالت کا اندازہ فرمالیا، پھر ارشاد فرمایا کہ: اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: آؤ میرے ساتھ چلو، یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلنے لگے اور میں بھی آپ کے پیچھے چل دیا، گھر پر پہنچ کر اندر آنے کی اجازت لے کر مجھے بھی اندر بلالیا، چنانچہ جب میں اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک دودھ کا پیالہ بھرا ہوا رکھا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ تو گھر والوں نے بتلایا کہ حضور! فلاں شخص یا فلاں عورت نے آپ کے لئے تحفہ بھیجا ہے، یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ابو ہریرہ! میں

❶ الکامل فی التاریخ: سنة اثنتین وتسعین، ذکر فتح الأندلس، ج ۴ ص ۳۴، ۳۵

نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ تو ارشاد فرمایا کہ: جاؤ! اہلِ صفہ کو بلالاؤ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اہلِ صفہ مسلمانوں کے مہمان تھے، نہ ان کا کوئی گھر تھا نہ در، نہ مال نہ زر، نہ کوئی دوست، نہ آشنا جس کے گھر جا کر وہ رہتے۔ چنانچہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ کی کوئی چیز آتی تو ان کے پاس بھیج دیا کرتے تھے اور خود اس میں سے کچھ نہیں کھاتے تھے اور اگر تحفہ کے طور پر کوئی چیز آتی تو ان کو بھی بلا لیتے اور خود بھی تناول فرماتے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت اصحاب صفہ کو بلوانا مجھ پر بڑا شاق گزرا اور میں نے سوچا کہ آخر یہ دودھ ہے کتنا سا جو اصحاب صفہ کو کافی ہوگا؟ اس کا تو میں ہی زیادہ حقدار تھا کہ اس میں سے کچھ پی لیتا تو مجھ میں کچھ قوت محسوس ہونے لگتی۔ اگر اصحاب صفہ آ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ ہی کو حکم دیا کہ ان کو دودھ پلاؤ جب وہ پینا شروع کریں گے تو اس کی توقع نہیں کہ آخر میں مجھے بھی کچھ مل سکے، مگر کرتا تو کیا کرتا، آخر اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے بغیر بھی تو کوئی چارہ نہیں، چنانچہ میں اصحاب صفہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو بلالایا، پس جب حاضر ہو کر انہوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی اور وہ سب کے سب مکان میں داخل ہو کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ابوہریرہ! میں نے عرض کیا: جی حضور! تو فرمایا: دودھ کا پیالہ لے کر ان کو پلانا شروع کردو، تو میں نے پیالہ لے کر ان میں سے ایک ایک شخص کو دینا شروع کیا جب وہ سیر ہو کر دودھ پی لیتا اور پیالہ مجھے کو واپس کرتا تو میں دوسرے کو دے دیتا تھا، پس وہ بھی خوب سیر ہو کر دودھ پی لیتا اور پیالہ مجھ کو واپس کردیتا، حتی کہ آخر میں وہ پیالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا، جبکہ اصحاب صفہ سب کے سب سیر ہو چکے تھے، تو حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے پیالہ اپنے دست مبارک میں لے کر میری طرف نظر اٹھا کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمانے لگے: ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا: جی اللہ کے رسول! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب تو بس میں اور تم ہی باقی رہ گئے۔ میں نے عرض کیا: حضور! بالکل درست ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اچھا! اب بیٹھ کر دودھ پی لو۔ چنانچہ (اب کچھ میرے دم میں دم آیا) اور میں نے دودھ پینا شروع کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور پیو، میں نے اور پیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر یہی فرماتے رہے کہ اور پیو، حتی کہ میں نے عرض کیا کہ نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے! اب تو میرے پیٹ میں بالکل گنجائش نہیں رہی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھا! تو اب پیالہ مجھے دے دو۔ میں نے پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا شکر ادا کیا اور بسم اللہ پڑھ کر وہ بچا ہوا دودھ پی لیا۔ ❶

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے سر کی من جانب اللہ حفاظت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ افراد پر مشتمل مرثد بن ابی مرثد کی امارت میں ایک دستہ بھیجا تھا، ان میں عاصم بن ثابت اور خالد بن البکیر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ جب یہ لوگ مقام رجیع پر پہنچے تو قبیلہ ہذیل نے ان کو اپنی امان کی پیشکش کی، حضرت مرثد اور عاصم رضی اللہ عنہما نے تو کہا ہم کبھی بھی کسی مشرک کی پناہ یا وعدہ پر یقین نہیں کریں گے۔ آخر انہوں نے ان کو شہید کر ڈالا۔ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد ہذیل کا ارادہ تھا کہ ان کے سر کو ہم سلافہ بنت سعد کے ہاتھوں فروخت کر دیں، اس

❶ صحیح البخاری: کتاب الرقاق، بَابُ كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ......الخ، رقم الحدیث: ٦٤٥٢

نے نذر مانی تھی کہ اگر وہ عاصم کے سر کو پالے تو اس کی کھوپڑی میں شراب پیئے گی۔ کیوں کہ جنگ احد کے موقع پر عاصم کے ہاتھوں اس کے دو بیٹے قتل ہوئے تھے۔

چنانچہ جب قبیلہ ہذیل کے مشرکین نے ان کے سر کو کاٹنا چاہا تو شہد کی مکھیوں نے ان کے سر کو ڈھانک لیا، مشرکین نے کہا چلو شام کو جب یہ مکھیاں ان سے چھٹ جائیں گی ہم ان کا سر کاٹ لیں گے، لیکن پھر زوردار بارش ہوئی اور بارش کا پانی حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے سر کو بہا لے گیا۔

درحقیقت حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ نہ کسی مشرک کو چھوئیں گے اور نہ کسی مشرک کو اپنا جسم چھونے دیں گے کیوں کہ مشرک ناپاک ہیں۔

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں اللہ سے کیے ہوئے عہد کا پاس رکھا تو اللہ تعالیٰ نے بعد الوفات ان کی حفاظت فرمائی۔ (1)

حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ کا پختہ اعتقاد اور جنگل کے درندوں سے خطاب

حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے افریقہ کے ایک جنگل میں شہر بسانا چاہا، تاکہ وہاں مسلمانوں کا لشکر قیام کر سکے، چنانچہ اس کے لیے جس جگہ کا انتخاب کیا گیا وہاں ہزاروں قسم کے جانور اور خون خوار درندے بسے ہوئے تھے، حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے اللہ سے دعا کی، پھر جنگل میں کھڑے ہوکر درندوں سے خطاب فرمایا کہ:

أَيَّتُهَا الْحَيَّاتُ وَالسِّبَاعُ إِنَّا أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ارْحَلُوا عَنَّا فَإِنَّا نَازِلُونَ وَمَنْ وَجَدْنَاهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قَتَلْنَاهُ. فَنَظَرَ النَّاسُ

(1) حلية الأولياء، ترجمة: عاصم بن ثابت، ج ۱ ص ۱۱۰ /أسدالغابة:ترجمة:عاصم بن ثابت، ج۳ص۱۰۷

ذٰلِکَ الْیَوْمَ إِلَی الدَّوَابِّ تَحْمِلُ أَوْلَادَھَا وَتَنْتَقِلُ، فَرَآہُ قَبِیلٌ کَثِیرٌ مِنَ الْبَرْبَرِ فَأَسْلَمُوْا.❶

ترجمہ: اے جنگل کے سانپو اور درندو! ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں اور یہاں رہنا چاہتے ہیں، لہٰذا تم یہاں سے کسی اور جنگل میں چلے جاؤ، اس کے بعد جو بھی ہم کو یہاں ملے گا ہم اس کو قتل کردیں گے۔ یہ سن کر جنگل کے جانور اور درندے اپنے اپنے بچوں کو لے کر جنگل سے نکلنے لگے اور دوسری جگہ منتقل ہوگئے، مسلمانوں کی اس ایمانی قوت کے حیرت انگیز کرشمہ نے لوگوں کو متحیر کردیا اور بربر قوم کے بہت سے قبائل نے اس دن ایمان قبول کیا۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے توکل ویقین کے سبب شیر کا نصرت کرنا

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ روم کی سرزمین کے قریب لشکر سے پیچھے رہ گئے تو آپ کو قید کرلیا گیا، پھر آپ فرار ہوکر لشکر کو تلاش کرتے ہوئے واپس آرہے تھے کہ راستے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شیر کھڑا ہے، حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے شیر کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

یَا أَبَا الْحَارِثِ، إِنِّیْ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، کَانَ مِنْ أَمْرِیْ کَیْتَ وَکَیْتَ فَأَقْبَلَ الْأَسَدُ یُبَصْبِصُہُ، حَتّٰی قَامَ إِلٰی جَنْبِہِ کُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا أَھْوٰی إِلَیْہِ ثُمَّ أَقْبَلَ یَمْشِیْ إِلٰی جَنْبِہِ، فَلَمْ یَزَلْ کَذٰلِکَ حَتّٰی بَلَغَ الْجَیْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْأَسَدُ.❷

❶ الكامل في التاريخ: ثم دخلت سنة خمسين، ج۳ ص ٦۳

❷ دلائل النبوة للبيهقي: أبواب دلائل النبوة، باب ماجاء فی تسخير الله عزوجل الأسدلسفينة مورسول الله صلى الله عليه وسلم ......الخ، ج٦ ص ٤٦

ترجمہ: اے ابوالحارث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں، میرے ساتھ یہ یہ معاملہ ہوگیا ہے۔ اتنے میں شیر دم ہلاتے ہوئے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی بغل میں کھڑا ہوگیا اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جب کسی قسم کی آواز سنتے تو شیر کو کے پہلو میں ہوجاتے، چنانچہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ شیر کے ساتھ چلتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے لشکر کو پالیا ہے، اس کے بعد شیر لوٹ گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا شیر کو راستے سے ہٹانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ کسی سفر میں تشریف لے جا رہے تھے تو ان کا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جو ایک جگہ پر ٹھہری ہوئی تھی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے ان کی خیریت دریافت کی، آپ نے فرمایا کیا تمہارے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے، انھوں نے جواب دیا کہ یہاں راستے میں ایک شیر ہے جس نے لوگوں کو خوف ودہشت میں مبتلا کر رکھا ہے، یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سواری سے اترے اور شیر کے قریب جا کر اس کا کان پکڑ کر اسے راستے سے ہٹا دیا۔ ❶

اللہ تعالیٰ کے سپرد کی گئی امانت کی حفاظت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا، اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا، دونوں کے درمیان اس قدر مشابہت تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حیران ہوگئے، فرمایا: میں نے باپ بیٹے میں اس طرح کی مشابہت نہیں دیکھی، آنے والے شخص نے کہا امیر المؤمنین! میرے اس بیٹے کی پیدائش کا بڑا عجیب قصہ ہے، اس کی پیدائش سے

❶ تاریخ مدینة دمشق: ج ۱۳ص ۱۷۱ /سیر أعلام النبلاء: ج۳ص ۲۲۲ / حیاة الحیوان للدمیری: ج ۱ص ۱۱

پہلے جب میری بیوی امید سے تھی تو مجھے ایک جہادی معرکہ میں جانا پڑا، بیوی بولی، آپ مجھے اس حالت میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ میں نے کہا ''أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ مَا فِي بَطْنِكِ'' (آپ کے پیٹ میں جو کچھ ہے، میں اسے اللہ کے پاس امانت رکھ کر جا رہا ہوں) یہ کہہ کر میں جہادی مہم میں نکل پڑا، ایک عرصہ کے بعد واپس ہوا تو یہ دردناک خبر ملی کہ میری بیوی انتقال کر چکی ہے اور جنت البقیع میں دفن کی گئی ہے، میں اس کی قبر پر گیا، دعا کی اور آنسوؤں سے دل کا غم ہلکا کیا، رات کو مجھے اس کی قبر سے آگ کی روشنی بلند ہوتی ہوئی محسوس ہوئی، میں نے رشتے داروں سے معلوم کیا تو انھوں نے کہا رات کو اس قبر سے آگ کے شعلے بلند ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ میری بیوی ایک پاک باز اور بڑی نیک خاتون تھی، میں اسی وقت اس کی قبر پر گیا تو وہاں یہ حیرت انگیز منظر دیکھا:

فَإِذَا الْقَبْرُ مُنْفَرِجٌ، وَهِيَ جَالِسَةٌ، وَهَذَا يَدِبُّ حَوْلَهَا، وَنَادَى مُنَادٍ أَلَا أَيُّهَا الْمُسْتَوْدِعُ رَبَّهُ وَدِيعَتَهُ خُذْ وَدِيعَتَكَ، أَمَا وَاللّٰهِ لَوِ اسْتَوْدَعْتَ أُمَّهُ لَوَجَدْتَهَا، فَأَخَذْتُهُ وَعَادَ الْقَبْرُ كَمَا كَانَ فَهُوَ وَاللّٰهِ هَذَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. ❶

ترجمہ: پس اچانک قبر کھلی ہوئی ہے، میری بیوی اس میں بیٹھی ہے، بچہ اس کے پاس ہے اور یہ آواز سنائی دے رہی ہے، اے اپنی امانت کو اللہ کے سپرد کرنے والے! اپنی امانت لے لے، اگر تم اس بچے کی ماں کو بھی اللہ کے سپرد کر کے جاتے تو واللہ! آج اسے بھی پاتے، میں نے قبر سے بچہ اُٹھایا اور قبر اپنی اصلی حالت پر آ گئی، امیر المؤمنین! یہ وہی بچہ ہے۔

❶ الدعاء للطبرانی: باب مایقول المسافر لمخلفیه عندالوداع، ص ۲۶۰، الرقم: ۸۲۴

میں نے توکل جیسا کوئی عمل نہیں دیکھا

حضرت سید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما میں ملاقات ہوئی اور دونوں میں یہ عہد ہوا کہ جو پہلے مر جائے اپنی حالت کی اطلاع دے۔ دونوں نے یہ بھی کہا کہ زندوں اور مردوں کی روحوں کی ملاقات ہوتی ہے اور نیک لوگوں کی روحیں جنت میں ہیں؟ جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی ہیں۔ آخر ان میں سے ایک فوت ہوگیا اور دوسرے سے خواب میں مل کر کہا:

تَوَكَّلْ وَأَبْشِرْ، فَلَمْ أَرَ مِثْلَ التَّوَكُّلِ قَطُّ. ❶

ترجمہ: توکل پر قائم رہو اور خوش ہو جاؤ، میں نے توکل جیسا کوئی عمل نہیں دیکھا۔

توکل و یقین کے سبب غیبی رزق کا انتظام

حضرت ابوموسیٰ، حضرت ابو مالک اور حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہم نے اپنے قبیلہ اشعر کی جماعت کے ہمراہ ہجرت کی تو اتفاقاً ان کے پاس زادِ راہ ختم ہوگیا، تو انہوں نے اپنے آدمیوں میں سے ایک قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ حضور سے زادِ راہ طلب کرے، مگر جب وہ قاصد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت تلاوت فرماتے ہوئے سنا:

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا﴾ (هود: ٦)

ترجمہ: زمین کے ہر جاندار کا رزق اللہ ہی کے ذمہ ہے۔

یہ سن کر قاصد نے اپنے دل میں فیصلہ کیا کہ بس تو قبیلہ اشعر کے لوگوں کا رزق اور روزی بھی اللہ ہی کے ذمہ ہے اور اپنے اس فیصلے کے بعد وہ قاصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم

❶ البعث والنشور للبيهقي: بَابُ مَا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْجَنَّةَ......الخ، ص ۱۵۴، رقم الحديث: ۲۰۸

کی خدمت میں حاضر ہوئے بغیر ہی واپس چلا آیا اور آ کر قبیلہ والوں سے کہا کہ تم کو خوشخبری ہو کہ تمہارے پاس فریادرس آیا ہے، یہ سن کر قبیلے والوں نے خیال کیا کہ اس قاصد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمارا پیغام پہنچا دیا ہے، ابھی وہ لوگ اسی گفت و شنید میں لگے ہوئے تھے کہ دیکھا تو دو آدمی ان کے پاس جن کے ہاتھ میں روٹی اور گوشت بھرا ہوا ایک برتن تھا جس کو قبیلہ اشعر کے ان سب لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور پھر آپس میں کہنے لگے کہ باقی کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس کر دیا جائے۔ چنانچہ ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے جو کھانا ہمارے پاس بھیجا تھا، اس سے بہتر اور پاکیزہ کھانا ہم نے آج تک نہیں دیکھا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تو تمہارے پاس کچھ نہیں بھیجا! تو ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا قاصد بھیجنے کا واقعہ بیان کیا، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصد سے اس کا حال معلوم کیا، جب اس نے اپنی سرگزشت سنائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایسی روزی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس بھیجا اور تم لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا اور آسودہ ہو گئے۔ ❶

اسلافِ امت کے توکل ویقین کے ایمان افروز واقعات

ہم چاند ستاروں پر نہیں خالق پر توکل کرتے ہیں

ابن عبدالحکم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ مدینہ منورہ سے سفر کے لیے نکلنے لگے، جبکہ چاند ان دنوں ''برج عقرب'' میں تھا۔ میں نے اس سے بدشگونی لیتے ہوئے ان کی اس وقت

❶ تفسیر القرطبی: سورہ ھود: آیت نمبر ۶ کے تحت، ج۹ ص ۷/ الدر المنثور فی التفسیر المأثور: ج ۴ ص ۴۰۲

روانگی کو ناگوار سمجھا اور ان سے کہا کہ آج رات چاند کیسی خوبصورتی سے چمک رہا ہے۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے چاند کی طرف دیکھا تو (میرا مقصد بھانپ گئے) فرمایا: اس سے تمہاری مراد یہ ہے کہ چاند ''عقرب'' میں ہے اور مجھے اس وقت سفر کے لیے نہیں نکلنا چاہیے؟ تو سنو! ہم نا تو سورج کے بھروسے پر نکلتے ہیں اور نا ہی چاند کے بھروسے پر بلکہ ہم تو اللہ وحدہ لاشریک جو قادر مطلق ہے اُس پر بھروسہ کر کے سفر کرتے ہیں۔ ❶

توکل کرنے والوں کے لئے مسافت کی دوری کے باوجود رزق کا انتظام

ابو یعقوب الاقطع بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حرم شریف میں دس دن تک بھوکا رہا، مسلسل بھوکا رہنے کی وجہ سے مجھے ضعف لاحق ہو گیا، اس وقت دل میں خیال آیا کہ مجھے باہر نکلنا چاہیے، چنانچہ میں جنگل کی طرف یہ سوچ کر نکلا کہ شاید کوئی ایسی چیز مل جائے جس سے یہ کمزوری رفع ہو سکے، میں نے جنگل کے اندر زمین پر ایک شلجم پڑا ہوا دیکھا، میں نے اسے اٹھا لیا لیکن دل میں عجیب سی وحشت پیدا ہوئی اور ایسا لگا کہ جیسے کوئی شخص یہ کہہ رہا ہو کہ تو دس روز تک بھوکا رہا اور اب اس بھوک کا خاتمہ ایک سڑے ہوئے شلجم سے کرنا چاہتا ہے، میں نے وہ شلجم وہیں ڈالا اور حرم شریف میں آ کر بیٹھ گیا، ابھی اس واقعہ کو تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک شخص نظر آیا جس کے ہاتھوں میں کھانے سے بھرا ہوا دسترخوان تھا، وہ میرے قریب آ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ یہ تمہارے لیے ہے، میں نے اس سے پوچھا کہ آخر تم نے میری تخصیص کیوں کی ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ ہم دس روز سے سمندر میں سفر کر رہے تھے، اچانک طوفان آیا، قریب تھا کہ ہماری بستی غرق ہو جاتی، اس وقت میں نے یہ عہد کیا

❶ مفتاح دار السعادۃ: فصل وأما ماذکرہ فی أمر الطالع عن الفرس......الخ، ج ۲ ص ۲۳۵

تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس طوفان سے محفوظ رکھا تو میں یہ چیزیں حرم شریف کے مجاورین میں سے اس شخص کو دوں گا جو مجھے سب سے پہلے نظر آئے گا، چنانچہ میری نگاہ سب سے پہلے تم پر پڑی، ابو یعقوب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ یہ خوان ہٹاؤ، اس نے خوان ہٹا دیا، اس میں مصری حلوہ، چھلے ہوئے بادام اور برفی کے ٹکڑے تھے، میں نے تینوں چیزوں میں سے ایک ایک مٹھی لے لی اور باقی چیز میں اسے واپس کردیں اور اس سے کہا کہ وہ یہ چیزیں اپنے ساتھیوں میں تقسیم کردے، میں نے تمہارا صدقہ قبول کرلیا ہے، اس کے جانے کے بعد میں نے دل میں سوچا کہ تیرا رزق اتنی منزل کی دوری سے تیرے پاس آرہا تھا اور تو جنگل میں اسے تلاش کررہا تھا۔ (۱)

حضرت بنان حمال رحمہ اللہ کا توکل اور اس کا ثمرہ

حضرت بنان الحمال رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مصر سے عازم مکہ تھا اور اپنے ساتھ زادِ راہ لے کر سفر کررہا تھا، ایک روز ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اے بنان! تو حمال (بوجھ اٹھانے والا) ہے، اپنی پیٹھ پر زادِ راہ لے کر چل رہا ہے اور یہ گمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے رزق نہ دے گا۔ بنان کہتے ہیں کہ میں نے اپنا زادِ راہ پھینک دیا، پھر مجھ پر تین دن ایسے گزرے کہ میں نے کچھ نہیں کھایا، تین دن کے بعد میری نگاہ ایک پازیب پر پڑی، دل میں خیال آیا کہ مجھے یہ پازیب اٹھا لینی چاہیے، ہوسکتا ہے کہ اس پازیب کا مالک مل جائے اور میں کچھ لے کر اسے یہ پازیپ دے دوں، ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ وہی عورت پھر آئی اور کہنے لگی کہ کیا تو تاجر ہے جو یہ کہتا ہے کہ شاید اس پازیب کا مالک مل جائے اور تو کچھ رقم کے عوض یہ پازیب اسے دے دے، اس کے بعد اس عورت نے کچھ درہم میری طرف پھینکے اور کہنے لگی کہ انہیں خرچ کر،

(۱) الرسالة القشيرية: باب الصمت، ص ٣٠٦

میں نے وہ درہم لے لیے اور مکہ مکرمہ پہنچنے تک خرچ کرتا رہا۔ ❶

ایک مرتبہ بنان کو خدمت کے لیے ایک باندی کی ضرورت پیش آئی، انہوں نے اپنے دوستوں سے ذکر کیا، سب نے مل کر چندہ کیا اور کہنے لگے کہ قافلہ آنے والا ہے، ان کی باندیوں میں سے جو باندی مناسب ہو وہ لے لیں گے۔ جب قافلہ آیا تو وہ سب باندی کی تلاش میں نکلے اور ایک باندی پر سب متفق ہو گئے، انہوں نے اس باندی کے مالک سے قیمت دریافت کی، مالک نے کہا یہ باندی فروخت کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ بنان الحمال کے لیے ہے، سمرقند کی ایک خاتون نے یہ باندی انہیں ہدیے میں بھیجی ہے، چنانچہ وہ باندی لے کر بنان الحمال کے پاس پہنچے اور ان سے پورا واقعہ بیان کیا۔

حضرت ابوسعید الخرار رحمہ اللہ کا توکل اور غیبی نصرت

حضرت ابوسعید الخرار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں زادِ راہ لیے بغیر جنگل میں سفر کر رہا تھا، اسی دوران مجھے فاقے سے دوچار ہونا پڑا، ایک روز مجھے دور سے منزل نظر آئی، اسے دیکھ کر بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ اس کے بعد دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں نے غیر پر بھروسا کیا اور اس کے ملنے پر خوش ہوا، چنانچہ میں نے قسم کھائی کہ میں اس منزل میں داخل نہیں ہوں گا، یہاں تک کہ اگر کوئی آ کر مجھے لے جائے، میں نے اپنے لیے ریت میں ایک گڑھا کھودا اور اپنا جسم سینے تک اس میں چھپا لیا، میں نے آدھی رات گزرنے پر ایک بلند آواز سنی، کوئی شخص گاؤں والوں سے کہہ رہا تھا: اے لوگو! اللہ کے ایک دوست نے اپنے آپ کو ریت میں محبوس کر لیا ہے، اس سے ملو، چنانچہ کچھ لوگ آئے اور مجھے نکال کر گاؤں میں لے گئے۔ ❷

❶ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ١، ص ٣٠٧

❷ إحياء علوم الدين: كتاب التوحيد والتوكل، ج ۴ ص ٢٧١

حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ کے توکل کے سبب ریچھ کا پانی لانا

حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے عجائبات وکرامت سے پہلے پہل یہ دیکھا کہ میں ایک تنہائی کے مقام میں گیا، میری عادت ہرنماز کے لئے تازہ وضو کرنے کی تھی۔لڑکپن سے مجھے پانی نہ ملنے کی وجہ سے غم اوررنج ہوا، ناگاہ ایک ریچھ پر نظر پڑی جو دو پاؤں سے چل رہا تھا، اس کے ہاتھوں میں ایک پانی سے بھرا ہوا سبز گھڑا تھا، دور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آدمی ہے، میرے قریب آکر اس نے گھڑا سامنے رکھ دیا اور سلام کیا، میرے جی میں ایک علمی اعتراض پیدا ہوا اور میں نے پوچھا کہ یہ پانی اور گھڑا کہاں سے آیا؟ اس نے کہا: اے سہل! ہم لوگ وحشی (جنگلی جانور) ہیں، اہل اللہ میں سے جو اللہ کی محبت اور توکل پر پختہ اعتقاد ویقین رکھتے ہیں ہم اُن کی مدد کرتے ہیں، آج ہم آپس میں کچھ تذکرہ کررہے تھے کہ اچانک آواز آئی کہ سہل تجدید وضو کے لئے پانی تلاش کررہے ہیں، میں نے یہ گھڑا ہاتھ میں لیا، تو میرے پہلو میں دو فرشتے تھے، میں ان کے قریب گیا، انہوں نے ہوا پر سے اس گھڑے میں پانی ڈالا، مجھے پانی کے گرنے کی آواز بھی آئی، سہل فرماتے ہیں کہ یہ سن کر مجھے غشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ گھڑا میرے سامنے پڑا ہے اور ریچھ کا پتہ نہیں، مجھے افسوس ہوا کہ میں نے اس سے اور کچھ بات نہ کی اور میں نے اس پانی سے وضو کیا۔❶

حضرت رابعہ بصریہ کے توکل ویقین کے سبب مردہ خچر زندہ ہوگیا

حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ نے ایک بار حج کا ارادہ کیا، جنگل کا رخ کیا، ایک خچر پر سامانِ سفر لادا، جب جنگل کے درمیان پہنچیں خچر مرگیا۔قافلہ والوں نے کہا آپ کا

❶ روض الرياحين :الحكاية الثامنة والتسعون بعد المئة ،ص: ١٩٦

سامان ہم اٹھا لیتے ہیں، آپ نے فرمایا: تم اپنا راستہ لو، میں تمہارے بھروسے پر نہیں آئی۔ قافلے والے چلے گئے اور آپ جنگل میں تنہا رہ گئیں۔ اللہ تعالی کی خدمت میں آپ نے مناجات شروع کی، الٰہی غریب مسکین عورت کے ساتھ بادشاہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ تو نے اپنے گھر آنے کی دعوت دی اور میرے خچر کو راستے میں مار دیا اور مجھے یہاں جنگل میں تنہا چھوڑ دیا۔ ابھی مناجات پوری نہیں ہوئی تھی کہ خچر اُٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے اپنا سامانِ سفر اس پر لادا اور مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ راوی کہتا ہے کہ پھر اسی خچر کو دیکھا کہ فروخت کیا جارہا تھا۔ ❶

حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کی سادہ زندگی اور توکل علی اللہ

ایک دفعہ حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کے پاس گئے، دیکھا کہ ایک ٹوٹا پھوٹا پیالہ رکھا تھا، جس سے آپ وضو کیا کرتیں۔ ایک پرانی چٹائی تھی، اور ایک اینٹ جس پر تکیہ لگایا کرتی تھیں۔ مجھے یہ دیکھ کر رونا آ گیا اور کہا کہ اے رابعہ! میرے بعض دولت مند دوست ہیں اگر تو چاہے تو ان سے تیرے لئے کچھ مانگوں، آپ نے فرمایا کہ اے مالک! تو نے سخت غلطی کی، کیا میرا اور ان کا روزی رساں ایک نہیں ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کیا کبھی فقیروں کو اس نے فراموش کیا ہے محض اس وجہ سے کہ وہ مفلس ہیں اور امیروں کو ان کی دولت کے باعث عطا کیا، میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا کہ جب وہ حال جانتا ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ اُسے یاد کرایا جائے۔ اگر اس کی خواہش یہی ہے تو میری خواہش بھی یہی ہے۔ ❷

ایک متوکل اور دنیا سے بے رغبت عابدہ خاتون

ابو بلال اسود رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں حج کے ارادہ سے نکلا، راستے میں ایک عورت ملی

❶ تذکرۃ الاولیاء: حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کے حالات ومناقب، ص ۵۷

❷ تذکرۃ الاولیاء: حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کے حالات ومناقب، ص ۶۹

جس کے پاس نہ زادِراہ تھا اور نہ ہی کوئی برتن، میں نے سوال کیا کہ آپ کہاں سے آئی ہیں، جواب دیا کہ بلخ سے، میں نے کہا آپ کے پاس نہ زادِراہ ہے اور نہ توشہ، اس نے کہا کہ میرے ساتھ بلخ سے نکلتے ہوئے دس درہم تھے ابھی تک کچھ باقی ہیں، میں نے کہا جب یہ ختم ہو جائیں گے پھر کیا کروگی؟ جواب دیا یہ جبہ (قمیص) ہے اس کو بیچ کر اس کی قیمت خرچ کروں گی، میں نے کہا جب یہ ختم ہو گئے، کہنے لگی دوپٹہ بیچ کر خرچ کروں گی، میں نے کہا کہ جب یہ ختم ہو گئے پھر کیا کروگی، مجھے کہنے لگی:

يَابَطَّالُ أَسْأَلُهُ فَيُعْطِيْنِيْ قُلْتُ: أَلَّاسَأَلْتَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ؟ قَالَتْ: وَيْحَكَ إِنِّيْ أَسْتَحِيْ أَنْ أَسْأَلَهُ شَيْئًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَعِيَ فَضْلٌ مِنْ عَرْضِهَا. ❶

ترجمہ: اے بزدل! اللہ سے سوال کروں گی پس وہ مجھے عطا کرے گا، میں نے کہا پہلے سوال کیوں نہیں کروگی، جواب دیا مجھے حیاء آتی ہے کہ میرے پاس دنیا کی کوئی چیز زائد اَز ضرورت ہو اور میں اس سے سوال کروں۔

افضل عمل توکل اور قصر امل ہے

صالح برادر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زرارہ بن اوفی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ سے کیا پوچھا گیا اور آپ نے کیا جواب دیا؟ آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا، اپنے جود وکرم سے مجھ پر مہربانی فرمائی۔ میں نے پوچھا اور ابوالعلاء بن یزید مطرف کے بھائی کے ساتھ؟ فرمایا، وہ تو بلند درجوں میں ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کے نزدیک کون سے عمل افضل ہے؟ فرمایا:

❶ صفة الصفوة: ذكر المصطفين من أهل بلخ، ترجمة: عابدة بلخية رحمها الله، ج ٢ ص ٣٤٣

التَّوَكُّلُ وَقِصَرُ الْأَمَلِ. ❶

ترجمہ: توکل اور قصر امل۔

توکل ویقین اور خیر خواہی جیسا کوئی عمل نہیں

ابوعبداللہ ہجری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا، وہ کہہ رہے تھے:

الدُّنْيَا غُرُورٌ وَالْآخِرَةُ لِلْعَامِلِينَ سُرُورٌ، لَمْ نَرَ مِثْلَ الْيَقِينِ وَالنُّصْحِ لِلَّهِ وَلِلْمُسْلِمِينَ، لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَاعْمَلْ عَمَلَ مَنْ يَعْلَمُ أَنَّهُ مَقَصِّرٌ. ❷

ترجمہ: دنیا دھوکہ کی جگہ ہے اور آخرت عمل کرنے والوں کے لئے سرور کی جگہ ہے۔ یقین محکم اور مسلمانوں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیر خواہی کے برابر کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ تو معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ جان اور تو عمل اس طرح کر جیسے ایک قصوروار شخص کرتا ہے کہ ہر وقت ڈرتا رہتا ہے۔

ایک متوکلہ خاتون کی غیبی نصرت ومدد

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں ایک قافلہ کے ساتھ جا رہا تھا، راستہ میں میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ قافلہ سے آگے جا رہی ہے، میں نے خیال کیا کہ یہ ضعیفہ اس لئے قافلہ سے آگے چل رہی ہے کہ کہیں قافلہ کا ساتھ نہ چھوٹ جائے، میرے پاس چند درہم تھے وہ میں جیب سے نکال کر اس کو دینے لگا، اور اس سے میں نے کہا جب قافلہ منزل پر ٹھہرے تو مجھے تلاش کر کے مل لینا، میں قافلہ والوں سے کچھ چندہ جمع کر کے تجھ

❶ المنامات لابن أبی الدنیا: ص ۳۰، الرقم: ۲۸ / کتاب الروح: المسألة الثالثة، ص ۲۲

❷ المنامات لابن أبی الدنیا: ص ۹۶، الرقم: ۱۸۹

کو دیدوں گا، اس سے سواری کرایہ پر کر لینا، اس نے اپنا ہاتھ اوپر کو کیا اور مٹھی میں کوئی چیز لی تو وہ درہم تھے، وہ اس نے مجھے دیدیئے اور یہ کہا کہ تو نے جیب سے لئے ہم نے غیب سے لئے۔ اس کے بعد میں نے اس عورت کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے چند اشعار پڑھ رہی ہے جن کا ترجمہ یہ ہے:

اے دلوں کے محبوب! میرے لئے تیرے سوا کوئی نہیں، آج تو رحم کردے اس پر جو تیری زیارت کو حاضر ہوئی، میرا صبر جاتا رہا اور تیرا اشتیاق بہت بڑھ گیا اور دل کو اس سے انکار ہے کہ وہ تیرے سوا کسی سے بھی محبت کرے، تو ہی میرا سوال ہے، تو ہی میرا مطلوب ہے، تو ہی میری مراد ہے، کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تیری ملاقات کب ہو سکے گی، مجھے جنت سے اس کی نعمتیں مقصود نہیں، مجھے جنت اس لئے مطلوب ہے کہ اس میں تیرا دیدار ہوگا۔ ❶

توکل ویقین کے سبب چھ سو دینار کا انتظام اور نصرانی کا قبولِ اسلام

حذیفہ مرعشی سے جو ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے خدام میں سے ہیں کہا گیا کہ اگر انہوں نے کوئی عجیب واقعہ دیکھا ہو تو بیان کریں، انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ ہم مکہ معظّمہ کے راستے میں چند روز تک بھوکے رہے، اس دوران ہم کوفہ میں پہنچے اور ایک ویران مسجد میں داخل ہوئے، حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: اے حذیفہ! غالبًا مجھے بھوک لگ رہی ہے، میں نے عرض کیا کہ آپ کا خیال صحیح ہے، انہوں نے فرمایا: مجھے کاغذ قلم دو، چنانچہ میں نے دونوں چیزیں پیش کیں، انہوں نے کاغذ پر یہ عبارت تحریر فرمائی "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ أَنْتَ الْمَقْصُوْدُ إِلَیْہِ بِکُلِّ حَالٍ وَالْمُشَارُ إِلَیْہِ بِکُلِّ مَعْنًی" اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت

❶ فضائل حج: ص ۲۲۹/روض الریاحین: الحکایۃ الخامسۃ والسبعون، ص ۱۱۷

رحم والا ہے، تو ہر حال میں مقصود ہے اور ہر بات میں مطلوب ہے۔ ❶

اس کے بعد آپ نے یہ تین شعر لکھے:

أَنَا حَامِدٌ أَنَا شَاكِرٌ أَنَا ذَاكِرٌ   أَنَا جَائِعٌ أَنَا ضَائِعٌ أَنَا عَارِیٌ

هِیَ سِتَّةٌ وَأَنَا الضَّمِیْنُ لِنِصْفِهَا   فَكُنِ الضَّمِیْنَ لِنَصْفِهَا یَابَارِیٌ

مَدْحِیْ لِغَیْرِکَ لَهْبُ نَارٍ خَضْتُهَا   فَأَجِرْ عُبَیْدَکَ مِنْ دُخُوْلِ النَّارِ

ترجمہ: میں تعریف کرنے والا ہوں، شکر کرنے والا ہوں اور ذکر کرنے والا ہوں، میں بھوکا، پیاسا ہوں اور برہنہ ہوں، یہ کل چھ چیزیں ہیں، جن میں سے تین کا میں ضامن ہوں، اے اللہ! باقی تین کا ضامن تو بن جا۔ غیر کے لیے میری تعریف آگ کی لپٹ ہے، اپنے حقیر بندے کو آگ میں جلنے سے بچا۔

اس کے بعد آپ نے یہ تحریر مجھے دی اور فرمایا: اسے لے کر جاؤ اور غیر خدا کے ساتھ اپنے قلب کو قطع وابستہ نہ کرو، باہر نکلنے کے بعد سب سے پہلے جو شخص تمہیں نظر آئے اُسے یہ دے دو، چنانچہ میں مسجد سے باہر نکلا، سب سے پہلے جو شخص مجھے ملا وہ ایک خچر پر سوار تھا، میں نے اسے یہ رقعہ دے دیا، وہ یہ رقعہ دیکھ کر رونے لگا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ جنہوں نے یہ رقعہ لکھا ہے وہ کہاں ہیں، میں نے کہا کہ وہ فلاں مسجد میں ہیں، اس نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں چھ سو دینار تھے، اس کے بعد میری ملاقات ایک اور شخص سے ہوئی جس سے میں نے پوچھا کہ وہ خچر سوار کون تھا، اس نے بتلایا کہ یہ ایک نصرانی تھا، میں تھیلی لے کر حضرت ابراہیم رحمہ اللہ کے پاس آیا اور انہیں پورا واقعہ سنایا، انہوں نے فرمایا کہ یہ تھیلی مت چھونا، جس شخص نے تمہیں تھیلی دی ہے وہ ابھی

❶ تاریخ مدینة دمشق: حرف الألف، ترجمة: ابراهیم بن أدهم، ج٦ ص ٣٢٩، ٣٣٠، رقم الترجمة: ٣٦٥

آنے والا ہے، چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد نصرانی آیا اور اس نے ابراہیم رحمہ اللہ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اسلام لے آیا۔

یہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی کرامت تھی کہ اللہ رب العزت نے اُن کے توکل ویقین کے سبب رزق کا انتظام بھی کردیا، اور کشف کے ذریعے نصرانی کے آنے کا انہیں علم بھی ہوگیا، اور اللہ رب العزت نے اُن کی دعا، توجہات اور صحبت کے ذریعے انہیں ایمان کی توفیق بھی عطا فرمادی۔

حضرت شجاع کرمانی رحمہ اللہ کی متوکلہ بیٹی کا ایمان افروز واقعہ

حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمہ اللہ شاہی خاندان سے تعلق رکھنے کے باوجود بہت ہی عظیم المرتبت بزرگ ہوئے۔ آپ چونکہ شاہی خاندان سے تھے اس لئے شاہِ کرمان نے آپ کی صاحبزادی کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام بھیجا، تو حضرت شجاع کرمانی رحمہ اللہ نے شاہ سے تین دن کی مہلت طلب کی، ادھر تین روز مسلسل مسجد کے اطراف اس نیت سے چکر کاٹتے رہے کہ کوئی اللہ والے درویش کامل مل جائیں تو میں اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کردوں، چنانچہ تیسرے دن ایک بزرگ خلوصِ قلب کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے مل گئے، تو آپ نے ان کے قریب جاکر دریافت کیا کہ کیا آپ نکاح کے خواہشمند ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں تو بہت ہی غریب اور تنگ دست آدمی ہوں، مجھ سے کون اپنی لڑکی کا نکاح کرسکتا ہے؟ یہ سن کر حضرت شجاع کرمانی نے فرمایا کہ میں اپنی لڑکی کو آپ کے نکاح میں دیتا ہوں، چنانچہ باہم رضامندی سے نکاح ہو گیا، اور جب صاحبزادی اپنے شوہر کے گھر پہنچیں تو دیکھا کہ ایک کوزے میں پانی ہے اور سوکھی ہوئی روٹی کا ایک ٹکڑا رکھا ہوا ہے، اور جب شوہر سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ آدھی روٹی اور آدھا پانی کل میں نے کھالیا تھا اور آدھی روٹی آج کے

لئے بچا رکھی تھی، یہ سن کر جب بیوی نے اپنے والدین کے پاس جانے کی خواہش ظاہر کی تو اس درویش شوہر نے کہا کہ میں تو پہلے ہی سے یہ بات سوچ رہا تھا کہ شاہی خاندان کی لڑکی ایک فقیر اور مفلس کے ساتھ کس طرح گزارا کرے گی؟ میرے ساتھ تمہاری نہیں بنے گی، بیوی خاموشی سے یہ سن کر کہنے لگی جنابِ من یہ بات قطعاً نہیں ہے بلکہ میں تو اپنے باپ سے یہ شکایت کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں تیرا نکاح کسی متقی اور متوکل کے ساتھ کر رہا ہوں، مگر اب مجھے آپ کے گھر آنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ میرا نکاح تو ایسے شخص سے کر دیا گیا ہے جو خدا پر قانع نہیں ہے اور دوسرے دن کے لئے کھانا بچا کر رکھتا ہے جو کہ توکل کے قطعی منافی ہے، لہٰذا اب اس گھر میں یا تو میں رہوں گی یا یہ روٹی رہے گی۔ ❶

حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ علیہ کی نیک صالحہ متوکلہ اہلیہ

حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ علیہ ایک مرتبہ کہیں سفر میں جانے لگے، تو اپنی بیوی سے فرمایا کہ میں چار مہینے تک باہر رہوں گا۔ تمہارے واسطے کس قدر خرچ مہیا کر جاؤں؟ انہوں نے جواب دیا کہ جس قدر آپ کو میری زندگی منظور ہے، حضرت نے فرمایا کہ تمہاری زندگی میرے ہاتھ میں تو نہیں۔ بیوی صاحبہ نے جواب دیا تو میری روزی بھی آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ حضرت حاتم جب چلے گئے تو ایک بڑھیا نے حضرت کی بیوی سے پوچھا کہ حاتم آپ کے واسطے کتنی روزی چھوڑ گئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت حاتم تو خود ہی روزی کھانے والے تھے جو کھانے والا تھا وہ چلا گیا۔ جو دینے والا ہے وہ یہیں ہے۔ ❷

❶ تذکرۃ الاولیاء: حالات از حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمہ اللہ، ص۲۶۰، ۲۶۱/روض الریاحین: الحکایة الثانیة والتسعون بعد المئة، ص ۱۹۲، ۱۹۳

❷ تذکرۃ الاولیاء: حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ کے حالات ومناقب، ص۲۲۲

رزق کا تعلق ذہانت سے نہیں تقدیر سے ہے

رزق کی ذمہ داری اللہ رب العزت نے لی ہے، اس کا تعلق ذہانت وفطانت اور عقل کی پختگی سے نہیں ہے بلکہ یہ رب العالمین کی طرف سے تقسیم ہے، وہ اپنے بندوں کے حالات سے خوب واقف ہے جس کو جس حال میں رکھا ہے وہ بہتر ہے، ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

كَـــمْ مِـنْ قَـوِيٍّ قَـوِيٌّ فِـىْ تَقَـلُّبِهِ　　مُهَذَّبُ الرَّأىِ عَنْهُ الرِّزْقُ مُنْحَرِفُ

ترجمہ: کتنے ہی قوی آدمی ہیں جو اپنے کاروبار میں بھی قوی ہیں اور رائے بھی بہت بہتر رکھتے ہیں، لیکن روزی ان سے ہٹی ہوئی ہے۔

وَكَمْ مِنْ ضَعِيْفٍ ضَعِيْفٌ فِىْ تَقَلُّبِهِ　　كَـأَنَّهُ مِـنْ خَلِيْـجِ الْبَحْـرِ يَغْتَرِفُ

ترجمہ: اور کتنے ضعیف آدمی ہیں جو اپنے کاروبار میں بھی ضعیف ہیں لیکن روزی ایسی کماتے ہیں گویا سمندر سے پانی بھر رہے ہیں۔

هَـذَا دَلِيْـلٌ عَـلَى أَنَّ الْإِلٰـهَ لَـهُ　　فِى الْخَلْقِ سِرٌّ خَفِىٌّ لَيْسَ يَنْكَشِفُ

ترجمہ: یہ دلیل ہے اس پر کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بارے میں مخفی بھید ہیں جو ہر کسی پر ظاہر نہیں ہوتے۔ ❶

بچے کی نشوونما اور بچپن میں غیبی رزق کا انتظام

بچہ کے لیے رزق کا انتظام دیکھو ماں کے پیٹ میں رہنے والا بچہ اپنی غذا کا انتظام نہیں کرسکتا اور نہ وہ اس کی فکر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی ناف ماں کی ناف سے مربوط کر کے کچھ ایسا نظام بنا دیا ہے کہ ماں کی غذا کا ایک حصہ بچے کو بھی ملتا ہے۔ پھر جب وہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے تب بھی فکر وتردد کے بغیر

❶ روض الرياحين: الحكاية التاسعة والتسعون، ص ۱۳۱

رزق پاتا ہے، ماں کے دل میں اس کی محبت اس طرح ڈال دی گئی ہے کہ وہ خواہ مخواہ اسکی فکر کرتی ہے اور وہ اس کے لیے مجبور ہے، اس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے محبت کی ایسی آگ روشن کر دی ہے جو بجھ نہیں سکتی، پھر جب بچہ پیدا ہوجاتا ہے تو اس کی غذا ماں کا دودھ ہوتی ہے، جب تک کہ اس کے دانت نہیں نکلتے اور وہ روٹی چبا کر کھانے کا عادی نہیں ہوتا، اس عمر کے لیے دودھ کو اس لیے بھی غذا بنایا گیا کہ وہ اپنے ضعف اور نرمی کے باعث ثقیل غذا کا متحمل نہیں ہوسکتا، بتلاؤ ماں کی چھاتی سے دودھ پیدا کرنے اور حسب ضرورت باہر نکالنے میں بچے کی کسی تدبیر کا دخل ہے یا ماں اس سلسلے میں کوئی تدبیر کرتی ہے؟ پھر جب بچہ اس قابل ہوجاتا ہے کہ ثقیل غذا ہضم کر سکے تو اس کے منہ میں دانت اور داڑھیں پیدا کر دی جاتی ہیں، چنانچہ جب کچھ اور بڑا ہو جاتا ہے تو اس کے لیے تعلیم اور راہِ آخرت پر سلوک کے اسباب پیدا کر دیے جاتے ہیں، بلوغ سے اسباب معیشت کچھ کم نہیں ہوتے بلکہ زیادہ ہی ہوتے ہیں، پہلے کمانے پر قادر نہیں تھا، اب قادر ہوگیا، یعنی قدرت بطور سبب معیشت زیادہ عطا کی گئی، البتہ پہلے اس پر ایک مشفق شخص کا سایہ تھا ماں یا باپ کا۔ اور اس کی شفقت واقعتاً زیادہ تھی، وہ اسے دن میں ایک یا دو بار کھلاتے پلاتے تھے اور یہ اس لیے تھا کہ اللہ تعالی نے اُن کے دل میں شفقت اور محبت پیدا کر دی تھی، اب یہ شفقت اور محبت ایک دل سے نکال کر مسلمانوں بلکہ تمام اہل شہر کے دلوں میں پیدا کر دی گئی ہے، یہاں تک کہ جب ان میں سے کوئی کسی محتاج اور تنگ دست کو دیکھتا ہے تو اس کا دل رنجیدہ ہوتا ہے اور اس کے باطن میں یہ داعیہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی طرح اس کی یہ حاجت دور کر دی جائے، پہلے ایک مشفق تھا، اب ہزاروں مشفق پیدا ہو گئے، پہلے یہ لوگ اس پر اس لیے شفیق نہیں تھے کہ اسے ماں باپ کی کفالت میں پرورش پاتے ہوئے دیکھتے تھے،

اس کے لیے ان کی شفقت مخصوص تھی، اس لیے عام لوگوں نے یہ ضرورت محسوس نہیں کی کہ اس پر خود بھی شفقت کریں، اگر وہ یتیم ہوتا تو یقیناً اللہ تعالی اس کے لیے لوگوں کے دلوں میں جذبہ ترحم پیدا کرتا یا کسی ایک کو یا چند مسلمانوں کو اس کی دستگیری اور کفالت پر مجبور کرتا۔ اس ارزانی کے دور میں آج تک کہیں یہ نہیں سنا گیا کہ فلاں جگہ کوئی یتیم بچہ بھوک کی وجہ سے ہلاک ہو گیا ہو، حالاں کہ وہ بیچارہ اپنے لیے متفکر بھی نہیں ہوسکتا، نہ اس کا کوئی مخصوص کفیل ہوتا ہے، صرف اللہ تعالیٰ اس شفقت کے واسطے سے اس کا کفیل ہوتا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرمائی ہے۔ جب صورت حال یہ ہے تو پھر کیا ضرورت ہے کہ بلوغ کے بعد رزق کے لیے فکرمند ہونے کی، جب کہ بچپن میں کوئی فکر نہ تھی، حالاں کہ پہلے صرف ایک مشفق تھا، اب ہزاروں مشفق موجود ہیں، اگر چہ ماں کی شفقت مضبوط اور وسیع تھی مگر ایک تھی اور اب ہزاروں کی شفقتیں ہیں، جو بظاہر تھوڑی ہیں لیکن بحیثیت مجموعی نہایت وسیع اور قوی تر ہیں، بہت سے یتیم اس قدر خوش گوار زندگی گزارتے ہیں کہ وہ بچے بھی نہیں گزار پاتے کہ جن کے سروں پر والدین کا سایہ موجود ہوتا ہے۔ ❶

اندھے عقاب کے رزق کا انتظام دیکھ توکل مضبوط ہو گیا

ایک نیک مرد طلب رزق میں چلا، کھیتوں کی کٹائی کا زمانہ تھا، راستہ میں بارش ہوئی تو ایک غار میں پناہ لی، وہاں ایک عقاب اندھا نظر آیا، یہ دیکھ کر اسے فکر ہوئی کہ یہ کہاں سے کھاتا ہوگا؟ ناگاہ ایک کبوتری غار میں گھونسلہ بنانے کے واسطے آئی اور اتفاق سے اس عقاب پر گر پڑی، عقاب نے پکڑ کر کھایا، وہ شخص دیکھ کر اپنے گھر آیا اور اللہ پر توکل اور مضبوط ہو گیا۔ ❷

❶ إحياء علوم الدين: كتاب التوحيد والتوكل، ج۴ ص، ۲۷۲، ۲۷۳

❷ روض الرياحين: الحكاية الحادية والستون بعد المئتين: ص ۲۳۲

متوکل شخص کی چاہت کے مطابق رزق کا انتظام

حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں تھا، وہاں میں نے ایک فقیر کو دیکھا کہ تین دن تک ساکت تھا نہ کھایا نہ پیا نہ کہیں حرکت کی، میں اس کی تاک میں تھا اور اس کے ساتھ میں نے سارے کام چھوڑ کر صبر کیا لیکن میں عاجز آ گیا، پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کیا کھاؤ گے؟ اس نے کہا گرم روٹی اور کباب، میں مسجد سے نکل کر دن بھر اس کی تلاش میں تکلیف اٹھائی مگر میسر نہ ہوا، آخر تھک کر دروازہ مسجد کا بند کر کے بیٹھا رہا، کچھ رات گزری تھی کہ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے دروازہ کھولا تو ایک شخص گرم روٹی اور کباب لائے دروازہ پر کھڑا تھا، میں نے وجہ دریافت کی، اس نے کہا مجھ سے بچوں نے یہ لینا چاہا، آپس میں جھگڑا ہو گیا اور میں نے قسم کھائی یہ ہم میں کوئی نہیں کھائے گا، مسجد والے کھائینگے میں نے کہا: الٰہی جب آپ اس فقیر کو یہی کھلانا چاہتے تھے تو مجھے دن بھر کیوں پریشان کیا۔ (یہ شخص نہایت پرہیز گار اور متوکل تھا تو رب العالمین نے اس کی منشا اور چاہت کے مطابق اس کے لیے رزق کا انتظام کر دیا۔) ❶

توکل کے ذریعے رہائی اور غیبی امداد

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کی پولیس نے کچھ رہزنوں کو گرفتار کیا، اتفاقاً ان میں سے ایک چور چھوٹ کر بھاگ گیا۔ چونکہ پوری تعداد کی رپورٹ سرکار میں ہو چکی تھی، تو پولیس والوں نے اپنے بچاؤ کے لئے یہ ظلم کیا کہ کسی غریب راہ گیر کو پکڑ کر تعداد پوری کر دی، ان سب کو حوالات کا حکم ہوا اور معلوم ہونے پر ظالموں کے ورثاء اپنے قیدیوں کو چھڑا کر لے گئے، پس یہی ایک غریب مسافر رہ گیا تھا، جس نے داروغہ جیل

❶ روض الرياحين: الحكاية الحادية و الثلاثون بعد الثلاث مئة: ص ۲۷۸

کو ایک رقعہ دے کر کہا: براہ کرم! آپ چھت پر سے اس رقعہ کو ہوا میں اڑا دیجئے! داروغہ جیل نے اس غریب کی عرضداشت کو پورا کیا، یعنی اس رقعہ کو بالا خانہ سے ہوا میں اڑا دیا، جس میں لکھا تھا: عبد ذلیل، رب جلیل سے التماس کرتا ہے کہ جن کے سفارشی موجود تھے وہ سب رہائی پا کر چلے گئے، مگر میں کہاں جاؤں؟ اور تیرے سوا کس کو سفارشی لاؤں؟ اسی رات کو ہارون رشید نے خواب میں دیکھا کہ فلاں مظلوم مسافر کو فورا رہا کردو۔

چنانچہ صبح ہوتے ہی ہارون رشید نے دس ہزار درہم، اس طرح کی خلعت اور دس گھوڑے دے کر اس ملزم مسافر کو رہا کر دیا اور منادی کرا دی کہ خدا پر بھروسہ رکھنے والے کو ایسا ہی بدلہ ملتا ہے۔ ❶

متوکل نوجوان کی گفتگو اور زادِ راہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ کی راہ میں ایک جوان کو دیکھا، اترا کر خوش چل رہا تھا گویا کہ وہ اپنے مکان کے صحن میں ہے، میں نے کہا اے جوان! کیسی چال ہے؟ جواب دیا یہ چال جوانوں کی خدائے رحمٰن کے خادموں کی ہے۔ میں نے پوچھا توشہ اور سواری کہاں ہے؟ میری یہ بات اس کو ناگوار ہوئی، بری طرح مجھ کو دیکھ کر کہا کہ اے شخص! اگر کوئی غلام ضعیف اپنے مولیٰ کریم کا قصد کرتا ہو تو کیا وہ اپنے ساتھ اسکے گھر کھانا پانی لے کر جائے گا؟

میرا آقا نہایت مقام و مرتبہ والا ہے، زمین آسمان کے خزانوں کا مالک ہے، وہی میرے لئے رزق کا انتظام کرتا ہے، اُسی نے مجھے اپنے گھر آنے کی توفیق دی ہے، پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا اور دوبارہ میں نے اسکو نہ دیکھا۔ ❷

❶ حکایتوں کا گلدستہ: ص ۱۸۴،۱۸۵

❷ روض الریاحین: الحکایۃ الخامسۃ بعدالمئۃ: ص ۱۳۴

متوکل شخص کا شیر کے ذریعے کنواں سے نجات پانا

شیخ ابوحمزہ خراسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج کو گیا، میں چلتے چلتے ایک کنویں میں گر پڑا، میرے نفس نے تقاضا کیا کہ کسی سے مدد چاہوں، میں نے کہا: واللہ! میں کسی سے مدد نہیں چاہوں گا، ابھی خیال تمام نہ ہوا تھا کہ دو آدمی کنوئیں پر سے گزرے، ایک نے دوسرے سے کہا: چلو اس کنویں کا منہ بند کردیں تاکہ کوئی اس میں گر نہ پڑے، چنانچہ انہوں نے بانس اور گھاس جمع کر کے کنویں کا منہ بند کردیا۔ میرا ارادہ ہوا کہ انہیں پکاروں، پھر جی میں کہا کہ اسے نہ پکاروں جوان سے بھی قریب ہے اور خاموش ہے؟ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چیز نے آ کر کنویں کا منہ کھولا اور اپنے پاؤں لٹکائے اور گنگنائی آواز سے کچھ کہا، گویا وہ یہ کہتے تھے کہ میرے پاؤں سے لٹک جا یہی میری سمجھ میں آیا اور میں اس کے پاؤں سے لٹک گیا اور اس نے مجھے نکال لیا، دیکھا تو وہ شیر تھا، پھر وہ چلا گیا اور ایک ہاتف نے مجھ سے کہا:

یاأباحمزة أیس ذاأحسن نجیناک بالتلف من التلف.

اے ابوحمزہ! کیا یہ اچھا نہ ہوا کہ ہم نے تجھے ایک مہلک (ہلاک کرنے والی) شی کے ذریعہ ہلاکت سے بچایا۔ ❶

ایک متوکل شخص کی غیبی رہائی کا انتظام

ابراہیم تیمی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے قید خانے میں ڈال دیا گیا، ایک ہی قید خانے میں انتہائی تنگ جگہ میں بہت سے لوگوں کے ہمراہ مجھے بھی رکھا گیا، ہر آدمی

❶ مختصر تاریخ دمشق :ترجمة:أبو حمزة الخراسانی، ج۲۸ ص ۲۴۵/الرسالة القشیریة:باب الصمت، ج ا ص ۳۰۸، ۳۰۹/ روض الریاحین :الفصل الاوّل من الخاتمة، ص ۴۰۲

کوصرف اتنی جگہ ملی ہوئی تھی کہ جس میں وہ بمشکل بیٹھ سکتا تھا، چنانچہ سارے قیدی کھانا بھی اسی جگہ کھاتے ،قضائے حاجت بھی وہیں کرتے اوراسی جگہ نماز بھی پڑھتے۔
بحرین کاایک آدمی لایا گیااوراسے بھی ہمارے ساتھ قید کردیا گیا جس سے جگہ اورتنگ ہوگئی، چنانچہ وہ لوگ اس کی وجہ سے بہت کڑھن محسوس کرنے لگے۔تواس نے کہا:صبر کرلو،صرف آج کی رات ہے۔پھر جب رات ہوئی تو وہ کھڑے ہوکرنماز پڑھنے لگا اور کہا:

يَارَبِّ مَنَنْتُ عَلَيَّ بِدِيْنِكَ وَعَلَّمْتَنِيْ كِتَابَكَ ثُمَّ سَلَّطْتَّ عَلَيَّ شَرَّ خَلْقِكَ يَارَبِّ اَللَّيْلَةَ،اللَّيْلَةَ لَااُصْبِحُ فِيْهِ. [1]

ترجمہ:اے پروردگار!اے پروردگار!تونے مجھے اپنادین عطا کیا اوراپنی کتاب سکھائی،اس کے بعدتونے مجھ پراپنی بدترین مخلوق مسلط کردی، پس آج کی رات،آج کی رات میں صبح تک اس حالت میں نہیں رہ سکتا۔
چنانچہ ابھی صبح ہونے بھی نہ پائی تھی کہ قیدخانے کادروازہ بجا کہ بحرین کا آدمی کہاں ہے؟ بحرین کا آدمی کہاں ہے؟
توہم سب نے سوچا اسے اس وقت اس لیے بلایا گیا ہے کہ حجاج اسے قتل کردے گا، لیکن ہماراخیال غلط ثابت ہوا، اُس نے ہمیں سلام کیا،اورجاتے وقت کہا:”أَطِيْعُوا اللّٰهَ لَايُضِيْعُكُمْ“ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرووہ تمہیں ضائع نہیں کرے گا۔

متوکل عابد کے لئے غیبی رزق کاانتظام

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں کہ واصل احدب نے اس آیت کی تلاوت کی”وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ“(الذاريات : ۲۲) تمھارا

[1] الفرج بعدالشدة للتنوخي:الباب الثالث: ج ا ص ۲۶۰

رزق اور جوتم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ آسمان میں ہے۔تو فرمانے لگے:

أَرَى رِزْقِي فِي السَّمَاءِ وَأَنَا أَطْلُبُهُ فِي الْأَرْضِ. ❶

ترجمہ: میرا رزق آسمان میں ہے اور میں زمین میں تلاش کر رہا ہوں۔

یہ کہہ کر کوفے کے ایک ویرانے میں داخل ہو گئے اور عبادت کرنے لگے، ہر دن کھجور کا تازہ ٹوکرا ان کے پاس آتا، جب یہ وفات پا گئے تو انکے بھائی اس کی جگہ آئے اور وہی رہنے لگے۔

متوکل شخص سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت وتعلق

ایک آدمی ہر صبح کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے دروازے سے لگا ہوتا، حضرت عمر نے دیکھا کہ وہ مانگنے آیا ہے، فرمایا تو نے عمر کی طرف ہجرت کی یا اللہ کی طرف؟ جا جا کر قرآن سیکھ، وہ تجھے عمر کے دروازے سے مستغنی کر دے گا، وہ آدمی چلا گیا اور ایک زمانے تک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے نہ دیکھا، تو اس کے بارے میں معلوم کیا، آپ کو اطلاع دی گئی، آخر وہ حاضر ہوا اور اس نے عوام سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور عبادت میں مصروف ہو چکا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تجھے گم پالیا تو تیرا اشتیاق پیدا ہوا آخر تمہیں کس چیز نے ہم سے غافل کر دیا؟ اس نے کہا: میں نے قرآن پڑھا، اس نے مجھے عمر سے اور آلِ عمر سے مستغنی کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے تو نے اس میں کیا پایا؟ اس نے کہا میں نے یہ آیت پائی ''وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ''، تو میں نے کہا میرا رزق آسمان میں ہے اور میں زمین میں تلاش کرتا پھرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ یہ بات ان کے لئے نصیحت تھی۔ اس

❶ الأولياء لابن أبي الدنيا: ص ۳۵، الرقم: ۸۴

کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے دوستوں کی طرح سمجھتے اور پاس بیٹھ کر اس کی باتیں سنا کرتے تھے۔ ❶

ایک متوکل شخص کا امام مسجد کی اصلاح کرنا

ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کے لیے کسی مسجد میں جا کر بیٹھے، ان کے پاس مال نہیں تھا، مسجد کے امام نے ان سے کہا کہ اگر تم کماؤ تو یہ زیادہ بہتر ہے، تم کہاں سے کھاؤ گے، وہ خاموش رہے، دوسری مرتبہ بھی امام صاحب نے انہیں کمانے کی ترغیب دی، وہ اس بار بھی خاموشی کے ساتھ اپنے کام میں لگے رہے، جب تیسری دفعہ بھی امام صاحب نے یہی کہا، تو انہوں نے فرمایا کہ مسجد کے برابر میں ایک یہودی رہتا ہے اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہر روز دو روٹی مجھے پہنچا دیا کرے گا، یہ سن کر امام صاحب نے کہا کہ اگر وہ یہ ذمہ داری صدقِ دل کے ساتھ قبول کر لیتا ہے تو تمہارے مسجد میں معتکف رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بزرگ نے فرمایا:

يَـاهَذَالَوْ لَمْ تَكُنْ إِمَامًاتَقِفُ بَيْنَ يَدِى اللّٰهِ وَبَيْنَ الْعِبَادِ مَعَ هَذَاالنَّقْصِ فِى التَّوْحِيْدِ كَانَ خَيْراً لَكَ إِذْ فَضَّلْتَ وَعْدَ يَهُوْدِيٍّ عَلَى ضِمَانِ اللّٰهِ تَعَالَى بِالرِّزْقِ.

ترجمہ: اگر تم امامت نہ کرو تو زیادہ بہتر ہے، تم اس ناقص توحید کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان نمائندہ بن کر کھڑے ہوتے ہو، تم نے یہودی کے وعدہ رزق کو اللہ تعالیٰ کے وعدے پر ترجیح دی ہے۔

اسی طرح کسی مسجد کے امام نے ایک نمازی سے دریافت کیا کہ تم کہاں سے کھاتے ہو، نمازی نے جواب دیا:

---

❶ قوت القلوب: الفصل الثانی والثلاثون، ج۲ ص ۱۲

اِصۡبِرۡ حَتّٰی أُعِیۡدَ الصَّلَاۃَ الَّتِیۡ صَلَّیۡتُھَا خَلۡفَکَ ثُمَّ أُجِیۡبُکَ. ❶

ترجمہ: ذرا ٹھہرو، پہلے میں یہ نماز دوبارہ پڑھ لوں جو میں نے تمہارے پیچھے ادا کی ہے، پھر جواب دوں گا۔

توکل والوں کا اللہ تعالیٰ خود انتظام کرتا ہے

حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں تھا، وہاں میں نے ایک فقیر کو دیکھا کہ تین دن تک ساکت تھا نہ کھایا نہ پیا نہ کہیں حرکت کی، میں اس کی تاک میں تھا اور اس کے ساتھ میں نے سارے کام چھوڑ کر صبر کیا لیکن میں عاجز آ گیا، پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کیا کھاؤ گے؟ اس نے کہا گرم روٹی اور کباب، میں نے مسجد سے نکل کر دن بھر اس کی تلاش میں تکلیف اٹھائی مگر میسر نہ ہوا، آخر تھک کر دروازہ مسجد کا بند کر کے بیٹھا رہا، کچھ رات گزری تھی کہ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دروازہ کھولا تو ایک شخص گرم روٹی اور کباب لائے دروازہ پر کھڑا تھا، میں نے وجہ دریافت کی، اس نے کہا مجھ سے بچوں نے یہ لینا چاہا، آپس میں جھگڑا ہو گیا اور میں نے قسم کھائی یہ ہم میں کوئی نہیں کھائے گا، مسجد والے کھائینگے، میں نے کہا: الٰہی جب آپ اس فقیر کو یہی کھلانا چاہتے تھے تو مجھے دن بھر کیوں پریشان کیا۔ ❷

خوفناک جنگل میں توکل کے سبب اطمینان سے سونا

حضرت ابو وائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم ایک خوفناک اور اندھیری رات میں سفر میں نکلے، اچانک ہم نے درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں دیکھا کہ ایک شخص بڑے مزے سے نیند کر رہا ہے اور قریب میں اس کا گھوڑا بندھا چر رہا ہے۔ ہم

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب التوحيد والتوكل، ج۴ص ۲۷۰

❷ روض الرياحين: الحكاية الحادية والثلاثون بعد الثلاث مئة: ص ۲۷۸

نے اسے جگایا اور پوچھا کہ بندہ خدا! ایسی ڈراؤنی جگہ میں بے خوف آرام کر رہے ہو، تمہیں ڈر نہیں لگتا؟ اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہا:

إِنِّی لَأَسْتَحْیِی مِنْ ذِی الْعَرْشِ أَنْ یَعْلَمَ أَنِّی أَخَافُ شَیْئًا دُونَهُ .ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ. ❶

ترجمہ: مجھے عرش والے سے حیا آتی ہے کہ میں اس کے سوا کسی اور سے خوف کھاؤں پھر اُس نے سر رکھا اور سو گیا۔

توکل کے سبب منشا کے مطابق کھانوں کا انتظام

ایک مرد صالح روایت کرتے ہیں میں ایک مسجد میں نماز ادا کرنے گیا۔ وہاں ایک عابد اور ایک تاجر پہلے سے موجود تھے۔ عابد دعا کر رہا تھا، بارگاہ الٰہی! آج میں ایسا ایسا کھانا اور اس قسم کا حلوہ کھانا چاہتا ہوں۔ تاجر نے سنا تو کہا: اگر یہ مجھ سے کہتا تو میں اسے ضرور کھلاتا۔ مگر یہ تو بہانہ سازی کر رہا ہے۔ مجھے سنا کر اللہ سے دعا کر رہا ہے تاکہ میں سن کر اسے کھلاؤں، بخدا میں تو اسے نہیں کھلاؤں گا۔ عابد دعا سے فارغ ہو کر مسجد کے ایک گوشہ میں سو گیا۔ کچھ دیر بعد ایک شخص ہاتھ میں ڈھکی ہوئی بڑی ٹرے لے آیا، چاروں طرف نگاہ دوڑا کر عابد کے پاس گیا اور اسے جگایا اور دستر خوان بچھا کر وہ تمام کھانے عابد کے سامنے رکھے، اور عابد سے کھانے کا اصرار کرنے لگا، تاجر نے دیکھا تو اس میں وہ تمام کھانے موجود تھے جن کی عابد دعا کر چکا تھا، عابد صاحب نے خواہش کے مطابق تناول فرمایا اور بقیہ واپس کر دیا۔ تاجر نے کھانا لانے والے سے خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کیا تم اس شخص کو پہلے سے جانتے ہو۔ اُس نے کہا: اللہ کی قسم میں ایسے نہیں جانتا، میں ایک مزدور ہوں میری بیوی اور بیٹی سال بھر سے ان کھانوں کی

---

❶ حلیة الأولیا: ترجمة: شقیق بن سلمة، ج۴ ص ۱۰۱

خواہش رکھتی تھیں، مگر مہیا نہیں ہو پاتے تھے۔ آج میں نے ایک شخص کی مزدوری کی تو اس نے مجھے ایک مثقال سونا دیا، میں نے اس سے گوشت وغیر خریدا اور میری بیوی کھانا پکانے لگی، اتنے میں میری آنکھ جو لگی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا: آج تمہارے علاقہ میں اللہ کا ایک ولی آیا ہوا ہے اس کا قیام مسجد میں ہے، جو کھانے تم نے اپنے بال بچوں کے لئے تیار کرائے ہیں ان کھانوں کا اسے بھی اشتیاق ہے، اس کے پاس بھی لے جاؤ، وہ اپنی چاہت کے مطابق کھا کر واپس کر دے گے بقیہ میں اللہ تعالی برکت عطا فرمائے گا اور میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، تو میں فوراً نیند سے اٹھا اور خواب کی تکمیل کی۔ ❶

ایک بچے کی پختگی اعتقاد کے سبب جان کی حفاظت

شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک بادشاہ کو ایسی خوفناک بیماری تھی کہ ہر طرح کے علاج سے اسے کوئی افاقہ نہیں ہوا، یونان کے حکیموں کی ایک جماعت اس پر متفق ہوگئی کہ اس تکلیف کی کوئی دوا نہیں ہے سوائے اس شخص کے پتے کے جو اِن صفتوں سے متصف ہو، بادشاہ نے تلاش کرنے کا حکم کے دیا، ایک دہقان کے لڑکے کو اس صورت پر پایا جو حکیموں نے بتلائی تھی، اس کے ماں باپ کو بلایا اور بہت سا مال دے کر راضی کرلیا، قاضی صاحب نے بھی اس بارے میں فتویٰ دے دیا کہ بادشاہ کی جان بچانے کے لیے رعیت میں سے ایک شخص کا خون بہانا جائز ہے، جلاد نے قتل کا ارادہ کیا، لڑکے نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور مسکرایا، بادشاہ نے دریافت کیا کہ اس حالت میں ہنسنے کا کیا موقع ہے؟ لڑکے نے جوب دیا کہ بچوں کا نازماں باپ پر ہوتا ہے، دعویٰ قاضی کے پاس لے جاتے ہیں، انصاف بادشاہ سے چاہتے ہیں، اب ماں باپ نے دنیا کی

❶ روض الریاحین: الحکایۃ الثلاثون بعد الثلاث مئۃ، ص: ۲۷۷، ۲۷۸

قلیل دولت کے باعث مجھے قتل کے لیے سونپ دیا (یعنی میرے قتل پر راضی ہو گئے) قاضی نے میرے قتل کے جواز کا فتویٰ دے دیا، اور بادشاہ اپنی بھلائی میری ہلاکت میں دیکھتا ہے، ایسی صورت میں سوائے اللہ بزرگ و برتر کے میں کوئی پناہ نہیں دیکھتا، بادشاہ نے کہا کہ میرا ہلاک ہو جانا ایسے بے گناہ بچے کا خون بہانے سے زیادہ بہتر ہے، بادشاہ نے اس کی آنکھوں اور سر کو چوما، سینے سے لگایا اور اسے رہا کر دیا اور اسی ہفتے میں خدا کے فضل و کرم سے بادشاہ نے صحت پالی۔ ❶

اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض شخص کی چار علامات

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کے دوران عرض کیا کہ یا اللہ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ مبغوض تیرے ہاں کون ہے؟ ارشاد فرمایا: اے موسیٰ!

مَنْ تَكَبَّرَ قَلْبُهُ، وَغَلُظَ لِسَانُهُ، وَضَعُفَ يَقِينُهُ، وَبَخِلَتْ يَدُهُ. ❷

ترجمہ: جس شخص کا دل متکبر ہو، زبان سخت ہو، یقین کمزور ہو اور ہاتھ بخیل ہو۔

توکل کے سبب اژدھے کے ذریعے رہائی کا انتظام

مشہور ہے کہ حضرت طارق رحمہ اللہ جب ایک اندھیرے کنویں میں گر گئے تو اس کنویں پر سے کچھ حاجیوں کا گزر ہوا، جنہوں نے اس کنویں کو دیکھ کر کہا کہ اس کنویں کا منہ بند کر دینا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ کوئی اس میں گر جائے۔ یہ سن حضرت طارق رحمہ اللہ نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر تو سچا ہے تو خاموش رہ! چنانچہ حاجی مسافر اس کنویں کو بند کر کے چلے گئے، انہیں کیا معلوم تھا کہ اس میں حضرت طارق رحمہ اللہ موجود ہیں۔ کنویں میں پہلے ہی سے اندھیرا تھا اب اور بھی تاریک ہو گیا، دیکھتے کیا ہیں کہ ان کے

❶ گلستان سعدی: ص ۶۰، میر محمد کتب خانہ کراچی

❷ تنبیہ الغافلین: باب الکبر، ص ۱۸۵

قریب ہی کنویں میں قدرتی دو چراغ روشن ہوئے جن کی روشنی میں معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑا اژدہا ان کی طرف چلا آرہا ہے، سوچنے لگے: سچ اور جھوٹ تو اب ظاہر ہوگا۔ دیکھئے! اس کا کیا انجام ہوتا ہے؟ چنانچہ جب وہ اژدہا ان کے قریب آیا تو خیال کیا بس اب یہ مجھے نگل جائے گا لیکن خدا کی قدرت! اژدہا سیدھا کنویں کے دہانے کی جانب چڑھتا چلا گیا اور کنویں کے اوپر جو کچھ پاٹا گیا تھا اس سب کو علیحدہ کر کے اپنی دم حضرت طارق رحمہ اللہ کی گردن سے پیر تک لپیٹ کر ڈول کی طرح ان کو کنویں سے باہر لے آیا اور اپنی دم ان کی گردن سے نکال کر آگے چل دیا۔ حضرت طارق رحمہ اللہ نے ایک غیبی آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ: اے طارق! دیکھ یہ تیرے رب کی مہربانی ہے کہ اس نے تیرے دشمن کو تیری نجات کا ذریعہ بنا دیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد اللہ پر سچا بھروسہ کرنے کے سبب سے ان کا نام ''طارق صادق'' مشہور ہوگیا۔

فائدہ: سچ ہے جو اللہ پر سچا بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی مدد کا انتظام کر دیتا ہے۔ ❶

بنان حمال رحمہ اللہ کے توکل ویقین کے سبب شیر کا تلوے چاٹنا

بنان حمال چوتھی صدی ہجری کے بزرگوں میں سے ہیں، اصل بغداد کے تھے لیکن مصر میں رہنے لگے تھے، عوام وخواص دونوں میں ان کی بڑی مقبولیت تھی، اللہ والوں کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی جاتی ہے، وہ دلوں کے بے تاج بادشاہ ہوتے ہیں، حمال نے بادشاہ مصر ابن طولون کو ایک مرتبہ نصیحت فرمائی، ابن طولون تاب سخن نہ لا سکا اور ناراض ہو کر اس نے حکم دیا کہ انھیں خون خوار شیر کے سامنے ڈال دیا جائے، انسان اپنے جذبہ انتقام کی تسکین کے لیے سزا کے بھی عجیب طریقے ایجاد کرتا ہے، سزا

❶ حکایات قلیوبی: حکایت نمبر ۱۰، ص ۳۳، ۳۴

کا جو طریقہ جس قدر سخت ہوگا، اس کے جذبہ انتقام کو اسی قدر ٹھنڈک پہنچے گی، بنان حمال کو خون خوار شیر کے سامنے ڈال دیا گیا، شیر لپکا پھر رک کر ان کے جسم کو سونگھنے لگا، دیکھنے والے ان کے جسم کے چیر پاڑنے کا نظارہ کرنا چاہتے تھے لیکن جب دیکھا کہ شیر انھیں کچھ نہیں کہہ رہا، تب انھیں اس کے سامنے سے اُٹھا دیا، اس سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہوئی کہ جب ان سے پوچھا گیا، شیر کے سونگھتے وقت آپ کے دل پر کیا گزر رہی تھی؟ فرمانے لگے:

كُنْتُ أَتَفَكَّرُ فِي اخْتِلَافِ النَّاسِ فِي سُؤْرِ السَّبُعِ وَلُعَابِهَا. ❶

ترجمہ: میں اس وقت درندے کے جوٹھے کے متعلق علماء کے اختلاف کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اس کا جوٹھا پاک ہے یا ناپاک۔

ثواب کی حلاوت نے تکلیف کی تلخی کو ختم کردیا

امام ابوعبداللہ مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے فتح موصلی سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ میں ایک عبادت گزار عورت کے پاس سے گزرا اس کا نام موافقہ تھا، اس کو سانپ نے ڈس لیا اور اس کے انگوٹھے کے ناخن گر گئے، وہ ہنس پڑی اس سے کہا گیا:

يَامُوَافِقَةُ! يَسْقُطُ إِبْهَامُكِ وَتَضْحَكِيْنَ؟ فَقَالَتْ: إِنَّ حَلَاوَةَ ثَوَابِهِ أَزَالَتْ عَنْ قَلْبِيْ مُرَارَةَ وَجْعِهِ. ❷

ترجمہ: اے موافقہ! تیرے انگوٹھے کے ناخن گر گئے اور تو ہنس رہی ہے، وہ کہنے لگی ثواب کی حلاوت نے میرے دل سے تکلیف کی تلخی کو ختم کردیا۔

مٹی اور برادے کا آٹے میں تبدیل ہوجانا

حضرت ابومسلم خولانی رحمہ اللہ کی زوجہ نے اپنے شوہر کو کہا کہ گھر میں آٹا نہیں ہے، ابو

❶ حلية الأولياء، ترجمة: بنان البغدادي، ج ۱۳ ص ۳۲۴

❷ صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من عابدات الموصل، موافقة، ج ۲ ص ۳۵۹

مسلم رحمہ اللہ بولے کیا کوئی چیز ہے؟ ام مسلم نے کہا کہ ایک درہم ہے جس کا سوت بیچا تھا، انہوں نے کہا کہ وہ مجھے دے دو اور تھیلا لاؤ، پھر وہ بازار چلے گئے، وہ ایک شخص کے پاس کھڑے ہوکر کھانا خرید رہے تھے کہ ایک سائل آ کھڑا ہوا اور بولا اے ابو مسلم! مجھ پر صدقہ کردو، اس نے مطلب میں بڑی الحاح وزاری کی تو انہوں نے وہ ایک درہم اُسے دے دیا، پھر تھیلے کو لکڑی کے برادے اور مٹی سے بھر دیا، گھر کی طرف آئے اور دروازے کے پیچھے رکھ کر واپس ہو لئے، جب ام مسلم نے اس تھیلے کو کھولا تو اس میں سفید آٹا تھا، انہوں نے اسے گوندھا اور روٹیاں پکالیں، جب رات کو ابو مسلم آئے تو انہوں نے ان کے سامنے دستر خوان اور چپاتیاں رکھیں، ابو مسلم نے کہا یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا اے ام مسلم، انہوں نے جواب دیا، یہ اس آٹے سے بنائی ہیں جو تم دن کو لائے تھے، تو ابو مسلم کھانے لگے اور رو دیئے۔ ❶

مدارس کی بنیاد توکل پر ہے

مدرسہ اللہ پر توکل کی بنیاد پر چلتا ہے، اس لیے انھیں صرف توکل علی اللہ کا سرمایہ جمع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، جب اللہ پر بھروسہ ہوگا، تو اللہ تعالیٰ غیب سے انتظام کریں گے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ”وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُه“ ترجمہ: جو اللہ پر توکل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہیں۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے جب دار العلوم قائم کیا، تو یہی فرمایا تھا کہ یہ مدرسہ توکل علی اللہ کی بنیاد پر چلایا جائے، ورنہ اس کی خیر نہیں۔

تاریخ دار العلوم میں ہے:

---

❶ سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني: ذكر عبد الله بن ثوب أبي مسلم الخولاني، ص۸۷۷، ۸۷۸

جب بنیاد رکھی جا چکی تو حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عالم مثال میں اس مدرسے کی شکل ایک معلق ہانڈی کے مانند ہے، جب تک اس کا مدار توکل اور اعتماد علی اللہ پر رہے گا، یہ مدرسہ ترقی کرتا رہے گا۔

اس واقعے کو حضرت مولانا فضل الرحمٰن عثمانی رحمہ اللہ نے ذیل کے اشعار میں نظم کیا ہے:

اس کے بانی کی وصیت ہے کہ جب اس کے لیے کوئی سرمایہ بھروسے کا ذرا ہو جائے گا
پھر یہ قندیل معلق اور توکل کا چراغ یہ سمجھ لینا کہ بے نور وضیا ہو جائے گا
ہے توکل پر بنا اس کی تو بس اس کا معین ایک گر جائے گا پیدا دوسرا ہو جائے گا۔ ❶

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا توکل

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کے یہاں حدیث کے دورے میں ستر ستر طالب علم ہوتے تھے، ان کا کھانا بھی کپڑا بھی ہوتا تھا، مگر کوئی فکر ہی نہیں، نہ چندے کی تحریک کی، نہ کبھی کسی سے فرمایا، ایک کمرہ بھی نہیں بنوایا، نہ وہاں چندہ تھا نہ کچھ تھا، پھر بھی وہاں خندہ ہی خندہ تھا۔ ❷

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا توکل

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کانپور میں جب میں پڑھاتا تھا، تو مدرسے کی مسجد میں طلبا کے لیے ایک حوض تیار کرانے کی ضرورت ہوئی اور روپیہ نہیں تھا اور کسی سے چندہ مانگنے کو طبیعت نے گوارہ نہ کیا۔ بس میں نے مدرسے والوں سے کہا کہ تم اپنے اختیار کا کام کر دو اور ایک جگہ متعین کر کے گڑھا کھدوا دیا گیا اور چھوڑ دیا گیا، لوگ دریافت کرتے کہ یہ کیا ہے؟ ہم کہتے کہ حوض ہے، جتنی ہمارے اندر طاقت تھی

❶ تاریخ دار العلوم دیو بند ج ا ص ۸۴
❷ حسن العزیز: ص ۵۰۹

اور جتنا سامان ہمارے پاس تھا، اتنا ہم نے کرلیا آگے اللہ تعالیٰ مالک ہے، دو ایک دن تو یوں ہی پڑا رہا، اس کے بعد ایک دن محلے میں ایک بڑی بی نے مجھ کو اپنے گھر بلایا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ایک حوض تجویز ہوا ہے، اس کا کیا انتظام کیا گیا ہے؟ میں نے کہا کہ جتنا کام ہمارے اختیار میں تھا اتنا کرا دیا ہے، کہنے لگیں کہ کیا تخمینہ ہے؟ میں نے کہا کہ پانچ سو روپے، کہنے لگیں کہ میں دوں گی، میرے سوا کسی کا روپیہ نہ لگے۔ اب اور لوگ بھی آنے شروع ہو گئے کہ صاحب ہمارے پانچ روپے قبول کیجیے، ہمارے دس روپے قبول کیجیے، میں نے کہا کہ ایک بی بی نے ایسا کہہ دیا ہے، ہاں ایک سائبان کی تجویز ہے کہ اس کے اوپر ڈالا جائے، کہنے لگے کہ تو پھر ہم اسی کے لیے دیتے ہیں، چنانچہ حوض بھی تیار ہو گیا اور سائبان بھی تیار ہو گیا۔ ❶

جنگ کے دوران نگاہ نصرتِ الٰہی پر ہونی چاہیے

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں سرداری سے معزول کیا ہے جب کہ وہ کفار کے مقابلہ میں ملک شام میں دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، جس کی دو وجہیں تھیں۔ ایک تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بعض سخاوتوں کو وہ بے موقع سمجھتے تھے۔ دوسرے یہ فرماتے تھے کہ لوگوں کی حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر زیادہ نظر ہو گئی ہے، خدا پر نظر کم ہو گئی۔ یہ ٹھیک نہیں۔ شام میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس پروانہ بھیجا کہ میں نے خالد کو معزول کیا اور خالد کی جگہ تم کو مقرر کیا ہے، یہ نرے عابد و زاہد بزرگ تھے، نہ آدابِ جنگ کا حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے برابر تجربہ رکھتے تھے اور نہ ان کے برابر قواعدِ جنگ سے واقف تھے، اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ "سیف اللہ" بڑے مشہور شجاع

❶ القول الجلیل: ص۲۲

اور بہادر جنگجو تھے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا بھی کہ حضرت یہ کیا کیا، آپ نے یہی فرمایا کہ لوگوں کی نظر خالد پر پڑنے لگی تھی۔ اللہ کی طرف متوجہ نہ تھے۔ مجھے ڈر ہوا کہ خالد پر نظر کرنے سے کہیں نصرت الٰہی میں کمی نہ ہو جائے۔

فائدہ: یہ تھا ہمارے اکابر کا مذاق! اب تو اس قدر دہریت بڑھی جاتی ہے کہ خدا پر نظر ہی نہیں، یہ مطلب نہیں کہ تدبیر نہ اختیار کرو، البتہ تدبیر کو قبلہ و کعبہ نہ بناؤ، تدبیر میں اعتدال ہو، افراط نہ ہو۔ ❶

جو خدا کم کا انتظام کرتا ہے وہ زیادہ کا بھی کر سکتا ہے

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ چائے کے موافق نہ تھے۔ مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ کی والدہ ایسے وقت جب کہ حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ ٹہلنے چلے جاتے چائے بنا کر پلا دیتیں، اس درمیان (دوسری) جنگِ عظیم چھڑ گئی تو چائے کی قیمت میں اضافہ ہو گیا۔ مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ نے یہ خیال کیا کہ اب چائے چھوڑ دینی چاہیے، اور اپنے اس خیال کا اظہار حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں بھی کر دیا اور عرض کیا کہ:

''ہم لوگوں نے اب یہ طے کیا ہے کہ چائے نہ پئیں گے''

اس خیال اور ارادہ پر حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ بہت خوش ہوئے اور شاباش دی مگر یہ پوچھا کہ:

چائے کیوں چھوڑ رہے ہو؟

مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ نے عرض کیا:

''چونکہ چائے کی قیمت بڑھ گئی ہے اور اس کے پیسے آپ ہی کو دینے پڑتے ہیں تو ہم لوگ اپنی وجہ سے آپ کے بارے میں کیوں اضافہ کریں''

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۱۷۴

حضرت جی اس سوچنے کے طریقہ پر ناراض ہوئے اور آپ کی خوشی رنج میں تبدیل ہو گئی اور ارشاد فرمایا:

''یہ غلط ہے۔ پیسے کی کمی بیشی پر چائے مت چھوڑو، جو خدا چار آنے دیتا تھا وہ پانچ آنے کا بھی انتظام کرسکتا ہے۔'' ❶

کائنات میں اللہ کی مشیت کے بغیر کچھ نہیں ہوتا

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

حق تعالیٰ ہماری تمھاری محبت میں اخلاص پیدا فرماویں، میاں جی محمد داود صاحب کو بعد سلام کے یہ سمجھا دیں کہ درحقیقت جو کچھ بھی کام کرنے والے ہیں وہ باری تعالیٰ ہیں، نہ انبیاء بغیر اس کی مشیت کے کچھ کر سکتے ہیں، اگرچہ ہزار کوشش کریں، اور نہ اولیاء، اور نہ بڑی سے بڑی قوت والے، غرض بغیر اللہ کی مشیت کے کوئی بھی دنیا بھر میں کچھ نہیں کرسکتا، اور حق تعالیٰ میں سب قدرت ہے کہ چھوٹے چھوٹے ابابیل پرندوں کو ہاتھیوں پر فتح دلوادی، تو جب کہ حق تعالیٰ ہی کام کرتے ہیں اور قوت وزور کو کچھ دخل نہیں ہے، تو اگرچہ تم کتنے ہی ضعیف ہو ممکن ہے کہ حق تعالیٰ تم سے وہ کام لیں جو بڑے بڑے واعظوں سے نہ ہو سکے، اور اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کرلیں تب بھی ذرّہ نہیں ہل سکتا، اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو باقی نہ کرسکیں، غرض جب کہ ہمارے پاس تمھارے جیسے ضعیف ہیں تو حق تعالیٰ تمھی سے سب کام لے لیں گے تم اپنا کام کئے جاو، اور اپنی خستہ حالی اور ضعف پر ہرگز نظر نہ کرو اور ظاہر میں کوشش کرو اور باطن میں اللہ کی طرف رجوع کرو۔ ❷

---

❶ سوانح حضرت مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ: ص ۱۶۱

❷ مکاتیب مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ: ص ۱۰۷

ایک بچے کے توکل ویقین کے لئے ماں کی تربیت

ایک بزرگ نے اپنے بچہ کو شروع ہی سے توکل کی عملی تعلیم اس طرح دی تھی کہ اس کی ماں سے کہہ دیا کہ اسکو روٹی کپڑا تم خود مت دیا کرو، جب یہ کھانا مانگے، اس سے کہدو کہ بھائی خدا سے مانگو، ہم بھی اسی سے مانگتے ہیں اور ایک الماری مقرر کردی تھی جس میں کھانا پہلے سے رکھدیا جاتا تھا اور لڑکے سے کہدیا کہ وہاں جا کر خدا سے دعا کرو پھر الماری کھولو جو کچھ تیری قسمت میں ہوگا مل جائے گا، بچہ وہاں جاتا اور دعا کرتا اور روزانہ وہاں سے کھانا لے لیتا۔

ایک دن اس کی ماں کھانا رکھنا بھول گئی، بچہ اپنے معمول کے موافق الماری پر گیا اور خدا سے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے کھانا دے دے، پھر الماری کھولا تو وہاں موجود تھا، اس کی ماں نے یہ واقعہ ایک بزرگ صاحب سے بیان کیا، انھوں نے سجدہ شکر ادا کیا اور بیوی سے کہا کہ اب تم وہاں کھانا مت رکھا کرو، اب غیب سے امداد شروع ہوگئی اور یہ بچہ کھانے پینے کی فکر سے چھوٹ گیا۔

فائدہ: دنیا میں بڑی فکر اسی کی ہوتی ہے، اگر اسی طرح ہم بھی طلبہ کی روحانی تربیت کریں اور ازخود ان کی خدمت کرتے رہا کریں تو ان میں استغناء کی شان پیدا ہو جائے گی۔ ❶

ایک قاری صاحب کا توکل واستغناء

ایک حافظ صاحب لکھنو کے جو قاری بھی تھے، حج کرنے گئے تھے، واپسی میں جب وہ جہاز سے اتر کر وطن کو چلے، تو راستہ میں لٹ گئے، ایک پیسہ بھی پاس نہ رہا، مگر اللہ کے بندے نے کسی سے بھی سوال نہ کیا، پیدل ہی چل پڑے، راستہ میں کسی بستی میں

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ٦١

راحت لینے کے خیال سے ٹھہرے، اس وقت ان پر کئی وقت کا فاقہ تھا، ایک مسجد میں ٹھہر گئے اور کسی سے اپنی حاجت کا ذکر نہیں کیا، قرآن بہت عمدہ پڑھتے تھے، لوگوں نے قرآن سنا تو معتقد ہو گئے، اس بستی میں کوئی رئیس تھے، لوگوں نے ان تک بھی خبر پہنچائی کہ ایک قاری صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں، بہت عمدہ قرآن پڑھتے ہیں مگر بے چارے خستہ حال ہیں، راستہ میں کہیں لٹ گئے ہیں۔

پہلے زمانہ میں روساء کو علم کی قدر تھی اور اہل علم کی خدمت بھی بہت کیا کرتے تھے، وہ رئیس قاری صاحب کے پاس مسجد میں مع سامان خدمت نقد و پارچہ وغیرہ لے کر حاضر ہوئے اور قرآن سننے کی درخواست کی، اولاً انھوں نے عذر فرمایا کہ میں جب نماز میں پڑھوں گا سُن لیجئے گا، انھوں نے زیادہ اصرار کیا تو انھوں نے کچھ پڑھ دیا۔ قرآن سُن کر عجب حالت ہوگئی اور اس وقت ایک خوان میں وہی جوڑے اور اشرفیاں جو کہ لائے تھے پیش کیں۔

قاری صاحب نے فرمایا کہ اس وقت جتنی چیزیں آپ نے پیش کی ہیں، مجھے ان سب کی ضرورت ہے، مگر چونکہ آپ نے قرآن سنکر یہ ہدیہ پیش کیا ہے اس لئے میں اس کو قبول نہیں کرسکتا، یہ تو قرآن کا بیچنا ہوا۔ اور حق تعالیٰ فرماتے ہیں: ”وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا“ اب تو اگر سلطنت بھی دو گے تو نہ لوں گا، اگر تم قرآن سننے سے پہلے دیتے تو میں قبول کر لیتا، باقی اس وقت لینا تو سراسر قرآن کو بیچنا ہے۔ ❶

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی متوکلانہ زندگی

پاکستان بننے کے بعد یہاں سے ہندوستان منتقل ہونے والے ہندوؤں کے مکانات اور متروکہ جائیدادیں کراچی اور ہر شہر قصبہ میں کھلی پڑی ہوئی تھیں اور پاکستان میں

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ٦٢

آنے والے مہاجرین ان پر باجازت یا بلا اجازت قبضہ کررہے تھے، بناء پاکستان میں حصہ لینے والے اکثر حضرات کو بھی بڑی بڑی کوٹھیاں اور بنگلے اس طرح ہاتھ آئے۔مگر شیخ الاسلام اس وقت بھی اپنے مختلف دوستوں کے مکانات میں عاریتاً رہتے رہے۔ اس طرح مختلف مکانات بدلے اور آخر عمر تک زندگی یوں ہی گزار دی کہ وفات کے وقت بھی ایک صاحب کے مکان کے ایک حصے میں مقیم تھے جس کے دو کمرے انہوں نے حضرت شیخ الاسلام کو عاریتاً دے رکھے تھے۔اپنے لئے نہ مکان لیا نہ بنایا۔شب و روز پاکستان کی صلاح وفلاح کی فکروں اور کوششوں میں ہمہ تن مصروف رہتے اور عسرت کے ساتھ متوکلانہ زندگی گزارتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے، نہ کوئی مکان نہ دوکان، نہ بینک بیلنس نہ ساز وسامان۔ ❶

توانسان کو ہر موقعہ پر صرف اللہ رب العزت کی ذات پر توکل ویقین کرنا چاہیے، اسباب ضرور اختیار کریں لیکن توجہ ،قلبی انہماک ،نظر اور دعا صرف رب العالمین سے ہو۔اللہ رب العزت بندے کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہے ،حضراتِ سلف کا جیسا پختہ اعتقاد ویقین تھا خالقِ کائنات کا اِن کے ساتھ معاملہ بھی اُسی طرح تھا، جنگلات اور ویرانوں میں اُن کے لئے غیبی رزق کا انتظام کیا،شیر اور اژدھے جیسے دشمنوں کے ذریعہ حفاظت فرمائی ،ریت کے ذرات کو جواہرت اور برادے کو آٹے میں تبدیل کردیا۔خالق لم یزل کے خزانے اور قدرت آج بھی باقی ہے،صرف ہمارے مانگنے اور توکل میں کمی ہے،اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ رب العالمین ہمیں وہ اعتقاد کی پختگی ،تعلق مع اللہ اور مضبوط توکل عطا فرمائے جو رب العالمین نے سلف کو عطا کیا تھا۔آمین

---

❶ چند عظیم شخصیات:ص ۵۴

۲۲......شکر کی اہمیت وفضیلت اور اسلاف امت کے پرتاثیر اقوال وواقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا،وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ یَھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ،وَمَنْ یُضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ،وَأَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ،وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

أَمَّابَعْدُ:فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ.بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ:

﴿فَاذْکُرُونِیْ أَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ﴾(البقرة:۱۵۲)

وَفِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّکُمْ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَأَزِیدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِی لَشَدِیدٌ﴾(ابراھیم:۷)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:اَلطَّاعِمُ الشَّاکِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ.❶

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

أَفْضَلُہٗ لِسَانٌ ذَاکِرٌ، وَقَلْبٌ شَاکِرٌ، وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِینُہٗ عَلَی إِیمَانِہٖ.❷

میرے انتہائی واجب الاحترام،قابلِ صداحترام، بھائیوں،دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں اللہ تعالی کا شکرادا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے،انسان پر اللہ تعالی کی بے انتہاء نعمتیں ہیں،ان نعمتوں کی یاددہانی

❶سنن ابن ماجہ:کتاب الصیام،باب فیمن قال الطاعم الشاکر کالصائم الصابر،رقم الحدیث:۱۷۶۴

❷سنن الترمذی:أبواب تفسیر القرآن ،باب:ومن سورۃ التوبۃ،رقم الحدیث:۳۰۹۴

کے لیے اللہ تعالی نے شکر لازم کیا ہے۔شکر ایک عمدہ عبادت ہے،اور انبیاء علیہم السلام کے صفات میں سے ہیں،شکر گزار بندہ اللہ کے احسانات کا معترف ہوتا ہے،وہ خوشی اورغمی ہر حال میں اللہ تعالی کا شکر ادا کرتا ہے،انسان کو چاہیے کہ ہر وقت ہر حال میں اللہ تعالی کا شکر ادا کرے،اور اللہ تعالی کے فیصلوں پر راضی رہے،زبان سے بھی اللہ کا شکر ادا کرے،اور اپنے اعضاء وجوارح کو بھی اللہ تعالی کی اطاعت میں لگائے، ناشکری بول بولنے سے اور زندگی معصیت میں گزارنے سے بچے۔

شکر پانچ چیزوں پر مشتمل ہے

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شکر یہ ہے کہ اللہ تعالی کی نعمتوں کا اثر بندوں کی زبان پر ظاہر ہو کہ وہ اسکی تعریف کرے اور اس کا ثناء خواں ہو اور دل پر بھی ظاہر ہو کہ اسمیں محسن حقیقی کیلئے محبت پیدا ہو،اور اسکے تمام اعضائے بدن پر بھی ظاہر ہو کہ وہ انہیں اللہ تعالی کے سامنے جھکائے اور انکے ذریعے اسکی اطاعت کرے،نافرمانی نہ کرے۔

شکر پانچ چیزوں پر مبنی ہے:

خُضُوعُ الشَّاكِرِ لِلْمَشْكُورِ وَحُبُّهُ لَهُ وَاعْتِرَافُهُ بِنِعْمَتِهِ وَثَنَاؤُهُ عَلَيْهِ بِهَا وَأَنْ لَا يَسْتَعْمِلَهَا فِيمَا يَكْرَهُ. ❶

ترجمہ:(۱)محسن کی شکر گزاری اور اُس کے سامنے عاجزی وانکساری (۲)محسن سے محبت (۳)محسن کے احسانات کا اعتراف (۴)محسن اُن احسانات پر کی تعریف کرنا (۵)محسن کی نعمتوں کو اسکی ناراضگی میں استعمال نہ کرنا۔

قرآن وحدیث میں جگہ جگہ اللہ تعالی نے اپنی بے پناہ نعمتوں کا ذکر کیا اور شکر کی تلقین کی ہے۔

❶مدارج السالکین: فصل منزلة الشکر، ج ۲ ص ۲۳۴

قرآنِ کریم کی روشنی میں شکر کی اہمیت وفضیلت

آسمان وزمین کی تخلیق اور انعاماتِ ربانی

قرآن مجید میں ارشادِ باری ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ. الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (البقرة: ۲۱، ۲۲)

ترجمہ: اے لوگو اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے گزرے ہیں تا کہ تم متقی بن جاؤ۔ (وہ پروردگار) جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا، اور آسمان کو چھت اور آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعے تمہارے رزق کے طور پر پھل نکالے، لہذا اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ جبکہ تم (یہ سب باتیں) جانتے ہو۔

میرا شکر ادا کرو میری ناشکری نہ کرو

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾ (البقرة: ۱۵۲)

ترجمہ: لہذا مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

اللہ کی نعمتیں کھا کر شکر ادا کرو

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ (البقرة: ۱۷۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں رزق کے طور پر عطا کی ہیں، ان میں سے (جو چاہو) کھاؤ، اور اللہ کا شکر ادا کرو، اگر واقعی تم صرف اسی کی بندگی کرتے ہو۔

مؤمن شاکر کو اللہ عذاب نہیں دیتا

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا﴾ (النساء: ۱۴۷)

ترجمہ: اگر تم شکر گزار بنو اور (صحیح معنی میں) ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں عذاب دے کر آخر کیا کرے گا؟ اللہ بڑا قدر دان ہے (اور) سب کے حالات کا پوری طرح علم رکھتا ہے۔

صاف ستھرا لباس پہنتے وقت اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے

صاف ستھرا اور اچھا لباس اور اچھی سواری یہ اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے اس پر اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا جائے، البتہ لباس پر اس قدر مال و دولت نہ لگائے کہ وہ فضول خرچی کے زمرے میں آجائے، فضول خرچی سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں۔ خوبصورتی اختیار کرنا منع نہیں۔ ہمارے سلف صالحین اور آئمہ اسلام میں سے بہت سے اکابر جن کو اللہ تعالیٰ نے خوب مال اور وسعت عطا فرمائی تھی وہ اکثر و بیشتر عمدہ اور بیش قیمت لباس پہنا کرتے تھے، لیکن مقصود نام و نمود، ریا کاری اور تکبر نہ ہو، رب تعالی کی دی ہوئی نعمت کا اظہار مقصود ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسجد میں جاتے ہوئے یا نماز میں ایسا لباس پہننا مکروہ ہے، جس کو پہن کے انسان لوگوں کے سامنے نہ جاسکے۔ اب بعض لوگ مسجد میں چلے جاتے ہیں، کام کاج کے لباس میں جس سے تعفن اور بو آرہی ہوتی ہے یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ایسا لباس جس کو پہن

کے انسان کسی پروگرام میں جانا چاہے اور شرمندگی محسوس کرے، ذلت محسوس کرے تو گویا وہ اچھا لباس نہیں، تو اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کے دربار میں، اللہ تعالیٰ کی مجلس میں ہم ایسا خراب لباس پہن کر جائیں تو یہ بھی ٹھیک نہیں، اور یہی بات عورتوں کے لیے بھی ہے کہ وہ لباس جس کو سمجھتی ہیں کہ میں نے سسرال میں جانا ہے یا فلاں کسی دعوت میں جانا ہے، اگر انہوں نے یہ نہ پہنا تو بہت ہی برا لگے گا۔ تو ایسے لباس میں پھر یہ نماز بھی نہ پڑھیں، نماز بھی صاف ستھرے لباس میں پڑھیں۔ قرآن کریم میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يٰبَنِیْٓ آدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الأعراف: ۳۱)

ترجمہ: اے بنو آدم! جب تم مسجد (عبادت) کے لیے آؤ تو زینت اختیار کرو۔

نبوت ورسالت اور ہم کلامی پر اللہ کا شکر

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ نبوت ورسالت اور ہم کلامی کی نعمتوں پر شکر ادا کرے:

﴿قَالَ يَا مُوسَى إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ﴾ (الأعراف: ۱۴۴)

ترجمہ: فرمایا: اے موسیٰ! میں نے اپنے پیغام دے کر اور تم سے ہم کلام ہو کر تمہیں تمام انسانوں پر فوقیت دی ہے۔ لہذا میں نے جو کچھ تمہیں دیا ہے، اسے لے لو، اور ایک شکر گزار شخص بن جاؤ۔

شکر کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي

لَشَدِيدٌ﴾(ابراھیم:۷)

ترجمہ:اور وہ وقت بھی جب تمھارے پروردگار نے اعلان فرمادیا تھا کہ اگر تم نے واقعی شکرادا کیا تو میں تمھیں اور زیادہ دوں گا،اور اگر تم نے ناشکری کی تو یقین جانو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

مطلب آیت کا یہ ہے کہ یہ بات یادرکھنے کی ہے کہ اللہ تعالی نے یہ اعلان عام فرمادیا ہے کہ اگر تم نے میری نعمتوں کا شکرادا کیا کہ انکو میری نافرمانیوں اور ناجائز کاموں میں خرچ نہ کیا اور اپنے اعمال وافعال کو میری مرضی کے مطابق بنانے کی کوشش کی تو میں ان نعمتوں کواور زیادہ کردوں گا، یہ زیادتی نعمتوں کی مقدار میں بھی ہوسکتی ہے،اوران کی بقاء ودوام میں بھی ،رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کوشکرادا کرنے کی توفیق ہوگئی وہ کبھی نعمتوں میں برکت اور زیادت سے محروم نہ ہوگا۔اورفرمایا کہ اگر میری نعمتوں کی ناشکری کی تو میرا عذاب بھی سخت ہے،ناشکری کا حاصل یہی ہے کہ اللہ تعالی کی نعمتوں کواس کی نافرمانی اور ناجائز کاموں میں صرف کرے،یااس کے فرائض وواجبات کی ادائیگی میں سستی کرے اور کفرانِ نعمت کا عذاب شدید دنیا میں بھی یہ ہوسکتا ہے کہ یہ نعمت سلب ہوجائے ، یاایسی مصیبت میں گرفتار ہوجائے کہ نعمت کا فائدہ نہ اٹھاسکے اور آخرت میں بھی عذاب میں گرفتار ہو۔ (۱)

اولاد کی نعمت پراللہ کا شکرادا کرنا

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کواللہ تعالی نے اولاد دی تو اللہ کا شکرادا کیا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِى وَهَبَ لِى عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبِّى لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾(ابراھیم: ۳۹)

(۱) معارف القرآن: سورہ ابراہیم آیت نمبرے کے تحت، ج۵ص ۲۶۰

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق (جیسے بیٹے) عطا فرمائے۔ بیشک میرا رب بڑا دعائیں سننے والا ہے۔

جانوروں کی تسخیر پر اللہ کا شکر ادا کریں

یعنی ایسے بڑے بڑے جانور جو ہم سے جثہ میں اور قوت میں کہیں زیادہ ہیں، ہمارے قبضہ میں کردیے کہ ہم ان سے طرح طرح کی خدمات لیتے ہیں اور کیسی آسانی سے ذبح کر لیتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے جس کا شکر ادا کرنا چاہیے:

﴿وَهُوَ الَّذِى سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (النحل: ۱۴)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے سمندر کو کام پر لگایا، تاکہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے وہ زیورات نکالو جو تم پہنتے ہو۔ اور تم دیکھتے ہو کہ اس نے کشتیاں پانی کو چیرتی ہوئی چلتی ہیں، تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو، اور تاکہ شکر گزار بنو۔

”وَهُوَ الَّذِى سَخَّرَ الْبَحْرَ“ اور اسی نے سمندر کو تمہاری خدمت پر لگا دیا ہے، یعنی ایسا بنایا ہے کہ تم اس سے طرح طرح کے فائدے حاصل کرتے ہو۔ اس میں جہاز اور کشتیاں چلاتے ہو مچھلیاں پکڑتے ہو اور موتی مونگے حاصل کرتے ہو۔

”لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا“ اس میں سے تازہ تازہ گوشت کھاؤ یعنی مچھلیاں۔ مچھلی میں ہر گوشت سے زیادہ رطوبت ہے، اسی لئے مچھلی کا گوشت بہت جلد خراب ہو جاتا ہے۔ چونکہ (لعابیت کی وجہ سے) مچھلی کا گوشت آنتوں سے چسپاں ہو جاتا ہے، اس لئے اس کو کھانے کے بعد پیاس زیادہ لگتی ہے۔ گوشت کی گرمی یا خشکی موجب تشنگی نہیں ہوتی۔ اللہ کی عجیب حکمت ہے کہ تلخ نمکین اور غلیظ پانی سے ایسی تر و تازہ شیریں لطیف

چیز اس نے پیدا کی۔ ”وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا“ اور اس میں سے (موتیوں کا) ہار نکالتے ہو جس کو تم پہنتے ہو۔

”وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ“ اور تم کشتیوں کو دیکھو کہ اس میں پانی کو چیرتی چلی جا رہی ہیں۔ ”وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ“ اور تاکہ تم اللہ کی دی ہوئی روزی تلاش کرو۔ یعنی جہازوں اور کشتیوں پر سوار ہو کر اللہ کے فضل یعنی وسیع رزق کو تلاش کرو۔

”لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ“ اور تاکہ (ان چیزوں کو اپنا تابع دیکھ کر اور اپنے کام پر لگا ہوا پا کر) تم اللہ کا شکر کرو۔ جو مقام ہلاکت کا ہے، انہی کو اللہ نے تحصیل معاش کا ذریعہ بنایا ہے، یہ اس کا عظیم الشان احسان ہے جس کا شکر ادا کرنا لازم ہے، اسی لئے آیت کے آخر میں ”تَشْكُرُونَ“ فرمایا ہے۔

تم اللہ کی نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے

﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (النحل: ۱۸)

ترجمہ: اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو انہیں شمار نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں جب اتنی زیادہ ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتیں تو ان کا حق تو یہ تھا کہ انسان ہر آن اللہ تعالیٰ کا شکر ہی ادا کرتا رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ انسان کے بس میں نہیں ہے، اس لیے وہ اپنی مغفرت اور رحمت کا معاملہ فرما کر شکر کی اس کوتاہی کو معاف فرماتا رہتا ہے۔ البتہ یہ مطالبہ ضرور ہے کہ وہ اس کے احکام کے مطابق زندگی گذارے اور ظاہر و باطن ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار رہے۔ اس کے لیے اسے یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام کو جانتا ہے۔ چاہے وہ چھپ کر کرے یا علانیہ۔

بچی کی پیدائش پر اللہ تعالیٰ کا شکرادا کریں

بیٹیاں اللہ کی نعمت ہوتی ہیں، اس پر قول وفعل کے ساتھ ناراضگی کا اظہار نہ کریں، یہ مشرکین کا طریقہ تھا:

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ﴾ (النحل: ۵۸، ۵۹)

ترجمہ: جب ان میں سے کسی کولڑکی پیدا ہونے کی خبر سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا، جبکہ وہ غصہ سے بھرا ہوا ہوتا ہے تو لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے ان کو منہ نہیں دکھانا چاہتا اس برائی کی وجہ سے جس کی اسے خبر ملی ہے۔ سوچتا ہے کہ کیا اس نومولود بچی کو ذلت کے ساتھ باقی رکھے یا اس کو کہیں لے جا کر مٹی میں دبا دے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے اس احساس کی مذمت کی ہے گھر میں بیٹی پیدا ہونے کے بعد وہ گھرانہ پورا جہنم بن جاتا تھا، شرمندگی کے مارے باہر نہیں نکلتے تھے۔ اپنی اس شرمندگی اور خفت کو مٹانے کے لئے اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے تھے جب تک اس بچی کو قتل یا زندہ درگور نہیں کر دیتے، انہیں اس فعل پر کوئی ندامت نہیں ہوتی تھی، بلکہ اس کو فخریہ انداز سے بیان کیا جاتا تھا کہ ہم نے اپنی بیٹی کو قتل کر دیا ہے یا زندہ زمین میں دفن کر دیا ہے۔ پوری انسانیت کی تاریخ میں اس سے بڑھ کر اور کیا درندگی اور سفاکی ہوسکتی ہے کہ اپنے بطن اور اپنے جسم سے پیدا ہونے والی بچی کو بدشگون اور اسے معاشرے میں شرمندگی اور خجالت کا سبب سمجھا جائے اور اس بات میں کوئی شرم اور ندامت نہ محسوس کی جائے کہ اپنے لخت جگر کو اپنے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کے سامنے خود گڑھا کھود کر زمین میں دفن کر دیا جائے۔

ذرا آپ تصور تو کریں کہ ایک درندہ صفت باپ جب ایک معصوم بچی کو اس طرح زندہ زمین میں دفن کرتا ہوگا اس وقت درد والم سوز وغم کا کس قدر دل کو جلا دینے والا سماں ہوتا ہوگا۔

بچی کے آنسو اور چیخیں اس کی آہیں اور سسکیاں کیا عرش رب کو نہیں ہلا دیتی ہوں گی؟ کیا فضا پر ایک لرزہ طاری نہیں ہوجاتا ہوگا؟ کیا زمین اور آسمان اس منظر سے پھٹ نہیں پڑتے ہوں گے؟

اولاد کی پیدائش پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا معمول

حضرت کثیر بن عبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنهَا إِذَا وُلِدَ فِيهِمْ مَوْلُودٌ يَعْنِى فِي أَهْلِهَا لَا تَسْأَلُ: غُلَامًا وَلَا جَارِيَةً، تَقُولُ: خُلِقَ سَوِيًّا؟ فَإِذَا قِيلَ: نَعَمْ. قَالَتْ: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. (۱)

ترجمہ: جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اہل خانہ میں کوئی بچہ پیدا ہوتا ''لَا تَسْأَلُ: غُلَامًا وَلَا جَارِيَةً'' تو آپ یہ معلوم نہیں کرتی تھیں کہ لڑکا پیدا ہوا ہے یا لڑکی، بلکہ یہ معلوم کیا کرتی تھیں ''خُلِقَ سَوِيًّا؟'' کہ ٹھیک طریقے سے اور بعافیت پیدا ہو گیا ہے؟ جب آپ کو یہ جواب ملتا کہ جی ہاں! بخیر وعافیت پیدا ہو گیا، تو آپ یہ سن کر فرماتی تھیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. (تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔)

کان، آنکھ اور دل اللہ کی بڑی نعمت ہیں

ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمْ

(۱) الأدب المفرد: باب من حمدالله عند الولادة إذا كان سويا ولم يُبال ذكرا أو أنثى، رقم الحديث: ١٢٥٦

السَّمۡعَ وَالۡأَبۡصَارَ وَالۡأَفۡئِدَةَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ﴾(النحل:۷۸)

ترجمہ: اور اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حالت میں نکالا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے، اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل پیدا کیے، تاکہ تم شکر ادا کرو۔

ناشکری کرنے والی بستی والوں کا انجام

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرۡيَةً كَانَتۡ آمِنَةً مُطۡمَئِنَّةً يَأۡتِيهَا رِزۡقُهَا رَغَدًا مِنۡ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتۡ بِأَنۡعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الۡجُوعِ وَالۡخَوۡفِ بِمَا كَانُوا يَصۡنَعُونَ﴾(النحل:۱۱۲)

ترجمہ: اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے جو بڑی پرامن اور مطمئن تھی اس کا رزق اس کو ہر جگہ سے بڑی فراوانی کے ساتھ پہنچ رہا تھا، پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری شروع کردی، تو اللہ نے ان کے کرتوت کی وجہ سے ان کو یہ مزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف ان کا پہننا اوڑھنا بن گیا۔

یہ اللہ تعالیٰ نے ایک عام مثال دی ہے کہ جو بستیاں خوشحال تھیں، جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ناشکری اور نافرمانی پر کمر باندھ لی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب کا مزہ چکھایا، لیکن بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ کی بستی ہے جس میں سب لوگ خوشحالی اور امن کے ساتھ رہ رہے تھے، لیکن جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا تو ان پر سخت قسم کا قحط مسلط کر دیا گیا، جس کے نتیجے میں لوگ چمڑا تک کھانے پر مجبور ہوگئے۔ بعد میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ قحط دور ہونے کی دعا فرمائیں۔ چنانچہ وہ آپ کی دعا سے دور ہوا۔ [1]

[1] آسان ترجمہ قرآن: ص ۵۹۵، ۵۹۶

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کی نعمتوں کا شکر کرنے والے تھے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ رب العزت کی نعمتوں کا نہایت شکر ادا کرنے والے تھے، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ إِبْـرَاهِيـمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِين. شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾(النحل: ۱۲۰، ۱۲۱)

ترجمہ: بیشک ابراہیم ایسے پیشوا تھے جنہوں نے ہر طرف سے یکسو ہو کر اللہ کی فرمانبرداری اختیار کر لی تھی، اور وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہ اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے۔ اس نے انہیں چن لیا تھا، اور ان کو سیدھے راستے تک پہنچا دیا تھا۔

حضرت نوح علیہ السلام بڑے شکر گزار بندے ہیں

حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا﴾(الإسراء: ۳)

ترجمہ: اے ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا۔ اور وہ بڑے شکر گزار بندے تھے۔

اللہ مجھے آزماتا ہے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالی نے بہت سی نعمتیں دی تھیں، انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا:

﴿هَـذَا مِـنْ فَـضْـلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ﴾(النمل: ۴۰)

ترجمہ: یہ میرے پروردگار کا فضل ہے، تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا

ناشکری؟ اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے شکر کرتا ہے، اور اگر کوئی ناشکری کرے تو میرا پروردگار بے نیاز ہے، کریم ہے۔

شکر اپنے فائدے کیلئے ہوتا ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ﴾ (لقمان: ۱۲)

ترجمہ: اور ہم نے لقمان کو دانائی عطا کی تھی، (اور ان سے کہا تھا) کہ اللہ کا شکر کرتے رہو اور جو کوئی اللہ کا شکر ادا کرتا ہے وہ خود اپنے فائدے کے لیے شکر کرتا ہے اور اگر کوئی ناشکری کرے تو اللہ بڑا بے نیاز ہے، بذات خود قابل تعریف۔

اللہ تعالی کی ظاہری وباطنی نعمتیں

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً﴾ (لقمان: ۲۰)

ترجمہ: کیا تم لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسے اللہ نے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے، اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری پوری نچھاور کی ہیں۔

ظاہری وباطنی نعمتوں کا مصداق

حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا، انہوں نے ارشاد فرمایا:

هَذِهِ مِنْ كُنُوزِ عِلْمِي، سَأَلْتُ عَنْهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

أَمَّا الظَّاهِرَةُ فَمَا سَوَّى مِنْ خَلْقِکَ،وَأَمَّا الْبَاطِنَةُ فَمَا سَتَرَ مِنْ عَوْرَتِکَ، وَلَوْ أَبْدَاهَا لَقَلاکَ أَهْلُکَ.❶

ترجمہ: یہ میرے علم کے خزانوں میں سے ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا، انہوں نے ارشاد فرمایا: ظاہری نعمت یہ ہے کہ اللہ نے تم کو ٹھیک پیدا کیا، باطنی نعمت یہ ہے کہ تیرے گناہوں پر پردہ ڈال دیا،اور اگر وہ دکھاتا تو تمہارے گھر والوں کو بتاتا، (تو ہر انسان کی عزت باقی نہ رہتی، رب العالمین والا ہے، علیم ہے، لیکن حلیم ہے فوراً سزا نہیں دیتا بلکہ بندے کو مہلت دیتا ہے، اور ستّار ہے کہ گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے، اگر ہمارے گناہ ظاہر ہوجائیں تو ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں۔

آلِ داود کو شکر کا حکم

قرآنِ مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿اِعْمَلُوْا آلَ دَاوُوْدَ شُکْرًا وَقَلِيْلٌ مِنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ﴾(السبأ: ۱۳)

ترجمہ: اے داؤد کے خاندان والو! تم ایسے عمل کیا کرو جن سے شکر ظاہر ہو اور میرے بندوں میں کم لوگ ہیں جو شکر گزار ہوں۔

شکر گزار بندہ اللہ کو پسند ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿إِنْ تَکْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِیٌّ عَنْکُمْ وَلَا يَرْضَى لِعِبَادِهِ الْکُفْرَ وَإِنْ تَشْکُرُوا يَرْضَهُ لَکُمْ﴾(الزمر: ۷)

ترجمہ: اگر تم کفر اختیار کرو گے تو یقین رکھو کہ اللہ تم سے بے نیاز ہے، اور وہ اپنے

❶شعب الإيمان: تعديد نعم الله عز وجلّ وما يجب من شكرها، ج٦ ص ٢٨٣، رقم الحديث: ٤١٨٥

بندوں کے لیے کفر پسند نہیں کرتا، اور اگر تم شکر کرو گے تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کرے گا۔

میٹھے پانی کی نعمت پر اللہ کا شکر ادا کریں

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ أَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ﴾(الواقعة: ٦٨، ٦٩، ٧٠)

ترجمہ: اچھا یہ بتاؤ کہ یہ پانی جو تم پیتے ہو کیا اسے بادلوں سے تم نے اتارا ہے، یا اتارنے والے ہم ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا بنا کر رکھ دیں، پھر تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے؟

یعنی ہم چاہیں تو میٹھے پانی کو بدل کر کھارا کڑوا بنا دیں، جو نہ پی سکو، نہ کھیتی کے کام آئے۔ پھر احسان نہیں مانتے کہ ہم نے میٹھے پانی کے کتنے خزانے تمہارے ہاتھ میں دے رکھے ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کا محض ہمارے اوپر بہت بڑا فضل ہے کہ اُس نے اپنی رحمت سے ہمارے لیے پانی میٹھا کیا ہے، ہمارے گناہوں کی وجہ سے اسے کڑوا اور نمکین نہیں کیا۔

احسان کرنے پر بندوں سے تعریف اور شکریہ کی طمع نہ رکھیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلوق میں قوی بھی پیدا فرمائے اور ضعیف بھی، مالدار بھی اور نادار بھی اور بہت سے بچوں کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ جاتا ہے اور بہت سی عورتیں شوہر سے محروم ہو جاتی ہیں، ان سب میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں، جو لوگ طاقتور ہیں اور جن کے پاس پیسہ ہے ان کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ہمیں ضعیف اور کمزور و نادار اور مسکین نہیں بنایا اور اس شکریہ میں یہ بھی شامل ہے کہ جو لوگ ضعیف، کمزور،

نادار اور یتیم ہیں، اپاہج اور معذور ہیں، بے کس اور مجبور ہیں، ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں، ان کی خدمت بھی کریں اور ان کی مالی مدد بھی کریں اور اس سب کا ثواب اللہ تعالیٰ سے طلب کریں، جس کے ساتھ سلوک کریں، اس سے شکریہ کے بھی امیدوار نہ رہیں۔ سورہ دہر میں نیک بندوں کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّأَسِيرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُورًا اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا﴾ (الدھر: ۷ تا ۱۰)

ترجمہ: وہ لوگ نذر کو پورا کرتے ہیں اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی اور وہ لوگ جو خدا کی محبت کی وجہ سے مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں، ہم تم کو محض خدا کی رضامندی کے لیے کھانا کھلاتے ہیں، نہ ہم تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ، ہم اپنے رب کی طرف سے ایک سخت اور تلخ دن کا اندیشہ رکھتے ہیں۔

شکرگزار بندے کم ہیں

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ﴾ (الملک: ۲۳)

ترجمہ: کہہ دو کہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، اور تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔ (مگر) تم لوگ شکر تھوڑا ہی کرتے ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر انعامات اور شکر کا حکم

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولٰى. وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ

فَتَرْضَى. أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَى. وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى. وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَى. فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ. وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ. وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾(الضحی: ۴تا ۱۱)

ترجمہ: اور یقیناً آگے آنے والے حالات تمہارے لیے پہلے حالات سے بہتر ہیں۔ اور یقین جانو کہ عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں اتنا اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔ کیا اس نے تمہیں یتیم نہیں پایا تھا، پھر (تمہیں) ٹھکانا دیا؟ اور تمہیں راستے سے ناواقف پایا تو راستہ دکھایا اور تمہیں نادار پایا تو غنی کر دیا۔ اب جو یتیم ہے تم اس پر سختی مت کرنا۔ اور جو سوال کرنے والا ہو، اُسے جھڑکنا نہیں۔ اور جو تمہارے پروردگار کی نعمت ہے اس کا تذکرہ کرتے رہنا۔

نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾(التکاثر: ۸)

ترجمہ: پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا (کہ ان کا کیا حق ادا کیا)۔ یعنی دنیا میں جو نعمتیں میسر تھیں، ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر کیسے ادا کیا؟ اور اس کی کس طرح فرماں برداری کی۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں شکر کی اہمیت وفضیلت

شکر ادا کرنے والا بمنزلہ صائم اور صابر کے ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ. [1]

[1] سنن ابن ماجه: كتاب الصيام، باب فيمن قال الطاعم الشاكر كا الصائم الصابر، رقم الحديث: ۱۷۶۴

ترجمہ: کھانا کھا کرشکر کرنے والا اس روزے دار کی مانند ہے جو صبر کرنے والا ہو۔
یعنی اللہ تعالیٰ کو شکر اتنا پسند ہے کہ کھانا کھا کر جو شکر ادا کرتا ہے اس کا ثواب ایسا ہے جیسا ایک روزے دار روزہ رکھ کر صبر کرے۔

نگاہِ نبوت میں بہترین مال کیا ہے؟

﴿وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾(التوبة : ۳۴،۳۵)

ترجمہ: جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے خزانہ کے طور پر رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، آپ ان کو بڑے دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیجیے۔ وہ اس دن ہوگا جس دن ان کو (سونے چاندی کو) اوّل جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پسلیوں اور پشتوں کو داغ دیا جائے گا، اور کہا جائے گا کہ یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کے رکھا تھا، اب اس کا مزہ چکھو جس کو جمع کر کے رکھا تھا۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیتِ شریفہ نازل ہوئی تو ہم حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، تو بعض صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! سونا چاندی جمع کرنے کا تو یہ حشر ہے۔ اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ بہترین مال کیا ہے جس کو خزانہ کے طور پر جمع کر کے رکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ، وَقَلْبٌ شَاكِرٌ، وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِينُهُ عَلَى إِيْمَانِهِ.[1]

[1] سنن الترمذي: أبواب تفسير القرآن، باب: ومن سورة التوبة، رقم الحديث: ۳۰۹۴

ترجمہ: اللہ کا ذکر کرنے والی زبان، اللہ کا شکرادا کرنے والا دل اور نیک بیوی جو دین کے کاموں میں تعاون کرنے والی ہو۔

اللہ تعالیٰ شکر سے خوش ہوتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجاتے ہیں جو بندہ کوئی لقمہ کھاتا ہے تو اللہ کا شکرادا کرتا ہے اور پانی کا کوئی گھونٹ پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کی ہرنعمت پر کثرت سے شکرادا کرتا رہتا ہے تو اللہ رب العزت اُس سے خوش ہوتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نصیحت

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے معاذ!

وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ، وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ.

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں، اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔

پھرفرمایا:

أُوصِيكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى

❶ صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعا والتوبة والإستغفار، باب استحباب حمد اللّٰه تعالى بعد الأكل والشرب، رقم الحديث: ۲۷۳۴

ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ. ❶

ترجمہ: اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد (یہ دعا) مت چھوڑا کرو، (جسکا ترجمہ ہے) اے اللہ! اپنے ذکر، شکر اور اپنی بہترین عبادت کے سلسلہ میں میری مدد فرما۔

صابر اور شاکر مؤمن کے لئے ہر حالت بہتر ہے

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ. ❷

ترجمہ: مؤمن آدمی کا بھی عجیب حال ہے کہ اس کے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے اور یہ بات کسی کو حاصل نہیں سوائے اس مؤمن آدمی کے کہ اگر اسے کوئی راحت پہنچی تو اُسے نے شکر کیا، تو اس کے لئے اس میں بھی ثواب ہے اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچا اور اس نے صبر کیا تو اس کے لئے اس میں بھی ثواب ہے۔

لوگوں کا بھی شکر ادا کریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللَّهَ. ❸

❶ سنن أبی داود: كتاب الصلاة: باب فی الاستغفار، رقم الحديث: ۱۵۲۲

❷ صحيح مسلم: كتاب الزهد والرقاق، بَابُ الْمُؤْمِنُ أَمْرُهُ كُلُّهُ خَيْرٌ، رقم الحديث: ۲۹۹۹

❸ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة والآداب، باب ما جاء فی الشكر لمن أحسن إليك، رقم الحديث: ۱۹۵۴

ترجمہ: جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا گویا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اس وقت مکمل ہو جاتا ہے، جبکہ بندہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تابعداری کرے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت تجھے جس بندۂ خدا کے ہاتھ سے مل جائے تو اس بندہ کا شکریہ بھی ادا کرو۔ پس جب اس نے اس حکم میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا نہ کیا۔ نیز یہ کہ جس آدمی کی عادت اور طبیعت اس طرح بن چکی ہو کہ جب لوگوں کی طرف سے اس کو کوئی نعمت مل جاتی ہے تو وہ ان کی ناشکری کرتا ہے اور لوگوں کے احسانات کا شکریہ ترک کرتا ہے، تو لازم ہے کہ اس کی یہ بھی عادت ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بھی ناشکری کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کا بھی شکریہ ادا نہ کرے گا، کیونکہ بندہ محسن تو آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے اور نظر آ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تو دیکھا بھی نہیں جا سکتا، نیز بندہ کی طرف سے کبھی کبھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے احسانات کا سلسلہ ہر وقت جاری رہتا ہے، جب انسان کبھی کبھی ہونے والے احسانات کا شکر ادا نہیں کرتا تو ہمیشہ ہر آن رب العالمین کی طرف سے ہونے والی نعمتوں کا بھلا یہ کیسے شکر ادا کرتا ہوگا۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کے بدلے میں اس آدمی کا شکر قبول نہیں فرماتا جو آدمی لوگوں کے احسانات کی قدر نہ کرے ہمدردی کا شکریہ ادا نہ کرے۔

تعریف کرنا شکریہ ادا کرنا ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ بِهِ، فَمَنْ أَثْنَى بِهِ فَقَدْ

شَكَرَهُ،وَمَنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ. ❶

ترجمہ: جس کو کوئی چیز دی جائے تو اگر اس میں طاقت ہو تو اس کا بدلہ دے اور اگر استطاعت نہ ہو تو اس (چیز دینے والے) کی تعریف کرے، پس جس نے اس کی تعریف کی اس نے شکریہ ادا کیا اور جس نے اسے (اس کی عطا کو) چھپایا اس نے ناشکری کی۔

عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کی ایک وجہ ناشکری ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ يَكْفُرْنَ العَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ،ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ. ❷

ترجمہ: میں نے جہنم میں زیادہ عورتوں کو دیکھا ہے۔عورتوں نے کہا یہ کس وجہ سے، آپ نے فرمایا: ناشکری کی وجہ سے۔ پوچھا گیا اللہ کی ناشکری کی وجہ سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شوہر کی ناشکری کی وجہ سے۔ان کے احسان کی ناشکری کرتی ہیں کہ تم پوری زندگی احسان کرتے رہو، پھر تم سے کوئی (ناراضگی والی) بات ہوجائے تو کہہ دیں گی میں نے ان سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

---

❶ سنن أبی داود: کتاب الأدب،باب فی شکر المعروف،رقم الحدیث: ۴۸۱۳

❷ صحیح البخاری: کتاب النکاح،بَابُ كُفْرَانِ العَشِيرِ وَهُوَ الزَّوْجُ، وَهُوَ الخَلِيطُ، مِنَ المُعَاشَرَةِ،رقم الحدیث: ۱۰۵۲

اس حدیث میں عورتوں کے جہنم میں جانے کا سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا کہ اکثر عورتیں شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور شوہر کے احسان کو ذرا سی بات پر بھول جاتی ہیں یعنی ناشکری اور احسان فراموشی کا مادہ ان میں دوسروں کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے۔

نعمت پر شکر کرنے سے اضافہ ہوتا ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَى عَبْدٍ نِعْمَةً فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ، إِلَّا كَانَ الَّذِى أَعْطَى أَفْضَلَ مِمَّا أَخَذَ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر کوئی انعام کرے پھر وہ کہے "اَلْحَمْدُ لِلَّهِ" مگر جو کچھ وہ لے چکا اس سے زیادہ اسکو عطا ہو جاتا ہے۔

دن اور رات کی نعمتوں کے شکر والے کلمات پڑھنا

حضرت عبداللہ بن غنام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ: اَللَّهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِى مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ، وَلَكَ الشُّكْرُ، فَقَدْ أَدَّى شُكْرَ يَوْمِهِ، وَمَنْ قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ حِينَ يُمْسِى فَقَدْ أَدَّى شُكْرَ لَيْلَتِهِ. ❷

ترجمہ: جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھے "اَللَّهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِى مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ" تو

❶ سنن ابن ماجه: كتاب الأدب، باب فضل الحامدين، رقم الحديث: ۳۸۰۵

❷ سنن أبى داود: كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، رقم الحديث: ۵۰۷۳

اس نے اس دن کا شکر ادا کیا اور جس نے ایسے کلمات شام کے وقت کہے اس نے رات کا شکر ادا کیا۔

فائدہ: اگر شام کو پڑھے تو ''مَا أَصْبَحَ بِیْ'' کی جگہ ''مَا أَمْسَی بِیْ'' پڑھے۔

شکر کرنے کی توفیق کیسے حاصل ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انْظُرُوا إِلَى مَنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ. قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَلَيْكُمْ. (1)

ترجمہ: تم اپنے سے نیچے آدمی کو دیکھو، اپنے سے اوپر شخص کی طرف نہ دیکھو، یہ زیادہ مناسب ہے تا کہ اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہ سمجھو۔

اس حدیث میں شکر ادا کرنے کا جذبہ بتایا کہ آپ کے پاس اللہ کا دیا سب کچھ ہے یعنی صحت، مال، اولاد، والدین بیوی اور بچے تو آپ ایسے شخص کو دیکھیں جس کے پاس ان میں سے کچھ نہ ہو تو دل میں شکر کا جذبہ آئیگا کہ اللہ نے مجھے یہ سب کچھ دیا ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے جو بینائی، شنوائی، گویائی، چلنے اور پکڑنے کی طاقت اور سمجھنے والا دماغ اور صحت مند بدن عطا کیا یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں، اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور اُن کے بارے میں سوچے جو اِن نعمتون سے محروم ہیں، تو شکر کی توفیق ہو جائی گئی۔

حمد و شکر سے گناہوں کی معافی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَبَّرَ وَاحِدَةً كُتِبَ لَهُ عِشْرُونَ وَمُحِيَتْ عَنْهُ عِشْرُونَ، وَمَنْ سَبَّحَ

(1) صحیح مسلم: کتاب الزھد والرقائق، رقم الحدیث: ۲۹۶۳

وَاحِدَةً كُتِبَتْ لَهُ عِشْرُونَ وَمُحِيَتْ عَنْهُ عِشْرُونَ،وَمَنْ حَمِدَ وَاحِدَةً كُتِبَتْ لَهُ ثَلاثُونَ وَمُحِيَتْ عَنْهُ ثَلاثُونَ. ❶

ترجمہ: جوایک مرتبہ اللہ کی بڑائی بیان کرے اس کے لیے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہے اور بیس گناہ معاف ہوتے ہیں ، جوایک مرتبہ اللہ کی تسبیح بیان کرے اس کے لیے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہے اور بیس گناہ معاف ہوتے ہیں،اور جوایک مرتبہ اللہ کی تعریف بیان کرے اس کے لیے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہے اور تیس گناہ معاف ہوتے ہیں۔

حمد وشکر کے وہ کلمات جن کو لینے کے لئے فرشتے تیزی سے آئے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نماز میں اس حال میں شریک ہوا کہ اس کی سانسیں پھولی ہوئی تھیں،اس نے کہا'' اَللّٰهُ اَكْبَر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّباً مُبَارَكاً فِيْهِ'' جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کلمات کس نے کہے تھے؟ اور اس نے کوئی نامناسب بات نہیں کی ، پس وہ شخص بولا یا رسول اللہ ! وہ کلمات میں نے کہے تھے، جب میں آیا تو میری سانسیں پھولی ہوئی تھی پس یہ کلمات میں نے پڑھے،اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَیْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا،أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا. ❷

ترجمہ: میں نے بارہ فرشتے دیکھے جو ان کلمات کو عرش پر لے جانے کے لئے ان کی طرف لپک رہے تھے۔

❶ المستدرک علی الصحیحین: كِتَابُ الدُّعَاءِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالذِّكْرِ، ج ا ص ۶۹۴،رقم الحديث: ۱۸۹۰ /قَالَ الْحَاكِمُ:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ،وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

❷ صحيح مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة،باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة،رقم الحديث: ۶۰۰

خوشی کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ شکر کرتے

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

أَنَّهُ كَانَ إِذَا جَاءَهُ أَمْرُ سُرُورٍ أَوْ بُشِّرَ بِهِ خَرَّ سَاجِدًا شَاكِرًا لِلَّهِ. ❶

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی خوشی کی خبر معلوم ہوتی یا کوئی خوشخبری سنائی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا شکر کرتے ہوئے سجدہ ریز ہوجاتے۔

ہر حالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى مَا يُحِبُّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ، وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ. ❷

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی محبوب چیز دیکھتے تو دعا پڑھتے "اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ" تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس کی نعمتوں سے نیکیاں مکمل ہوتی ہے۔ اور جب ناگواہ چیز کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے "اَلْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ" تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہر حالت میں۔

کھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع کلمات کے ساتھ شکر ادا کرنا

آپ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل قباء کے ایک انصاری آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی، ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا چکے تو ہاتھ دھونے کے بعد فرمایا:

---

❶ سنن أبي داود: كتاب الجهاد، باب في سجود الشكر، رقم الحديث: ٢٧٧٤

❷ سنن ابن ماجه: كتاب الأدب، باب فضل الحامدين، رقم الحديث: ٣٨٠٣

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ،مَنَّ عَلَيْنَا فَهَدَانَا وَأَطْعَمْنَا وَسَقَانَا وَكُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ أَبْلَانَا ،اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُكَافِیً وَلَا مَكْفُوْرٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ،اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَطْعَمَ مِنَ الطَّعَامِ،وَسَقٰى مِنَ الشَّرَابِ،وَكَسَا مِنَ الْعُرْیِ،وَهَدٰى مِنَ الضَّلَالَةِ وَبَصَّرَ مِنَ الْعَمَايَةِ وَفَضَّلَ عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا،اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. ❶

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سب کو کھلاتا ہے اور اسکو کھلانے کی ضرورت نہیں، اس نے ہم پر احسان کیا سو ہمیں ہدایت عطا کی، اسی نے ہمیں کھلایا اور پلایا ہے اور ہر اچھی آزمائش سے ہمیں بچایا۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں درانحالیکہ نہیں الوداع کہنے والے اور نہ ہی بدلہ چکانے والا، نہ ہی ناشکرے اور نہ ہی اس سے بے پرواہی کرنے والے ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور بے لباس ہونے پر لباس دیا اور بھٹکے ہوئے ہونے پر ہدایت فرمائی اور اندھا ہونے پر بینائی بخشی اور اپنی بہت ساری مخلوقات پر فضیلت دی۔ تمام تعریفیں خالص اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

بستر پر آتے وقت شکر کی جامع دُعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر آتے تو فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا،وَكَفَانَا وَآوَانَا،فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِیَ لَهُ

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب الدعاء والتکبیر والتهلیل والتسبیح والذکر، ج ١ ص ٧٣١، رقم الحدیث: ٢٠٠٣/ قَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

وَلا مُؤْوِیَ. ❶

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں کفایت کی اور ہمیں جگہ دی، کتنے ہی لوگ ہیں جن کی نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے اور نہ ہی کوئی جگہ دینے والا ہے۔

سوتے اور جاگنے کی نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ، قَالَ: بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا قَامَ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ. ❷

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر کی طرف جاتے تو یہ دعا پڑھتے ''بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا'' تیرے نام ہی سے سوتا ہوں اور جاگتا ہوں۔ اور جب بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے ''اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ'' تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں

جب عبادت کرتے کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر ورم آ گیا، تو کسی نے آپ سے عرض کیا: ''أَتَتَكَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ

❶ صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع، رقم الحديث: ٢٧١٥

❷ صحيح البخاري: كتاب الدعوات، باب ما يقول إذا نام، رقم الحديث: ٦٣١٢

وَمَا تَأَخَّرَ ‘‘ آپ یہ مشقت کیوں اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف فرمادی ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا: ’’أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا‘‘ کیا میں (اللہ کا) شکرگذار بندہ نہ بنوں۔ ❶

’’الحمدللہ‘‘ سے اللہ کا شکرادا کرنا مقصود ہوتا ہے

حدیث شریف میں آیا ہے ’’إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ‘‘ جب کسی کو چھینک آئے تو ’’الحمدللہ‘‘ کہے، اور جو شخص اس کی ’’الحمدللہ‘‘ کی آواز سنے، ’’وَلْيَقُلْ لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ‘‘ تو اسے ’’يَرْحَمُكَ اللَّهُ‘‘ کہنا چاہیے۔ ’’اَلْحَمْدُ لِلَّهِ‘‘ سے اللہ کا شکرادا کرنا مقصود ہوتا ہے اور ’’يَرْحَمُكَ اللَّهُ‘‘ سے اس چھینکنے والے کو دعا دینا مقصود ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ اگر ’’اَلْحَمْدُ لِلَّهِ‘‘ کی آواز نہیں آتی تو پھر ’’يَرْحَمُكَ اللَّهُ‘‘ کہنا واجب نہیں۔ ❷

ان آیات اور احادیث سے شکر کی اہمیت کا اندازہ لگائیں کہ کس قدر شکر اہمیت کا حامل ہے، اس لئے ہر حال میں اللہ کا شکرادا کیا کریں۔

آئینہ دیکھتے وقت حسنِ صورت پر اللہ کا شکرادا کریں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَظَرَ فِي الْمِرْآةِ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ، اَللَّهُمَّ كَمَا أَحْسَنْتَ خَلْقِي، فَأَحْسِنْ خُلُقِي. ❸

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آئینہ دیکھتے تو فرماتے کہ تمام تعریفیں اللہ کے

---

❶ سنن الترمذی: أبواب الصلاة، باب ما جاء فی الاجتهاد فی الصلاة، رقم الحديث: ۴۱۲

❷ صحيح البخاری: كتاب الأدب، باب إذا عطس كيف يشمت، رقم الحديث: ۶۲۲۴

❸ الدعوات الكبير: باب ما يقول إذا نظر فی المرآة، ج۲ ص۸۳، رقم الحديث: ۴۸۹

لئے ہیں وہ اللہ کہ جس نے مجھ کو بہترین تخلیق سے نوازا، میرے اخلاق وکردار کو اچھا بنا۔ حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بعض آدمیوں کی جسمانی تخلیق میں کوئی عیب ونقصان ہوتا ہے کہ مثلاً: کوئی شخص ایک ہاتھ سے یا ایک آنکھ سے محروم ہوتا ہے یا کسی شخص کی کوئی ٹانگ ٹیڑھی ہوتی ہے یا کوئی اور عضو ناقص ہوتا ہے، اس طرح اللہ نے مجھ میں کوئی جسمانی عیب اور نقصان نہیں رکھا، بلکہ مجھ کو تمام عیوب سے محفوظ رکھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آئینہ دیکھنا مستحب ہے اور اپنے حسن صورت اور حسن سیرت پر اللہ کی حمد وثناء کرنا بھی مستحب ہے، کیونکہ یہ دونوں نعمتیں اللہ کی طرف سے عطا ہوتی ہیں، لہذا ان پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے، اور حسن صورت سے زیادہ اہتمام حسنِ سیرت پر کرنا چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ظاہری صورت سے زیادہ انسانوں کو باطنی سیرت کے اہتمام کی طرف متوجہ کیا۔

قضائے حاجت سے فارغ ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت سے فارغ ہوتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَذْهَبَ عَنِّیْ الْأَذَی وعَافَانِیْ. ❶

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے مجھ سے گندگی دور کی اور مجھے تکلیف سے عافیت دی۔

یہ دعا بڑی اہمیت کی حامل ہے، اس لیے کہ انسان جو کچھ بھی کھاتا ہے اس کا ایک حصہ

---

❶ السنن الکبری للنسائی: کتاب عمل الیوم واللیلة، باب مایقول إذاخرج من الخلاء، رقم الحدیث: ۹۸۲۵

جسم کے لیے تقویت کا باعث بنتا ہے، اور ایک حصہ بطورِ فضلہ جسم سے خارج ہو جاتا ہے، اس غذا کا جسم سے خارج ہونا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اگر یہ فُضلہ جسم سے نہ نکلے تو انسان بیماریوں میں مبتلا ہو جائے، اس دعا میں اللہ کی اس نعمت پر شکر ادا کرنا ہے کہ اس نے ہمیں اس گندگی سے نجات دی، اس کو ''أَذْهَبَ عَنِّيْ الْأَذٰى'' سے تعبیر کیا، اسی کے مناسب ''غُفْرَانَکَ'' کے ساتھ کی جانے والی دعا ہے۔ حکمت اور مقصد اس دعا کا یہ ہے کہ اے اللہ! جیسے تو نے میرے جسم سے زائد فضلات کو دور کر کے مجھے گندگی سے نجات عطا فرمائی اور مجھے عافیت جیسی عظیم نعمت نصیب فرمائی، ایسے ہی تو میرے باطن کو صاف فرما دے اور میرے گناہوں کی مغفرت فرما۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے ہم پر ایک اور انعام کیا کہ اس نے جسم سے ساری کی ساری غذا نہیں نکال دی، اگر ایسا ہو جاتا تو ہم زندہ ہی نہ رہتے، اس نعمت کے شکر کو ''وَعَافَانِيْ'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اچھا خواب دیکھنے پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ. ❶

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے، تو سمجھنا چاہیے کہ اللہ کی طرف سے ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور وہ اس خواب کو دوسروں سے بھی نقل

❶ صحیح البخاری: کتاب التعبیر، باب الرؤیا من اللہ، رقم الحدیث: ۶۹۸۵

کرسکتا ہے، اور اگر کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو سمجھے کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے، چنانچہ شیطان سے پناہ چاہے اور اس خواب کو لوگوں سے ذکر نہ کرے، اِسے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

صحت پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے

اسلام کی نظر میں صحت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، جو اس نے اپنی بندوں کو عطا کی ہے، بلکہ یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے، اس لیے ایک طرف تو اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے، تو دوسری طرف اس کا تحفظ بھی کرنا چاہیے، کیوں کہ صحت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امانت ہے، جس کا تحفظ اور صحیح استعمال انسان کے لیے ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ يَوْمَ القِيَامَةِ يَعْنِي العَبْدَ مِنَ النَّعِيمِ أَنْ يُقَالَ لَهُ: أَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ، وَنُرْوِيكَ مِنَ المَاءِ الْبَارِدِ. (1)

ترجمہ: قیامت کے روز محاسبہ کے وقت سب سے پہلے بندہ سے یہ کہا جائیگا "أَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ" کہ کیا میں نے تجھے جسمانی صحت نہیں دی تھی؟ "وَنُرْوِيكَ مِنَ المَاءِ البَارِدِ" اور تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟

اس لیے ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ اس نعمت کی حفاظت کرے اور اس کا غلط استعمال کر کے اسے تبدیل کرنے یا بگاڑنے سے پرہیز کرے۔

درود سلام پڑھنے والے کی فضیلت سن کر حضور کا سجدہ شکر کرنا

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز گھر سے نکلے، تو میں بھی آپ کے پیچھے ہو گیا، آپ کھجوروں کے ایک باغ میں

(1) سنن الترمذی: أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة ألهاكم التكاثر، رقم الحديث: ۳۳۵۸

داخل ہوئے اور (وہاں) بہت لمبا سجدہ کیا حتیٰ کہ مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح ہی نہ قبض کر لی ہو، تو میں چلنے لگا اور اپنا سر نیچے کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور کہا: کیا ہوا اے عبد الرحمٰن! میں نے کہا: آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا مجھے ڈر لگا کہ کہیں آپ کی روح پرواز تو نہیں کر گئی، تو میں دیکھنے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنِّی لَمَّا دَخَلْتُ النَّخْلَ لَقِیتُ جِبْرِیلَ، فَقَالَ: إِنِّی أُبَشِّرُکَ أَنَّ اللَّهَ یَقُولُ: مَنْ سَلَّمَ عَلَیْکَ سَلَّمْتُ عَلَیْهِ، وَمَنْ صَلَّی عَلَیْکَ صَلَّیْتُ عَلَیْهِ. وَفِیْ رِوَایَةٍ: فَسَجَدْتُ لِلَّهِ شُکْرًا. ❶

ترجمہ: جب میں باغ میں آیا تو میں نے جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات کی، انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا اور جو آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت نازل کروں گا۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس وجہ سے اللہ کے سامنے سجدہ شکر ادا کیا۔

جنات نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے تھے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے اور سورۃ الرحمٰن کو اول سے آخر تک پڑھا، صحابہ کرام خاموش تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب الطھارۃ، ج ۱ ص ۳۴۴، رقم الحدیث: ۸۱۰ کتاب الدعاو التکبیر و التھلیل، ج ۱ ص ۷۳۵، رقم الحدیث: ۲۰۱۹، قال الحاکم ھذا الحدیث صحیح علی شرط الشیخین و وافقه الذھبی

لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوا أَحْسَنَ مَرْدُودًا مِنكُمْ، كُنتُ كُلَّمَا أَتَيْتُ عَلَى قَوْلِهِ (فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ)(الرحمن:۱۳) قَالُوا:لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ۔ ❶

ترجمہ: یقیناً میں نے اس سورت کو لیلۃ الجن کی رات جنات پر پڑھا تو وہ آپ سے اچھے جواب دینے والے تھے، جب بھی میں ان پر یہ آیت پڑھتا ''فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ'' تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ تو وہ جنات کہتے: اے ہمارے رب! ہم آپ کی نعمتوں میں سے کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے پس آپ ہی کے لیے تعریف ہے۔

مہمان کے آمد پر اللہ کا شکر ادا کریں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن یا رات کے وقت (کہیں جانے کے لئے گھر سے) نکلے کہ اچانک حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے ملاقات ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کو کس چیز نے تمہارے گھروں سے نکال دیا ہے (یعنی اس وقت چوں کہ گھر سے نکلنے کی تم لوگوں کی عادت نہیں ہے، اس لئے ایسی کیا ضرورت پیش آ گئی، جو تمہارے گھر سے نکلنے کا باعث ہوئی ہے) ان دونوں نے عرض کیا کہ بھوک نے ہمیں گھر سے نکلنے پر مجبور کیا ہے، (یعنی ہم بھوک کی شدت سے بیتاب ہوکر گھر سے نکلے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور مجھے بھی اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اسی چیز نے (گھر سے) نکالا ہے، جس چیز نے تمہیں نکالا ہے یعنی میں بھی بھوک ہی کہ وجہ سے گھر سے نکلا ہوں، اٹھو، (میرے ساتھ چلو) چنانچہ وہ دونوں (بھی) اٹھے (اور

❶ سنن الترمذی: أبواب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة الرحمن، رقم الحدیث: ۳۲۹۱

آپ کے ساتھ ہوئے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے گھر پہنچے (جن کا نام ابوالہیثم تھا) مگر وہ اپنے گھر میں موجود نہیں تھے، ان کی بیوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا کہ خوش آمدید! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہی لوگوں میں آئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا مبارک، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں شخص یعنی تمہارے شوہر کہاں ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لانے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ انصاری (یعنی صاحب خانہ بھی) آگئے، انہوں نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں صحابہ (حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے گھر میں) دیکھا تو (اپنی اس خوش بختی پر پھولے نہیں سمائے اور) کہنے لگے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا أَحَدٌ الْيَوْمَ أَكْرَمَ أَضْيَافًا مِنِّي" الحمدللہ" اللہ کا شکر ہے، بزرگ تر مہمانوں کے اعتبار سے آج کے دن مجھ سے زیادہ کوئی خوش نصیب نہیں ہے، یعنی آج کے دن میرے مہمان دوسرے لوگوں کے مہمانوں سے زیادہ بزرگ ومعزز ہیں۔ راوی (یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ انصاری) ان حضرات کو لے کر اپنے باغ میں گئے جہاں ان کے لئے ایک بچھونا بچھا کر ان کو اس پر بٹھایا اور خود کھجوروں کے درختوں کے پاس) گئے اور ان (مہمانوں) کے لئے کھجوروں کا ایک خوشہ لے کر آئے، جس میں نیم پختہ، پختہ اور تروتازہ (ہر طرح کی) کھجوریں تھیں، پھر انہوں نے کہا کہ آپ لوگ اس میں سے کھائیے، اس کے بعد انہوں نے چھری لی (اور ایک بکری کو ذبح کرنا چاہا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ دودھ والی بکری ذبح کرنے سے اجتناب کرنا، آخرکار انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لئے ایک بکری ذبح کی (اور جب اس کا گوشت پک گیا تو) سب نے اس بکری کا

گوشت کھایا، اس خوشہ میں سے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا، اس طرح جب کھانے پینے سے پیٹ بھر گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے، قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کی بابت پوچھا جائے گا، بھوک نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا تھا، لیکن تم اپنے گھروں کو واپس (بھی) نہ ہوئے تھے کہ (خدا کی طرف سے) تمہیں یہ نعمتیں مرحمت ہوگئیں۔ ❶

تشریح: اس انصاری کا اپنے گھر میں ان معزز بزرگ ترین مہمانوں کو دیکھ کر اپنے حق میں ایک عظیم نعمت تصور کرنا اور اس پر ان کا "**الحمد للّٰہ**" کہنا اس بات کی علامت ہے کہ کسی نعمت کے ظاہر ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا مستحب ہے، نیز یہ بھی مستحب ہے کہ جب مہمان آئے تو اس کے سامنے اکرام میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس دنیا میں جو نعمتیں عطا فرماتا ہے ان کے بارے میں وہ قیامت کے دن سوال کرے گا اور یہ سوال بعض کے حق میں تو توبیخ وسرزنش کے طور پر ہوگا اور بعضوں سے احسان جتانے اور اظہارِ نعمت وکرامت کے طور پر ہوگا، گویا ہر صورت میں اللہ تعالیٰ اپنی ہر نعمت پر بندوں سے سوال فرمائے گا کہ ہم نے تمہیں دنیا میں یہ جو فلاں فلاں نعمت عطا کی تھی تم نے اس پر ادائیگی شکر کا حق ادا کیا یا نہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر کرنے والوں کے لئے دعا کرنا

اسحاق بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص روزانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

❶ صحیح مسلم: کتاب الأشربة، باب جواز استتباعه غیره إلی دار من یثق برضاه بذلک، رقم الحدیث: ۲۰۳۸

خدمت میں حاضر ہوکر سلام کیا کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پوچھتے: کیسے صبح کی؟ یہ کہتے: إِلَيْکَ أَحْمَدُ اللّٰهَ، أَوْ أَحْمَدُ اللّٰهَ إِلَيْکَ" یعنی اللہ کا شکر اور تعریف کرتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو دعا دیتے تھے۔ ایک دفعہ یہ آئے تو حسب معمول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو اس نے کہا: بِخَيْرٍ إِنْ شَكَرْتُ" خیریت ہے اگر میں شکر کروں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، تو اس شخص نے پوچھا: آپ مجھ سے حال احوال پوچھتے ہو اور دعا دیتے تھے، آج خیریت پوچھی لیکن دعا نہیں دی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنِّي كُنْتُ أَسْأَلُکَ فَتَشْكُرُ اللّٰهَ، وَإِنِّي سَأَلْتُکَ الْيَوْمَ فَشَكَكْتَ فِي الشُّكْرِ. ❶

ترجمہ: میں تم سے پوچھتا ہوں پس تم اللہ کا شکر ادا کرتے ہو، آج میں نے پوچھا تو تم نے شکر ادا کرنے میں شک کیا۔

شکر کی اہمیت وفضیلت سے متعلق انبیاء علیہم السلام کے ارشادات

نوح علیہ السلام اللہ کے شکر گزار بندے کیسے بنے

۱...... حضرت مجاہد رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا" کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

لَمْ يَأْكُلْ شَيْئًا قَطُّ إِلَّا حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالَى، وَلَمْ يَشْرَبْ شَيْئًا قَطُّ إِلَّا حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالَى، وَلَمْ يَمْشِ مَمْشًى قَطُّ إِلَّا حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالَى، وَلَمْ يَبْطِشْ بِشَيْءٍ قَطُّ إِلَّا حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالَى، فَأَثْنَى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ: (إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا

❶ شعب الإيمان: تعديد نعم اللّٰه عزوجل وما يجب من شكرها، ج٦ ص٢٥٨، رقم الحديث: ٤١٣٥/الشكر لابن أبي الدنيا: ص١٨، الرقم: ٣٨

شَكُورًا)(الإسراء : ۳) ❶

ترجمہ: (حضرت نوح علیہ السلام) جب کوئی چیز کھاتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے، جب کوئی چیز پیتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے، جب چلتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے، جب کوئی چیز پکڑتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں فرمایا: بے شک نوح (علیہ السلام) بڑے شکر گزار بندے تھے۔

عطا نعمت کی نسبت باری تعالی کی طرف کرنا شکر ہے

۲......حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا:

إِلٰهِىْ كَيْفَ أَشْكُرُكَ وَشُكْرِىْ لَكَ نِعْمَةً مِنْ عِنْدِكَ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ: اَلْآنَ قَدْ شَكَرْتَنِىْ. ❷

ترجمہ: اے باری تعالیٰ! میں تمہارا کیسے شکر ادا کروں؟ جبکہ میرا شکر ادا کرنا بھی تمہاری ایک عنایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اب تو نے میرا شکر ادا کیا ہے۔

نعمت کی عطا کو اللہ کی طرف سے سمجھنا بھی شکر ہے

۳......حضرت ابو جلد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق پڑھا کہ انہوں نے اللہ تعالی سے فرمایا "أَیْ رَبِّ كَيْفَ لِىْ أَنْ أَشْكُرَكَ وَأَنَا لَا أَصِلُ إِلَى شُكْرِكَ إِلَّا بِنِعْمَتِكَ" اے میرے رب! میرے لیے کیسے ممکن ہے کہ تیرا شکر کروں حالانکہ میں شکر ادا نہیں کر سکتا مگر تیری (توفیق) نعمت سے۔ انکے پاس وحی آئی کہ "أَنْ يَا دَاوُدُ أَلَيْسَ تَعْلَمُ أَنَّ الَّذِى بِكَ مِنَ النِّعَمِ

❶ الزهد والرقاق لابن المبارك: باب ذكر رحمة اللّٰه تبارك وتعالى وجلّ وعلا، ص ۳۲۹، الرقم: ۹۴۱/الشكر لابن أبى الدنيا: ص ۷۰، الرقم: ۲۰۶

❷ الرسالة القشيرية: باب الشكر، ج ۱ ص ۳۱۳

مِنِّی؟" اے داؤد! کیا تم جانتے ہو کہ یہ جو نعمتیں ہیں یہ میری طرف سے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: ہاں! اے رب، تو اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: فَإِنِّی أَرْضَی بِذَلِکَ مِنکَ شُکْرًا "اسی بات پر بطورِ شکر کے میں تم سے راضی ہو گیا۔ ❶

بارگاہِ الٰہی میں سب سے کم تر نعمت

۴......حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالی سے پوچھا کہ "رَبِّ أَخْبِرْنِی مَا أَدْنَی نِعْمَتِکَ عَلَیَّ؟ اے میرے رب! مجھے بتا دیجئے مجھ پر تیری سب سے کم تر نعمت کونسی ہے؟ اللہ تعالی نے وحی کی اے داؤد! سانس لے، انہوں نے سانس لیا تو اللہ تعالی نے فرمایا "هَذَا أَدْنَی نِعْمَتِی عَلَیْکَ" یہ میری تجھ پر سب سے کم تر نعمت ہے۔ ❷

حضرت ایوب علیہ السلام کا بیماری کے ایام میں اللہ کا شکر ادا کرنا

۵......حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاذْکُرْ عَبْدَنَآ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ وَخُذْ بِیَدِکَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ﴾ (ص: ۴۱ تا ۴۴)

ترجمہ: اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو، جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا تھا کہ شیطان مجھے دکھ اور آزار لگا گیا ہے۔ (ہم نے ان سے کہا) اپنا پاؤں زمین پر مارو، لو! یہ ٹھنڈا پانی ہے نہانے کے لیے بھی اور پینے کے لیے بھی۔ اور (اس طرح) ہم نے

❶ حلية الأولياء: ترجمة: حيلان بن فروة أبو الجلد، ج٦ ص ٥٦

❷ مختصر تاريخ مدينة دمشق: حرف الدال، ترجمة: داود بن إيشا، ج٨ ص ١٢٦ / الشكر لابن أبي الدنيا: ص ٥١، الرقم: ١٤٩

انہیں ان کے گھر والے بھی عطا کر دیے۔ اوران کے ساتھ اتنے ہی اور بھی، تاکہ ان پر ہماری رحمت ہو، اور عقل والوں کے لیے ایک یادگار نصیحت۔ اور (ہم نے ان سے یہ بھی کہا کہ) اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا لو، اور اس سے مار دو، اور اپنی قسم مت توڑو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انہیں بڑا صبر کرنے والا پایا، وہ بہترین بندے تھے، واقعہ وہ اللہ سے خوب لو لگائے ہوئے تھے۔

ایک مرتبہ شیطان نے فرشتوں سے حضرت اَیوب علیہ السلام کے تقویٰ و پرہیزگاری کے متعلق گفتگو سنی، حضرت اَیوب علیہ السلام اللہ کے عبادت گزار بندے تھے، اُن کے تمام اَوقات اللہ کی عبادت اور نعمتوں کے شکر میں گزرتے تھے، شیطان کو یہ بات بُری لگتی تھی، لہٰذا اُس نے اِرادہ کیا کہ اِن کو گمراہ کرے، چنانچہ وہ اُن کے پاس گیا اور اُن کے دِل میں وسوسے ڈالنے کی کوشش کرنے لگا، اِسے معلوم ہوا کہ اُن کے کان اور دِل بند ہیں باہر سے کوئی چیز (وسوسہ) اُن میں داخل نہیں ہوسکتی اور یہ اللہ کے اُن مخلص بندوں میں داخل ہیں جن پر شیطان کا کوئی داؤ نہیں چلتا، لہٰذا شیطان بہت پریشان ہوا اور اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور تمام غرور خاک میں ملا کر بولا: اے اللہ! تیرا بندہ اَیوب تیری عبادت کرتا ہے، تسبیح بیان کرتا ہے، اپنے دِل وزبان کو تیرے ذکر وتسبیح میں مشغول رکھتا ہے، لیکن یہ تمام عبادات اُن نعمتوں کے بدلے میں ہیں جو تو نے اُسے عطا کی ہیں، وہ تیری رضا کے لیے عبادت نہیں کرتا، لہٰذا اے اللہ! اُسے اِن تمام نعمتوں سے محروم کر، پھر دیکھ لو وہ تیری اِطاعت سے کیسے منہ پھیرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے شیطان لعین! اَیوب میرا مخلص بندہ ہے، وہ عبادت اور ذکر حق سمجھ کر کرتا ہے، اُس کی عبادت و ذکر دُنیا کی محبت سے خالی اور حرص ولالچ سے دُور ہے، اَیوب اِیمانی اِعتبار سے روشن چراغ کی طرح ہے اور وہ صبر ویقین میں اَعلیٰ مقام رکھتا ہے،

لہٰذا میں اَیوب کا مال و دولت تمہارے لیے حلال کرتا ہوں تم جو کرنا چاہتے ہو کرلو پھر دیکھنا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

شیطان لعین یہ اِختیار لے کر وہاں سے چلا اور اپنے چیلوں کو مشاورت کے لیے جمع کیا، اُنہوں نے آپس میں یہ فیصلہ کیا کہ حضرت اَیوب علیہ السلام کا تمام مال و دولت ختم کر دیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، مال و دولت ہلاک کرنے کے بعد شیطان لعین ایک بوڑھے حکیم کی صورت میں حضرت اَیوب علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آگ نے تمہارے مال و دولت کو تباہ کر دیا اور تمہارا رب تم سے جدا ہو گیا، لیکن تم پھر بھی اپنی زبان سے اُس کا ذکر کرتے ہو، شیطان کا خیال تھا کہ یہ سن کر حضرت اَیوب علیہ السلام کا اِیمان ڈگمگائے گا، لیکن حضرت اَیوب علیہ السلام مضبوط اِیمان والے اور صاحبِ یقین محکم تھے کہ اللہ اُن سے جدا نہیں ہوا، لہٰذا اُنہوں نے کہا کہ جس دولت کو آگ نے تباہ کیا ہے وہ دولت اللہ کی اَمانت تھی اور اللہ وہ اَمانت واپس لے چکا ہے، لہٰذا میں ہر حال میں اللہ کا شکر اَدا کرتا رہوں گا چاہے وہ دے یا لے، راضی ہو یا ناراض، نفع دے یا نقصان، وہ تمام اَشیاء کا مالک ہے، جس کو چاہے بادشاہت دے جس کو چاہے معزول کر دے، جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے، پھر حضرت اَیوب علیہ السلام سجدہ میں گر گئے اور شیطان لعین شرمندہ ہو کر واپس پلٹ گیا اور اللہ کی بارگاہ میں جا کر کہنے لگا:

اے مولیٰ! بیشک تیرا بندہ اَیوب زوالِ نعمت پر صابر ہے، لیکن یہ اِس بات کی لالچ رکھتا ہے کہ اُس کے بیٹے دوبارہ محنت سے مال و دولت کما کر لائیں گے، لہٰذا اے رب! اُن کے بیٹوں کو ہلاک کر دے جو یقیناً اُن پر بہت شاق ہوگا جس سے یہ معصیت اور نافرمانی میں ضرور مبتلا ہو جائیں گے، کیونکہ اَولاد کا فتنہ بہت بڑا ہوتا ہے، لہٰذا اِس

آزمائش میں وہ ضرور جزع وفزع شروع کردیں گے۔

اِس کی بات سن کر اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: اے لعین! میں نے تجھے اُس کے بیٹوں پر مسلط کردیا ہے، لیکن یاد رکھنا تم ایک ذرّہ برابر بھی اُس کے اِیمان کو نقصان نہیں پہنچا سکو گے اور اُس کے صبر میں ذرّہ برابر بھی کمی نہ کرسکو گے۔ اِبلیس لعین وہاں سے چلا گیا اور اپنے لشکر کو اکٹھا کر کے تدبیریں کرنا لگا پھر اُنہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ حضرت اَیوب علیہ السلام کے گھر جا کر دیواروں اور چھتوں کو ہلا کر گرا دیتے ہیں اِس سے وہ تمام ہلاک ہوجائیں گے، چنانچہ اُنہوں نے ایسے ہی کیا جس سے تمام بیٹے ہلاک ہوگئے، پھر شیطان ایک تسلی دینے والے شخص کی شکل میں حضرت اَیوب علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا کیا: آپ نے بیٹوں کی ہلاکت کے بعد کچھ نہیں سوچا کہ اللہ کو آپ کی عبادت اور ذکر کی کوئی پروا نہیں ہے اور اللہ نے آپ کے حقوق کی کوئی رعایت نہیں کی۔ حضرت اَیوب علیہ السلام نے روتے ہوئے کہا: کہ اللہ نے دیا تھا اُس نے واپس لے لیا ہے، میں ہر حال میں اُس کا شکر اَدا کرتا رہوں گا چاہے وہ دے یا لے، راضی ہو یا ناراض، نفع دے یا نقصان، اِس کے بعد وہ سجدے میں گر گئے۔ شیطان یہ دیکھ کر بڑا غمگین اور غصہ ہوا اور اللہ کے دربار میں حاضر ہوکر کہنے لگا:

اے اللہ! اَیوب کے مال کی طرح اُسکی اَولاد بھی ختم ہوگئی ہے، لیکن اُسکی صحت باقی ہے اور وہ اِس اُمید پر عبادت کرتا ہے کہ اُسکی اَولاد اور مال واپس مِل جائے گا لہٰذا آپ مجھے اُس کے جسم پر مسلط کردیجیے، تاکہ میں اُس کے جسم کو بیماری میں مبتلا کردُوں پھر وہ آپ کی عبادت سے پھر جائے گا اور بیماری کی وجہ سے ذکر چھوڑ دے گا۔ چنانچہ اللہ نے دُنیا کو حضرت اَیوب علیہ السلام کا اِیمان اور صبر دکھلانے کے لیے اور اُن کے واقعہ کو نصیحت بنانے کے لیے شیطان کو حکم فرمایا کہ جاؤ اُس کا جسم تمہارے سپرد ہے، لیکن

اُس کی رُوح اور زبان سے دُور رہنا، کیونکہ اُس میں اِیمان کی حلاوت وعرفان وآگہی موجود ہے۔

شیطان نے اپنے شاگردوں کو جمع کیا اور حضرت اَیوب علیہ السلام کے بارے میں تدبیر کرنے لگے، بالآخر اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ حضرت اَیوب علیہ السلام کے جسم کو شدید بیماری میں مبتلا کردیں، لیکن جیسے جیسے حضرت اَیوب علیہ السلام کی بیماری کی شدت بڑھتی گئی حضرت اَیوب علیہ السلام کے اِیمان ویقین اور صبر واِستقامت میں اِضافہ ہوتا چلا گیا، کافی عرصہ تک یہ بیماری قائم رہی حتی کہ حضرت اَیوب علیہ السلام کمزوری سے ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گئے، تمام دوست واَحباب ساتھ چھوڑ گئے، صرف ایک صابرہ شاکرہ بیوی ساتھ رہ گئی جواُن کی خدمت کرتی تھی اور بیماری کے عالَم میں بھی اُن کی زبان سے شکر کے کلمات ہی نکلتے، نافرمانی اور ناشکری کا کلمہ نہ نکلتا، شیطان یہ دیکھ کر بہت پریشان ہوا، شیطان کے ایک شاگرد نے اُس سے کہا کہ تمہارے حیلے تدبیریں کہاں گئیں؟ ایک اَیوب (علیہ السلام) کو تم قابو نہ کرسکے تم نے اَبوالبشر آدم علیہ السلام کو جنت سے کیسے نکالا تھا؟ وہاں کون سا حیلہ اِختیار کیا تھا؟ اِبلیس نے کہا کہ وہاں میں نے عورت کا سہارا لے کر حملہ کیا تھا، اُس شاگرد نے کہا: اب بھی ایسا ہی کرو، کیونکہ اِبلیس حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کو بھول چکا تھا لہٰذا اب فوراً اُس کی طرف متوجہ ہوا اور اُس سے جاکر کہنے لگا تمہارا شوہر اَیوب کہاں ہے؟ تمہارا شوہر یہی ہے جو فرش پر لیٹا ہوا ہے، یہ نہ مردہ اور نہ زندہ، اِس کی جوانی، صحت اور دیگر نعمتیں کہاں گئیں، کیا اللہ اِسے چھوڑ چکا ہے؟ شیطان لعین نے کہا: تم اپنے شوہر سے کہو وہ مجھ سے مدد طلب کرے میں اُسے اس بیماری سے نجات دلا دوں گا، یعنی مجھے مؤثر سمجھ کر مجھ سے مدد مانگے۔ شیطان لعین اِس چال میں کامیاب ہوگیا اور حضرت

اَیوب علیہ السلام کی بیوی کے دِل میں مایوسی پیدا کردی، چنانچہ وہ حضرت اَیوب علیہ السلام سے جا کر روتے ہوئے کہنے لگیں: آپ کا مال، بچے، دوست واَحباب کہاں گئے اور آپ کی جوانی کو کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ آپ کو کب تک عذاب میں مبتلا رکھیں گے؟ حضرت اَیوب علیہ السلام نے جواباً کہا کہ شیطان نے تمہارے دِل کو ورغلایا ہے، مجھے لگتا ہے کہ تم مال ودولت اور اَولاد کے فوت ہونے پر نہیں رو رہی، بلکہ تم پر اللہ کی آزمائش ہے، بیوی نے پوچھا: کیا آپ نے اللہ سے مصیبت وغم دُور کرنے کی دُعا نہیں کی؟ حضرت اَیوب علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ ہمارا کتنا عرصہ فراخی سے گزرا ہے؟ بیوی نے جواب دیا کہ اَسی سال آرام وسکون سے گزرے ہیں، پھر اُنہوں نے پوچھا کہ تنگی ومصیبت میں کتنے سال گزارے ہیں؟ بیوی نے جواب دیا سات سال، پھر آپ نے فرمایا کہ جو عرصہ آسانی وسہولت کا گزرا ہے اُس کو دیکھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے کہ میں اللہ سے مصیبت ختم کرنے کا سوال کروں، البتہ تمہارا اِیمان کمزور ہورہا ہے اور تمہارا دِل اللہ کے فیصلوں پر تنگ ہورہا ہے لہٰذا مجھے قسم ہے اُس ذات کی جو معبودِ واحد ہے اگر میں صحت مند ہوگیا تو تجھے کوڑے ماروں گا اور آج کے بعد تیرے ہاتھ سے کھانا پینا میرے لیے حرام ہے، تم اپنے آپ کو میری نظروں سے ہٹا لو حتی کہ خدا کوئی فیصلہ فرمادے۔ جب حضرت اَیوب علیہ السلام اکیلے رہ گئے اور تکالیف شدت اِختیار کرگئیں اور مرض بڑھ گیا تو اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی ﴿اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ﴾ اللہ نے اُن کی دُعا کو قبول فرمائی اور حکم دیا کہ اپنے پاؤں سے زمین کو رگڑیں تو زمین سے پانی کا چشمہ نکلے گا اُس سے پانی پئیں اور غسل کریں آپ کی بیماری اور کمزوری ختم ہوجائے گی، چنانچہ آپ پانی پیتے ہی صحت مند اور طاقتور ہوگئے، چونکہ اُن کی بیوی اِنتہائی نرم دِل اور اچھی

طبیعت کی مالکہ تھیں اور بیماری کے اوّل دِن سے اُن کے ساتھ تھیں، اُن سے رہا نہ گیا اور اُن کے پاس آئیں، لیکن کیا دیکھتی ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام ایک جوان، صحت مند وتندرست آدمی بن چکے ہیں اُس نے خوش ہوکر آپ کو گلے سے لگالیا اور اللہ کا شکر اَدا کیا اور اپنے شوہر کی صحت پر سجدہ شکر اَدا کیا کہ اُس کا شوہر ایک لمحہ بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوا اور اللہ کی مبتلا کردہ آزمائش میں صابر اور شاکر رہا:

رُوِیَ أَنَّ إِبْلِیسَ سَأَلَ رَبَّهُ، فَقَالَ هَلْ فِی عَبِیدِکَ مَنْ لَوْ سَلَّطْتَنِی عَلَیْهِ یَمْتَنِعُ مِنِّی؟ فَقَالَ اللّٰهُ: نَعَمْ عَبْدِی أَیُّوبُ، فَجَعَلَ یَأْتِیهِ بِوَسَاوِسِهِ وَهُوَ یَرَی إِبْلِیسَ عِیَانًا وَلَا یَلْتَفِتُ إِلَیْهِ، فَقَالَ: یَا رَبِّ إِنَّهُ قَدِ امْتَنَعَ عَلَیَّ فَسَلِّطْنِی عَلَی مَالِهِ، وَکَانَ یَجِیئُهُ وَیَقُولُ لَهُ: هَلَکَ مِنْ مَالِکِ کَذَا وَکَذَا، فَیَقُولُ اللّٰهُ أَعْطَی وَاللّٰهُ أَخَذَ، ثُمَّ یَحْمَدُ اللّٰهَ، فَقَالَ: یَا رَبِّ إِنَّ أَیُّوبَ لَا یُبَالِی بِمَالِهِ فَسَلِّطْنِی عَلَی وَلَدِهِ، فَجَاءَ وَزَلْزَلَ الدَّارَ فَهَلَکَ أَوْلَادُهُ بِالْکُلِّیَّةِ، فَجَاءَهُ وَأَخْبَرَهُ بِهِ فَلَمْ یَلْتَفِتْ إِلَیْهِ، فَقَالَ یَا رَبِّ لَا یُبَالِی بِمَالِهِ وَوَلَدِهِ فَسَلِّطْنِی عَلَی جَسَدِهِ، فَأَذِنَ فِیهِ، فَنَفَخَ فِی جِلْدِ أَیُّوبَ، وَحَدَثَتْ أَسْقَامٌ عَظِیمَةٌ وَآلَامٌ شَدِیدَةٌ فِیهِ، فَمَکَثَ فِی ذٰلِکَ الْبَلَاءِ سِنِینَ، حَتَّی صَارَ بِحَیْثُ اسْتَقْذَرَهُ أَهْلُ بَلَدِهِ، فَخَرَجَ إِلَی الصَّحْرَاءِ وَمَا کَانَ یَقْرُبُ مِنْهُ أَحَدٌ، فَجَاءَ الشَّیْطَانُ إِلَی امْرَأَتِهِ، وَقَالَ لَوْ أَنَّ زَوْجَکِ اسْتَعَانَ بِی لَخَلَّصْتُهُ مِنْ هٰذَا الْبَلَاءِ، فَذَکَرَتِ الْمَرْأَةُ ذٰلِکَ لِزَوْجِهَا، فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَئِنْ عَافَاهُ اللّٰهُ لَیَجْلِدَنَّهَا مِائَةَ جَلْدَةٍ، وَعِنْدَ هٰذِهِ الْوَاقِعَةِ قَالَ: أَنِّی مَسَّنِیَ الشَّیْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ فَأَجَابَ اللّٰهُ دُعَاءَهُ، وَأَوْحَی إِلَیْهِ أَنِ ارْکُضْ بِرِجْلِکَ فَأَظْهَرَ اللّٰهُ مِنْ تَحْتِ رِجْلِهِ عَیْنًا بَارِدَةً طَیِّبَةً

فَاغْتَسَلَ مِنْهَا، فَأَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ دَاءٍ فِي ظَاهِرِهِ وَبَاطِنِهِ، وَرَدَّ عَلَيْهِ أَهْلَهُ وَمَالَهُ. ❶

حضرت یوسف علیہ السلام کا طویل عرصہ رفاقت اور مصائب کو شکر کے انداز میں بیان کرنا

۶ ......حضرت یوسف علیہ السلام نے بے شمار مصیبتیں جھیلیں پریشانیاں برداشت کیں۔ آپ کی جدائی کے صدمہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ حضرت یوسف علیہ السلام تقریباً چالیس سال سے زائد عرصہ تک والد سے جدا رہے، جدائی کے یہ صدمات برداشت کرنے کے علاوہ حضرت یوسف علیہ السلام نے طرح طرح کی مصیبتیں جھیلیں، آپ کو کنوئیں میں ڈالا گیا، بازار میں فروخت کیا گیا، غلام بنایا گیا اس پر ہی بس نہیں۔ آپ پر جھوٹی تہمت بھی لگائی گئی اور بے گناہ آپ کو قید و بند کی مشقتوں میں ڈالا گیا۔

غرض طویل عرصہ تک مصیبتیں برداشت کرتے رہے اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مصائب و پریشانیوں سے نجات دی اور اپنے والد سے ملاقات کی صورت پیدا ہوئی اور چالیس سال تک والد سے جدا رہنے کے بعد ملے تو اپنے والد ماجد سے چالیس سال کی پریشانیوں اور دکھڑوں کا تذکرہ نہیں فرمایا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا شروع کیا:

﴿وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ

❶ التفسير الكبير: سورة ص، القصة الثالثة، ج ۲۶ ص۳۹۷

الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ﴾ (یوسف: ۱۰۰، ۱۰۱)

ترجمہ: اور یوسف نے کہا: ابا جان! یہ میرے پرانے خواب کی تعبیر ہے جسے میرے پروردگار نے سچ کردکھایا، اور اس نے مجھ پر بڑا احسان فرمایا کہ مجھے قید خانے سے نکال دیا، اور آپ لوگوں کو دیہات سے یہاں لے آیا۔ حالانکہ اس سے پہلے شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال دیا تھا، حقیقت یہ ہے کہ میرا پروردگار جو کچھ چاہتا ہے اس کے لیے بڑی لطیف تدبیریں کرتا ہے۔ بیشک وہی ہے جس کا علم بھی کامل ہے، حکمت بھی کامل۔ میرے پروردگار! تو نے مجھے حکومت سے بھی حصہ عطا فرمایا، اور مجھے تعبیر خواب کے علم سے بھی نوازا۔ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا رکھوالا ہے۔ مجھے اس حالت میں دنیا سے اٹھانا کہ میں تیرا فرمانبردار رہوں، اور مجھے نیک لوگوں میں شامل کرنا۔

حالانکہ اگر کسی عام آدمی پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو وہ اس کو عمر بھر گاتا پھرتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے چالیس سال تک جدائی کی روئیداد دو منٹوں میں بیان فرمادی۔ یہ ہے پیغمبر کی شان کہ مصیبت کو بھی نعمت شمار کرتے ہیں۔ شکر کرنے والوں کی نظر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر ہوتی ہے۔

شکر کی اہمیت وفضیلت سے متعلق اسلافِ امت کے اقوال

نعمت اور شکر دونوں باہم ملی ہوئی ہیں

۱...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ النِّعْمَةَ مَوْصُولَةٌ بِالشُّكْرِ، وَالشُّكْرُ مُتَعَلِّقٌ بِالْمَزِيدِ، وَهُمَا مَقْرُونَانِ فِي قَرْنٍ، وَلَنْ يَنْقَطِعَ الْمَزِيدُ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَنْقَطِعَ الشُّكْرُ مِنَ

الْعَبْدِ. ❶

ترجمہ: نعمت ملنے پر فوراً اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور شکر ادا کرنے سے نعمت بڑھتی ہے، شکر اور نعمت کا بڑھنا ایک ہی رسی میں بندھے ہوئے ہیں، جب بندہ شکر ادا کرنا چھوڑے گا تب اللہ کی طرف سے نعمت کا بڑھنا بند ہوگا۔

پانی کے بآسانی پینے اور اخراج پر شکر ادا کریں

۲......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْرَبُ مِنَ الْمَاءِ الْقَرَاحِ، فَيَدْخُلُ بِغَيْرِ أَذًى، وَيَخْرُجُ بِغَيْرِ أَذًى، إِلَّا وَجَبَ عَلَيْهِ الشُّكْرُ. ❷

ترجمہ: جو بندہ خالص پانی پیے اور وہ پانی بغیر کسی تکلیف کے اندر چلا جائے اور پھر بغیر کسی تکلیف کے (پیشاب کے ذریعہ سے) باہر آ جائے تو اس پر شکر ادا کرنا واجب ہوگیا۔

گمشدہ چیز کے ملنے پر سجدہ شکر کرنا

۳......جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو (ان کی والدہ محترمہ) حضرت اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہا کی وہ چیز گم ہوگئی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عطا فرمائی تھی اور ایک تھیلے میں رکھی رہتی تھی، وہ اسے تلاش کرنے لگیں، "فَلَمَّا وَجَدَتْهُ خَرَّتْ سَاجِدَةً" جب وہ چیز مل گئی تو سجدے میں گر پڑیں۔ ❸

---

❶ شعب الإيمان: باب تعديد نعم اللّٰه عز وجل وما يجب من شكرها، ج۶ ص۲۹۶، رقم الحديث: ۴۲۱۴

❷ الشكر لابن أبي الدنيا: باب مامن عبد يشرب من الماء، ص۶۵، رقم الحديث: ۱۹۲

❸ المعجم الكبير للطبراني: ج۲۴ ص۱۰۵، رقم الحديث: ۲۸۲

اللہ رب العزت کا جود وکرم

۴......امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کے غلاف سے چمٹ کر کہا:

اِلٰھِیْ اَنْعَمْتَنِیْ فَلَمْ تَجِدْنِیْ شَاکِرًا وَابْتَلَیْتَنِیْ فَلَمْ تَجِدْنِیْ صَابِرًا افَلاَ أَنْتَ سَلَبْتَ النِّعْمَةَ بِتَرْکِ الشُّکْرَ وَلَا أَدَمْتَ الشِّدَةَ بِتَرْکِ الصَّبْرَ اِلٰھِیْ مَا یَکُوْنُ مِنَ الْکَرِیْمِ اِلَّاالْکَرَمَ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! تو نے مجھ پر انعام کیا مگر تو نے مجھے شاکر نہ پایا، تو نے مجھے (آزمائش میں) مبتلا کیا مگر مجھے صابر نہ پایا۔ میرے شکر ادا نہ کرنے کے باوجود تو نے مجھ سے اپنی عنایات کو روک نہیں لیا اور نہ ہی میری بے صبری کی وجہ سے تو نے مصیبت کو دائم رکھا۔ یا الٰہی! ایک کریم سے کرم کے سوا کیا ظاہر ہوگا۔

نعمتوں میں دوام شکر کے ذریعے ہوگا

۵......حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَیِّدُوْا نِعَمَ اللّٰہِ بِشُکْرِ اللّٰہِ. ❷

ترجمہ: اللہ کی نعمتوں کو شکر کے ذریعہ قید کرلو (تاکہ وہ کبھی ختم نہ ہوں)۔

ناشکری عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے

٦......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ لَیَتَمَتَّعُ بِالنِّعْمَةِ مَاشَاءَ فَإِذَالَمْ یَشْکُرْ عَلَیْھَاقَلَّبَھَاعَذَابًا. ❸

ترجمہ: اللہ جب تک چاہتا ہے اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے، پھر جب نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا جاتا تو اللہ انہیں عذاب سے بدل دیتا ہے۔

---

❶ الرسالة القشيرية: باب الشكر، ج ١ ص ٣١٤

❷ عدة الصابرين: الباب العشرون، ص ١٢٠

❸ عدة الصابرين: الباب العشرون، ص ١٢٠

معصیت سے بچنا شکر ہے

۷......حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ زہد کی حد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

أَنْ يَكُونَ شَاكِرًا فِي الرِّضَا، صَابِرًا فِي الْبَلَاءِ، فَإِذَا كَانَ كَذٰلِكَ فَهُوَ زَاهِدٌ. ❶

ترجمہ: رضا میں شکر کرنا، مصیبت میں صبر کرنا، جب اسطرح ہوتو وہ زاہد ہے۔

پھر پوچھا گیا کہ شکر کیا ہے؟ فرمایا "**أَنْ يَجْتَنِبَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ**" جس چیز سے اللہ نے روکا ہے اس سے بچنا۔

نعمت کا تذکرہ بھی شکر ہے

۸......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ مِنْ شُكْرِ النِّعْمَةِ أَنْ نُحَدِّثَ بِهَا. ❷

ترجمہ: نعمت کا چرچا کرنا بھی ایک طرح سے نعمت کا شکر ادا کرنا ہے۔

اعضاءِ انسانی کا الگ الگ شکر

۹......ایک سائل نے حضرت ابو حازم رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آنکھوں کا شکر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اگر تو ان کے ساتھ خیر کو دیکھے تو بیان کرے اور اگر شر کو دیکھے تو پردہ ڈالے۔

سائل نے پوچھا: کانوں کا شکر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

إِنْ رَأَيْتَ بِهِمَا خَيْرًا أَعْلَنْتَهُ، وَإِنْ رَأَيْتَ بِهِمَا شَرًّا سَتَرْتَهُ.

ترجمہ: اگر تم ان کے ساتھ خیر کو سن لو تو یاد کر لو اور اگر شر کو سن لو تو چھپا لو۔

---

❶ الزهد الكبير للبيهقي: ص ۷۵، الرقم: ۵۹

❷ طبقات الصوفية: الطبقة الأولى، ص ۲۶

سائل نے پوچھا: ہاتھوں کا شکر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

لَا تَأْخُذْ بِهِمَا مَا لَيْسَ لَهُمَا، وَلَا تَمْنَعْ حَقًّا لِلّٰهِ هُوَ فِيهِمَا.

ترجمہ: ان کے ساتھ ایسی چیز نہ پکڑو جو تمہاری نہیں ہے اور ان میں اللہ کے حق کو مت روکو۔

سائل نے پوچھا: پیٹ کا شکر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

أَنْ يَكُونَ أَسْفَلَهُ طَعَامًا، وَأَعْلَاهُ عِلْمًا.

ترجمہ: اسکا نچلا حصہ طعام سے اور اوپر کا حصہ علم سے پُر ہو۔

سائل نے پوچھا: شرمگاہ کا شکر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

كَمَا قَالَ اللّٰه تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ. إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ. فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾ (المؤمنون: ۵، ۶، ۷)

ترجمہ: جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے اور جو اپنی شرمگاہوں کی (اور سب سے) حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اور ان کنیزوں کے جو ان کی ملکیت میں آ چکی ہوں۔ کیونکہ ایسے لوگ قابل ملامت نہیں ہیں۔ ہاں جو اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیں تو ایسے لوگ حد سے گزرے ہوئے ہیں۔

اعضا سے شکر نہ کرنے والے کے متعلق آپ نے فرمایا:

فَأَمَّا مَنْ شَكَرَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَشْكُرْ بِجَمِيعِ أَعْضَائِهِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ لَهُ كِسَاءٌ، فَأَخَذَ بِطَرْفِهِ وَلَمْ يَلْبَسْهُ، فَلَمْ يَنْفَعْهُ ذٰلِكَ مِنَ الْحَرِّ، وَالْبَرْدِ، وَالثَّلْجِ، وَالْمَطَرِ. ❶

❶ حلية الأولياء: ترجمة: سلمة بن دينار، ج۳ص ۲۴۳ / الشكر لابن أبى الدنيا: ص ۴۴، الرقم: ۱۲۹

ترجمہ: جوشخص اپنی زبان سے شکر کرے اور تمام اعضاء کے ساتھ شکر نہ کرے اسکی مثال اس آدمی جیسی ہے جس کے پاس چادر ہے اس نے اسکا کنارہ پکڑ رکھا ہے مگر اسکو اپنے اوپر اوڑھتا نہیں ہے، لہذا اسکو گرمی، سردی، برف اور بارش سے بچانے کا کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

دل، زبان اور بدن کا شکر

۱۰...... حضرت سری سقطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلشُّکْرُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَوْجُهٍ: شُكْرُ اللِّسَانِ، وَشُكْرُ الْبَدَنِ، وَشُكْرُ الْقَلْبِ، فَشُكْرُ الْقَلْبِ: أَنْ تَعْلَمَ أَنَّ النِّعَمَ كُلَّهَا مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَشُكْرُ الْبَدَنِ: أَنْ لَا تَسْتَعْمِلَ جَارِحَةً مِنْ جَوَارِحِکَ إِلَّا فِي طَاعَتِهِ بَعْدَ أَنْ عَافَاهُ اللَّهُ، وَشُكْرُ اللِّسَانِ: دَوَامُ الْحَمْدِ عَلَيْهِ. ❶

ترجمہ: شکر تین طریقوں پر ہوتا ہے: زبان کا شکر، بدن کا شکر اور دل کا شکر۔ پس دل کا شکر یہ ہے کہ یہ بات جاننا ہے کہ تمام نعمتیں اللہ کی طرف سے ہے، بدن کا شکر یہ ہے کہ اپنے تمام اعضاء کو اللہ کی اطاعت میں استعمال کرے اور صحت وعافیت کی قدر کرلے، زبان کا شکر یہ ہے کہ اُس پر ہمیشہ اللہ کی تعریف جاری ہو۔

ناشکری نعمت کے زوال کی متقاضی ہے

۱۱...... حضرت حارث محاسبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ عَلَى النِّعْمَةِ فَقَدِ اسْتَدْعَى زَوَالَهَا. ❷

ترجمہ: جوشخص کسی نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا تو وہ اس نعمت کے زوال کو دعوت دے رہا ہوتا ہے۔

❶ شعب الإيمان: تعديد نعم الله عز وجلّ وما يجب من شكرها، ج٦ ص ٣١٢، رقم الحديث: ٤٢٤٦

❷ طبقات الصوفية: الطبقة الأولى، ص ٦٢

آنکھ اور کان کا شکر

۱۲......امام قشیری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

شُکْرُ الْعَیْنَیْنِ أَنْ تَسْتُرَ عَیْبًا تَرَاہُ بِصَاحِبِکَ وَشُکْرُ الْأُذُنَیْنِ أَنْ تَسْتُرَ عَیْبًا تَسْمَعُہُ فِیْہِ. ❶

ترجمہ: آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ تو لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈالے اور کان کا شکر یہ ہے کہ جو عیب کی بات سنے اس پر پردہ ڈالے۔

ہر انسان آزمائش میں مبتلا ہے

۱۳......حضرت بشر حافی رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں:

مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ إِلَّا مُبْتَلًی رَجُلٌ بَسَطَ اللّٰہُ تَعَالَی لَہُ فِی رِزْقِہِ فَیَنْظُرُ کَیْفَ شُکْرُہُ وَرَجُلٌ قَبَضَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْہُ رِزْقَہُ فَیَنْظُرُ کَیْفَ صَبْرُہُ. ❷

ترجمہ: میں کسی ایسے انسان کو نہیں جانتا جو کسی آزمائش میں مبتلا نہ ہو (یعنی ہر انسان کسی نہ کسی آزمائش و امتحان میں مبتلا ہے) جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے رزقِ فراخ عطا کیا ہے (وہ اس طرح آزمائش میں مبتلا ہے کہ) اللہ تعالیٰ اسے آزماتے ہیں کہ وہ شکر ادا کرتا ہے یا نہیں۔ اور جس انسان کا رزق اللہ تعالیٰ نے تنگ کردیا ہے (وہ اس طرح امتحان میں مبتلا ہے کہ) اللہ تعالیٰ اسے آزماتے ہیں کہ آیا وہ صبر کرتا ہے یا نہیں۔

بشر حافی کے اس قیمتی قول کا مطلب یہ ہے کہ یہ دنیا امتحان گاہ ہے، اللہ تعالیٰ مختلف طریقوں سے بندے کا امتحان لیتے ہیں، پس رزق کے بارے میں صبر و شکر کا امتحان ہے۔ کیوں کہ دنیا میں انسان دو قسم کے ہیں، اوّل وہ جو دولت مند و غنی ہیں ان کا

---

❶ الرسالة القشيرية: باب الشكر، ج ۱ ص ۳۱۴

❷ حلية الأولياء: ترجمة: بشر بن الحارث الحافي، ج ۸ ص ۳۵۰

امتحان شکر میں ہے، اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ وہ شکر کرتے ہیں یا نہیں۔ اور دوسرے وہ ہیں جو فقر و فاقہ میں زندگی گزارتے ہیں ان کا امتحان یہ ہے کہ آیا وہ صبر کرتے ہیں یا نہیں۔

اپنے آپ کو نعمت کا اہل نہ سمجھنا شکر ہے

۱۴......حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلشُّکْرُ أَنْ لَا تَرَى نَفْسَکَ أَهْلًا لِلنِّعْمَةِ. ❶

ترجمہ: حقیقت میں شکر یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو نعمت کا اہل نہ پائے۔

قیامت کے دن شکر و صبر کا وزن ہوگا

۱۵......حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ کی موجودگی میں فقر اور غنی کا ذکر چھڑا تو فرمایا:

لَایُوْزَنُ غَدًاالَاالْفَقْرَ وَلَاالْغِنَى وَإِنَّمَایُوْزَنُ الصَّبْرُ وَالشُّکْرُ فَیُقَالُ یَشْکُرُ وَیَصْبِرُ. ❷

ترجمہ: قیامت کے دن نہ تو فقر کا وزن ہوگا اور نہ ہی غناء کا، وہاں صرف صبر و شکر کا وزن ہوگا اور کہا جائے گا کہ اس شخص نے شکر اور صبر کیا۔

عارفین کو محبتِ الٰہی اور شکر کی توفیق ملتی ہے

۱۶......ابوعلی روذباری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَارِضَى لِمَنْ لَایَصْبِرُ وَلَا کَمَالَ لِمَنْ لَا یَشْکُرُوَبِاللّٰهِ وَصَلَ الْعَارِفُوْنَ إِلَى مَحَبَّتِهِ وَشکَرُوْهُ عَلَى نِعْمَتِهِ. ❸

---

❶ مدارج السالکین: فصل منزلة الشکر، ج۲ ص۲۳۵

❷ الرسالة القشیریة: باب الفتوة، ج۲ ص۴۳۷

❸ طبقات الصوفیة: الطبقة الرابعة من أئمة الصوفیة، ص۲۷۱

ترجمہ:اس کو رضا نصیب نہیں ہوتی جو صبر نہیں کرتا اور اس کو کمال حاصل نہیں ہوتا جو شکر نہیں کرتا، اللہ کی قسم! عارفین کو اُس کی محبت حاصل ہوگئی اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کیا۔

خواص کا شکر علوم وہبی پر ہوتا ہے

۱۷......حضرت ابو عثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شُکْرُ الْعَامَةِ عَلَی الْمَطْعَمِ وَالْمَلْبَسِ وَشُکْرُ الْخَوَاصِ عَلَی مَایَرِدُ عَلَی قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْمَعَانِیْ. ❶

ترجمہ:عوام کا شکر تو کھانے اور لباس پر ہوتا ہے، مگر خواص تو (اس کے علاوہ) ان واردات (اور علوم وہبی) پر شکر ادا کرتے ہیں جو ان کے دلوں پر وارد ہوتی ہیں۔

منعم کو فراموش نہ کریں

۱۸......حضرت شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلشُّکْرُ رُؤْیَةُ الْمُنْعِمِ لَا رُؤْیَةُ النِّعْمَةِ. ❷

ترجمہ:احسان کرنے والے کو نگاہ میں رکھنا شکر ہے، نہ کہ احسان کو نگاہوں میں رکھنا۔

شاکر اور شکور میں فرق

۱۹......امام قشیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلشَّاکِرُ الَّذِیْ یَشْکُرُ عَلَی النَّفْعِ وَالشَّکُوْرِ الَّذِیْ یَشْکُرُ عَلَی الْمَنْعِ. ❸

ترجمہ:شاکر وہ ہے جو کسی عطیہ پر شکر کرے اور شکور (بہت زیادہ شکر گزار) وہ ہے جو نہ ملنے پر بھی شکر کرے۔

---

❶ الرسالة القشيرية:باب الشكر، ج ۱ ص ۳۱۳

❷ مدارج السالكين:فصل منزلة الشكر، ج ۲ ص ۲۳۵

❸ الرسالة القشيرية:باب الشكر، ج ۱ ص ۳۱۳

اللہ کی نعمتوں کی قدر کیسے معلوم ہوگی

۲۰......حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَا ابْنَ آدَمَ!إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَعْلَمَ قَدْرَ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْکَ فَغَمِّضْ عَيْنَيْکَ. ❶

ترجمہ: اے ابن آدم! اگر تم اللہ کی نعمتوں کی قدر جاننا چاہتے ہو جو تم پر ہیں تو اپنی آنکھوں کو بند کرلو (ظاہر ہے کہ آنکھیں بند کرتے ہی اندھیرا ہو جائے گا، کچھ بھی نظر نہیں آئے گا، اسی سے اندازہ کرلو کہ یہ تو صرف ایک نعمت تھی جسکو بند کرتے ہی ساری کائنات اندھیرے میں بدل گئی، کیا حال ہوگا جب اللہ تعالی ساری نعمتیں چھین لیں۔)

اپنے عجز کا اظہار بھی شکر ہے

۲۱......حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الشُّكْرُ مَعْرِفَةُ الْعَجْزِ عَنِ الشُّكْرِ. ❷

ترجمہ: حقیقتِ شکر اس امر کا جان جانا ہے کہ میں کما حقہ شکر ادا نہیں کرسکتا۔

شکر نصف اور یقین کامل ایمان ہے

۲۲......امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلشُّكْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ وَالْيَقِيْنُ الْاِيْمَانُ كُلُّهُ. ❸

ترجمہ: شکر آدھا ایمان ہے اور یقین کامل ایمان ہے۔

سب سے افضل شکر کیا ہے

۲۳......امام ابوعبدالرحمٰن حبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ الشكر لابن أبى الدنيا: ص ٦٢، الرقم: ١٨٢

❷ مدارج السالكين: فصل منزلة الشكر، ج ٢ ص ٢٣٥

❸ عدة الصابرين: الباب العشرون، ج ١ ص ١٢٢

اَلصَّلاۃُ شُکْرٌ وَالصِّیَامُ شُکْرٌ، وَکُلُّ خَیْرٍ تَعْمَلُهُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ شُکْرٌ، وَأَفْضَلُ الشُّکْرِ اَلْحَمْدُ. ❶

ترجمہ: نماز شکر ہے، روزہ شکر ہے، ہر نیکی کا کام جو انسان اللہ کے لیے کرتا ہے وہ شکر ہے، سب سے افضل شکر حمد بیان کرنا ہے۔

شکر کی توفیق مل جانے پر بھی شکر واجب ہے

۲۴......حضرت عبداللہ بن محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ محمود وراق نے مجھے اشعار سنائے:

إِذَا كَانَ شُكْرِي نِعْمَةَ اللّٰهِ نِعْمَةً　　عَلَيَّ لَهُ فِي مِثْلِهَا يَجِبُ الشُّكْرُ

وَكَيْفَ وُقُوعُ الشُّكْرِ إِلَّا بِفَضْلِهِ　　وَإِنْ طَالَتِ الْأَيَّامُ وَاتَّصَلَ الْعُمُرُ

إِذَا مَسَّ بِالسَّرَّاءِ أَعَمَّ سُرُورُهَا　　وَإِنْ مَسَّ بِالضَّرَّاءِ أَعْقَبَهَا الْأَجْرُ

وَمَا مِنْهُمَا إِلَّا لَهُ فِيهِ مِنَّةٌ　　تَضِيقُ بِهَا الْأَوْهَامُ وَالْبَرُّ وَالْبَحْرُ

ترجمہ: اللہ کی کسی نعمت کے مقابلے میں تیرا شکر کرنا یہ بذاتِ خود مجھ پر ایک مستقل نعمت ہے جس کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ شکر کا وجود اور وقوع تو اسکے فضل کے بغیر تو ہو ہی نہیں سکتا اگرچہ زمانہ طویل ہو جائے اور عمر جاتی رہے۔ شکر اگر یسر اور آسانی کے وقت ہو تو اسکی خوشی زیادہ عام ہو جاتی ہے اور اگر پریشانی کے وقت ہو تو اسکے بعد اجر ہی مل جاتا ہے۔ یہ دونوں نعمتیں (شکر نعمت اور پھر شکر پر شکر) ایسی ہے کہ ان میں احسان کا ایسا لامتناہی سلسلہ ہے جس کے ساتھ خشکی وتری بھی بھر جاتے ہیں اور وہم وخیال کے پیمانے بھی تنگ ہو جاتے ہیں۔ ❷

❶ تفسیر ابن کثیر: سورة السبأ، ج ٦ ص ٤٤٢

❷ شعب الإیمان: تعدید نعم الله عز وجلّ وما یجب من شکرها، ج ٦ ص ٢٣٨، رقم الحدیث: ٤٠٩٩

اللہ رب العزت کی ظاہری بڑی نعمتیں

۲۵......علی بن حسن رحمہ اللہ ابوطالب رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالی کی نعمتوں کا تذکرہ کرے ہوئے فرمانے لگے:

اِخْتَطَّ لَکَ الْأَنْفَ فَأَقَامَهُ وَأَتَمَّهُ،وَحَسَّنَ تَمَامَهُ،ثُمَّ أَدَارَ مِنْکَ الْحَدَقَةَ فَجَعَلَهَا بِجُفُونٍ مُطْبِقَةٍ،وَبِأَشْفَارٍ مُغْلَقَةٍ،وَنَقَلَکَ مِنْ طَبَقَةٍ إِلَى طَبَقَةٍ، وَحَنَّنَ عَلَیْکَ الْوَالِدَیْنِ بِرِقَّةٍ وَمِقَةٍ،فَنِعَمُهُ عَلَیْکَ مُورِقَةٌ،وَأَیَادِیهِ بِکَ مُحْدِقَةٌ. ❶

ترجمہ:اللہ تعالی نے تیری ناک کی لکیریں کھینچی پھر اسکو سیدھا کر دیا اور اسکو مکمل اچھا کیا،پھر تیری آنکھ کی پتلیاں گھمائیں اور انکو ڈھکنے والے پپوٹوں سے اور لٹکنے والے پلکوں سے محفوظ کیا،اور تجھے ایک حالت سے دوسرے حالت کی طرف منتقل کیا اور تیرے اوپر تیرے والدین کو شفقت وفراخی کے ساتھ رحم دل بنایا،پس اسکی نعمتیں تیرے اوپر بہت زیادہ ہیں اور اسکی قوتیں تیرا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

روزِ محشر قربِ الٰہی پانے والوں کی خصلتیں

۲۶......حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جُلَسَاءُ الرَّحْمَنِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ جَعَلَ فِیهِ خِصَالٌ،اَلْکَرَمُ وَالسَّخَاءُ وَالْحِلْمُ وَالرَّأْفَةُ وَالرَّحْمَةُ وَالشُّکْرُ وَالبِرُّ وَالصَّبْرُ. ❷

ترجمہ:قیامت کے دن اللہ کے جلیس وہ ہوں گے جن میں یہ خصال پائی جائیں: فیاضی،سخاوت،بردباری،نرمی،رحم،شکر،نیکی اور صبر۔

---

❶الشکر لابن أبی الدنیا:ص ۶۸،الرقم:۲۰۰

❷عدة الصابرین لابن القیم :الباب العشرون ،ص ۱۴۳

جسمانی و مالی نعمتوں کا شکر کیسے ادا کیا جائے

۲۷......قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

يَجِبُ الشُّكْرُ عَلَى كُلِّ نِعْمَةٍ وَالشُّكْرُ صَرْفُ النِّعْمَةِ فِيْ رِضَاءِ الْمُنْعِمِ فَشُكْرُ نِعْمَةِ الْمَالِ صَرْفُهَا بِالْإِخْلَاصِ فِيْ سَبِيْلِ الْحَقِّ وَشُكْرُ نِعْمَةِ الْبَدَنِ أَدَاءُ الْوَاجِبَاتِ وَالْاِجْتِنَابُ عَنِ الْمَعَاصِيْ وَشُكْرُ نِعْمَةِ الْعِلْمِ وَالْعِرْفَانِ اَلتَّعْلِيْمُ وَالْإِرْشَادُ. ❶

ترجمہ: ہر نعمت کا شکرادا کرنا واجب ہے، مالی نعمت کا شکر یہ ہے کہ اس مال میں سے کچھ اللہ کے لئے اخلاص نیت کے ساتھ خرچ کرے اور نعمت بدن کا شکر یہ ہے کہ جسمانی طاقت کو اللہ تعالیٰ کے واجبات ادا کرنے میں صرف کرے اور علم ومعرفت کی نعمت کا شکر یہ ہے کہ دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔

شکر کی اہمیت وفضیلت سے متعلق اسلافِ امت کی پرتاثیر واقعات

بنی اسرائیل کے دو ناشکروں کا انجام اور شکر کرنے والے کا صلہ اور انعام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل کے تین آدمی ایک ابرص، دوسرا نابینا اور تیسرے گنجے کو اللہ تعالیٰ نے آزمانا چاہا تو ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، وہ فرشتہ برص کی بیماری میں مبتلا شخص کے پاس آکر کہنے لگا کون سی چیز تجھ کو زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا مجھ کو اچھی رنگت اور خوبصورت چمڑہ مل جائے جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے دیں اور گھن نہ کریں۔ فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا تو وہ فوراً اچھا ہو گیا اور خوبصورت رنگت اور اچھی کھال نکل آئی، پھر اس سے دریافت کیا تجھ کو کون سا مال

❶التفسير المظهری: سورة الضحی، ج ١٠ ص ٢٨٨

محبوب ہے؟ اس نے کہا: اونٹ یا گائے (راوی کو اس میں شک ہے) لہذا ایک گابھن اونٹنی اس کو عطا کی، فرشتہ نے کہا اللہ تعالیٰ برکت دے، پھر گنجے کے پاس آیا آکر کہا کہ تجھ کو کون سی چیز مرغوب ہے؟ اس نے کہا: میرے اچھے بال نکل آئیں اور یہ بلا مجھ سے دور ہو جائے کہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں، تو فرشتے نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا اور اچھے بال نکل آئے، پھر پوچھا تجھ کو کونسا مال پسند ہے؟ اس نے کہا کہ گائے، ایک گابھن گائے اس کو دے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عنایت کرے، پھر اندھے کے پاس آکر پوچھا تجھ کو کیا چیز مطلوب ہے؟ کہا میری آنکھوں کو درست کردو کہ تمام لوگوں کو دیکھ سکوں، فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی نگاہ درست کردی، پھر دریافت کیا تجھ کو کیا مال پیارا ہے؟ کہا بکری، لہذا اس کو ایک گابھن بکری عطا کردی، تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے، تھوڑے دنوں میں ان کے اونٹوں، گائے اور بکریوں سے جنگل بھر گیا، پھر بحکم الٰہی فرشتہ اسی پہلی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا میں ایک مسکین آدمی ہوں، میرے سفر کا تمام سامان ختم ہو گیا ہے، آج میرے پہنچنے کا اللہ کے سوا کوئی ذریعہ نہیں، پھر میں اللہ کے نام پر جس نے تجھے اچھی رنگ اور عمدہ کھال عنایت کی تجھ سے ایک اونٹ کا خواستگار ہوں کہ اس پر سوار ہو کر اپنے گھر پہنچ جاؤں، وہ بولا یہاں سے آگے بڑھ، دور ہو، مجھے اور بھی بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں، میرے پاس تیرے دینے کی گنجائش نہیں ہے، فرشتہ نے کہا شاید میں تجھ کو پہچانتا ہوں کیا تو برص کی بیماری میں مبتلا نہ تھا کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے؟ کیا تو مفلس نہیں تھا؟ پھر تجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر مال عنایت فرمایا، اس نے کہا: واہ! کیا خوب! یہ مال تو کئی پشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا رہا ہے، فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کردے جیسے تو پہلی حالت میں

تھا، پھر فرشتہ گنجے کے پاس اسی صورت میں آیا اور اسی طرح اس سے بھی سوال کیا، اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا، فرشتہ نے جواب دیا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کرے جس طرح تو پہلے تھا۔ پھر اندھے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور کہا میں مسافر ہوں، بے سامان ہو گیا ہوں، آج اللہ کے سوا اور تیرے سوا کوئی ذریعہ میرے مکان تک پہنچنے کا نہیں ہے، میں اس کے نام پر جس نے دوبارہ تمہیں بینائی بخشی ہے تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس سے اپنی کاروائی کر کے سفر پورا کروں، اس نے کہا بیشک میں اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے مجھ کو بینائی عنایت فرمائی، جتنا تیرا دل چاہے لے جا اور جتنا چاہے چھوڑ جا، واللہ میں تجھ کو کسی چیز سے منع نہیں کرتا، فرشتہ نے کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھے کچھ نہیں چاہیے، مجھے تو فقط تم تینوں کی آزمائش کے لئے بھیجا گیا تھا، سو وہ ہو چکی، اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوا اور ان دونوں سے ناراض ہو گیا۔ ❶

دیکھیں پہلے دو آدمیوں نے نعمت کی ناشکری کی، اللہ نے برص والے کو بیماری سے صحت دی اور مال میں خوب برکت دی اور اونٹوں کا ریوڑ بن گیا، لیکن اُس نے ناشکری کی۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے گنجے کو خوبصورت بال دیئے اور گائیوں اور بیل کی صورت میں مال میں برکت دی لیکن اُس نے بھی ناشکری کی، تو دونوں پہلی حالت کی طرف لوٹ گئے اور نابینا نے قدر دانی کی اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کیا، اللہ تعالیٰ نے نعمت میں اضافہ کر دیا۔ بینائی بھی برقرار رکھی اور مال بھی بڑھ گیا۔

ساری سلطنت کی قیمت ایک گلاس پانی پینا اور اُس کا اخراج ہے

امام ابن سماک رحمہ اللہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور محدث تھے، انھوں نے

❶ صحیح البخاری: کتاب أحادیث الأنبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، رقم الحدیث: ۳۴۶۴

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کو دیکھا کہ وہ سخت پیاس کی حالت میں پینے کے لیے پانی ہاتھ میں اُٹھائے ہوئے ہے اور پانی کا گلاس منہ سے لگانے ہی والا ہے۔ امام ابن سماک رحمہ اللہ نے آواز دی: اے امیر المؤمنین! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تھوڑی دیر پانی پینے سے رک جائیں؟

جب ہارون رشید نے پانی کا پیالہ زمین پر رکھ دیا تو امام ابن سماک رحمہ اللہ نے عرض کیا:

أَسْتَحْلِفُکَ بِاللّٰهِ تَعَالَى،لَوْ أَنَّکَ مُنِعْتَ هَذِهِ الشُّرْبَةَ مِنَ الْمَاءِ فَبِکَمْ کُنْتَ تَشْتَرِيْهَا؟

ترجمہ: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کو پانی کے اس گھونٹ سے روک دیا جائے تو آپ کتنی قیمت دے کر اسے خرید لیں گے؟

ہارون رشید نے جواب دیا: اپنی سلطنت کی آدھی دولت سے خرید لوں گا۔

امام ابن سماک رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو خیر ومسرت کے ساتھ رکھے! پانی پی لیجیے۔

جب ہارون رشید نے پانی نوش کر لیا تو امام ابن سماک رحمہ اللہ نے عرض کیا:

أَسْتَحْلِفُکَ بِاللّٰهِ تَعَالَى، لَوْ أَنَّکَ مُنِعْتَ خُرُوْجَهَا مِنْ جَوْفِکَ بَعْدَ هَذَا، فَبِکَمْ کُنْتَ تَشْتَرِيْهَا؟

ترجمہ: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کے پیٹ سے یہ پانی نہ نکلے (پیشاب نہ ہو) تو کتنی قیمت کے عوض اس کو نکالنے کا علاج کرائیں گے؟

ہارون رشید نے کہا: اپنی آدھی سلطنت کی دولت اس کے علاج میں لگا دوں گا۔

امام ابن سماک رحمہ اللہ نے فرمایا:

يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، إِنَّ مُلْكًا تَرْبُوْ عَلَيْهِ شُرْبَةُ مَاءٍ لَخَلِيْقٌ أَنْ لَّا يُنَافَسَ فِيْهِ.

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! ایسی بادشاہی جو ایک گھونٹ پانی سے کم تر قیمت رکھتی ہے، بہتر یہی ہے کہ ایسی سلطنت کی طلب میں جان توڑ کوشش نہ کی جائے۔

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ نے امام ابن سماک رحمہ اللہ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَمَا تَصْنَعُ بِشَيْءٍ؟ شُرْبَةُ مَاءٍ خَيْرٌ مِنْهُ.

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! پھر اس سلطنت کو آپ کیا کریں گے کہ پانی کا ایک گھونٹ اس سے زیادہ قیمتی ہے۔

خلیفہ ہارون رشید امام ابن سماک کی بات سننے کے بعد اس قدر رونے لگا کہ اس کی داڑھی کے بال آنسوؤں سے تر ہو گئے۔

امام ابن سماک رحمہ اللہ ہی کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ انھوں نے ہارون رشید سے کہا:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ أَحَدًا فَوْقَكَ، فَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَّكُوْنَ أَحَدٌ أَطْوَعَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْكَ. ❶

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے (آپ کے عہد میں) آپ سے زیادہ مرتبہ کسی اور کو عطا نہیں کیا، اس لیے کوئی بھی شخص آپ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا مطیع وفرماں بردار نہیں ہونا چاہیے۔

مطلب یہ ہے کہ بندے پر جس قدر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا نزول زیادہ ہو، اسی قدر اسے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار اور اس کا مطیع وفرمان بردار ہونا چاہیے، اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کا خلیفہ بنایا ہے اور پوری سلطنت کے آپ اکیلے مالک ہیں، آپ

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: هارون الرشيد بن محمد المهدي، ج۷۳، ص ۲۹۱، ۲۹۲ رقم الترجمة: ۱۰۰۱۳

سے عہدے میں بڑھ کر کوئی نہیں، کوئی آپ پر حکمران نہیں اور آپ سب پر حکمران ہیں، اس لیے آپ پر واجب ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے مطیع وفرمان بردار بنیں اور اس کے آگے جھکیں، کیوں کہ زیادہ پھل دار درخت زیادہ جھکا ہوتا ہے۔

جب رزق ملے تو ایثار کرتا ہوں اور نہ ملے تو شکر کرتا ہوں

حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کس حالت میں ہیں؟ میں نے کہا "إِذَارُزِقْتُ أَكَلْتُ وَإِذَامُنِعْتُ صَبَرْتُ" جب مجھے رزق دیا جاتا ہے تو میں کھاتا ہوں اور جب مجھ سے رزق کو روک دیا جاتا ہے تو میں صبر کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ہمارے ہاں بلخ کے کتے بھی یہی کرتے ہیں، میں نے آپ سے پوچھا، آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا "إِذَارُزِقْتُ آثَرْتُ وَإِذَامُنِعْتُ شَكَرْتُ" جب مجھے رزق دیا جاتا ہے تو میں ایثار کرتا ہوں اور جب مجھ سے رزق کو روک دیا جاتا ہے تو میں شکر کرتا ہوں۔ ❶

پتھر کا غم اور شکر کی وجہ سے رونا

امام قشیری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک پیغمبر ایک چھوٹے سے پتھر کے پاس سے گزرے، جس سے پانی کثرت سے نکل رہا تھا، پیغمبر کو اس پر تعجب ہوا، اللہ تعالیٰ نے پتھر کی ان سے گفتگو کرادی۔ پتھر نے کہا: جب سے میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے: فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ" اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ میں ڈر کے مارے رو رہا ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ اس پیغمبر نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اس پتھر کو دوزخ سے پناہ دے، اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی پیغمبر کو خبر دی کہ ہم نے اسے پناہ دے دی، یہ سن کر پیغمبر

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: ابراهيم بن أدهم، ج ١ ص ٣٢

وہاں سے روانہ ہو گئے۔ (کچھ عرصہ کے بعد) واپس آئے تو دیکھا کہ اس پتھر سے پانی بدستور پھوٹ رہا ہے، انہیں پھر تعجب ہوا، اللہ تعالیٰ نے پھر پتھر کو گویائی دے دی۔ نبی نے پوچھا: اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے، تو کیوں رو رہا ہے؟ پتھر نے جواب دیا: ذَلِکَ کَانَ بُکَاءُ الْحُزْنِ وَالْخَوْفِ وَھَذَا بُکَاءُ الشُّکْرِ وَالسُّرُوْرِ'' وہ رونا غم اور خوف کا تھا اور یہ رونا شکر اور سرور کا ہے۔ ❶

کھانے پینے کا حلق سے اتر جانا اور ہضم ہو جانا بڑی نعمت ہے

وہب بن منبہ رحمہ اللہ ایک روز ایک گونگے بہرے مصیبت زدہ شخص کے پاس سے گزرے تو ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ کیا اس شخص پر کوئی انعام باقی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں کھانے اور پینے کا آسانی سے گلے میں اتر جانا اور آسانی سے خارج ہونا ان ظاہری نعمتوں سے بہتر ہے جو گم ہو گئی ہیں۔ ❷

پچاس ہزار درہم کے مالک ہو کر شکایت کر رہے ہو

ایک شخص نے کسی اہل دل سے شکایت اپنی مفلسی اور فقر و فاقہ کی شکایت کی اور اس کے باعث اپنا شدت سے غمگین رہنا بیان کیا، انہوں نے فرمایا کہ ''أَیَسُرُّکَ أَنَّکَ أَعْمَی وَلَکَ عَشَرَۃُ آلَافِ دِرْھَمٍ'' کیا تمہیں یہ منظور ہے کہ تم اندھے ہو جاؤ اور دس ہزار درہم کے مالک ہو۔ اس نے انکار کیا، پھر انہوں نے فرمایا کہ ''أَیَسُرُّکَ أَنَّکَ أَخْرَسُ وَلَکَ عَشَرَۃُ آلَافِ دِرْھَمٍ'' کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ دس ہزار درہم ہوں اور تم گونگے ہو جاؤ۔ اس نے عرض کیا کہ نہیں انہوں نے فرمایا کہ ''أَیَسُرُّکَ أَنَّ أَقْطَعُ الْیَدَیْنِ وَالرِّجْلَیْنِ وَلَکَ عِشْرُوْنَ أَلْفاً'' بیس ہزار

---

❶ الرسالة القشيرية: باب الشكر، ج ۱ ص ۳۱۵

❷ سکونِ قلب: ص ۱۹۴

درہم کے عوض تمہارے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں کیا تمہیں یہ منظور ہے، اس نے کہا کہ نہیں، انہوں نے فرمایا کہ ''أَمَاتَسْتَحِیُ أَنْ تَشْکُوْ مَوْلَاکَ وَلَهُ عِنْدَکَ عُرُوْضٌ بِخَمْسِیْنَ أَلْفاً'' تمہیں اپنے آقا کی شکایت کرتے شرم نہیں آتی کہ باوجود یہ کہ پچاس ہزار درہم کی مالیت اس نے تم کو دی ہے، پھر بھی تم اُس کی شکایت کرتے ہو۔ ❶

تکلیف میں بھی شکر کا پہلو تلاش کرنے والے

عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے محمد بن واسع رحمہ اللہ کے ہاتھ میں ایک پھوڑا نکلا ہوا دیکھا، وہ مجھے چیں بہ جبیں دیکھ کر فرمانے لگے: کیا تم جانتے ہو کہ اس پھوڑے میں میرے اوپر کیا انعام ہوا؟ محمد بن واسع رحمہ اللہ پہلے قدرے خاموش ہوگئے پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ پھوڑا میری آنکھ کی سیاہی پر نہیں نکالا، نہ میری زبان پر اور نہ میرے آلہ تناسل پر نکالا بلکہ اللہ نے یہ پھوڑا ہاتھ پر نکال کر اس کو میرے لیے ہلکا کردیا۔ ❷

دیکھیں شکر کرنے والے تکلیف میں بھی راحت کا پہلو ڈھونڈھ کر شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ کا شکر ہے کہ یہ پھوڑا میری آنکھ، چہرے یا شرمگاہ پر نہیں نکلا بلکہ ہاتھ پر نکلا، تکلیف میں بھی تکلیف کا اظہار نہیں بلکہ شکر کی کیفیت ہے۔

صابر اور شاکر کے لیے جنت کا وعدہ ہے

عمران بن حطان خارجی سیاہ رنگ کا تھا لیکن اس کی اہلیہ نہایت خوبصورت تھی، ایک دن اس کی بیوی نے اپنے شوہر کو غور سے دیکھنے لگی اور الحمدللہ کہا، تو اس کے شوہر نے

❶ إحياء علوم الدين: كتاب الصبر والشكر، الركن الثاني، ج۴ ص ۱۲۴

❷ حلية الأولياء: ترجمة: محمد بن واسع، ج۲ ص ۳۵۲

پوچھا کیا بات ہے؟

فَقَالَتْ أَبْشِرْ فَإِنِّيْ وَإِيَّاکَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ وَمِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ ذٰلِکَ قَالَتْ لِأَنَّکَ أَعْطَيْتَ مِثْلِيْ فَشَکَرْتَ وَابْتَلَيْتُ بِمِثْلِکَ فَصَبَرْتُ وَالصَّابِرُ وَالشَّاکِرُ فِي الْجَنَّةِ. ❶

ترجمہ: اس عورت نے جواب دیا کہ میں نے اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا ہے کہ آپ اور میں دونوں جنتی ہیں، شوہر نے کہا کہ کیسے؟ عورت نے کہا کہ تجھے مجھ جیسی حسین وجمیل عورت مل گئی تو تم نے اللہ کا شکر ادا کیا اور مجھے آپ جیسا شوہر ملا تو میں نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں اور شکر کرنے والوں سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

ہاتھ پاؤں، آنکھیں اور زبان اللہ کی بڑی نعمتیں ہیں

حضرت سلیمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کو دنیا میں بڑی فراخی دی گئی تھی، پھر جو کچھ اس کے پاس تھا سب چھین لیا گیا، پس وہ اللہ کا شکر اور تعریف کرنے لگا حتی کہ بچھانے کے لیے چٹائی بھی نہیں تھی، پھر بھی اللہ کی تعریف کرتا اور شکر ادا کرتا تھا، دوسرے آدمی کو فراخی دی گئی تو اس نے اس شخص سے کہا: تم اس حال میں ہو اور اللہ کی تعریف اور شکر کرتے ہو؟ اس نے کہا: أَحْمَدُهُ عَلَى مَا لَوْ أَعْطَى بِهِ الْخَلْقَ لَمْ أُعْطِهِمْ إِيَّاهُ بِهِ'' میں اللہ کی تعریف کررہا ہوں ان نعمتوں پر اگر ساری دنیا دیتا تو انکو یہ انعامات نہیں دے سکتا۔ دوسرے نے کہا: کونسے انعامات؟ کہنے لگا:

أَرَأَيْتَ بَصَرَکَ؟ أَرَأَيْتَ لِسَانَکَ؟ أَرَأَيْتَ يَدَيْکَ؟ أَرَأَيْتَ رِجْلَيْکَ؟ ❷

ترجمہ: کیا تم اپنی آنکھیں نہیں دیکھتے؟ کیا تم اپنی زبان نہیں دیکھتے؟ کیا تم اپنے ہاتھ

---

❶ كتاب الأذكياء: الباب المحادى والثلاثون، ص ٢١٠

❷ الشكر لابن أبي الدنيا: ص ٣٦، الرقم: ١٠٠

نہیں دیکھتے؟ کیا تم اپنے پاؤں نہیں دیکھتے؟

شکر کرو جسمانی تکلیف ہے ایمان تو محفوظ ہے

ایک بزرگ کا ایک دوست تھا، اس کو بادشاہ نے قید کر دیا، اس نے یہ خبر ان بزرگ کو کہلا بھیجی اور اپنے قید ہونے کی شکایت بھی لکھی۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ "اُشْکُرِ اللّٰہَ" خدا کا شکر کرو۔ بادشاہ نے اس قیدی شخص کو کوڑے مارنے کا حکم دیا، اس نے پھر شکایت ان بزرگ کے پاس بھیجی، انہوں نے فرمایا کہ اللہ کا شکر کرو، اتنے میں ایک مجوسی (آتش پرست) قید ہوا جس کو دستوں کی بیماری تھی، سلطان کے حکم سے ایک ہی بیڑی میں دونوں کو رکھا، ایک کڑا اس شخص کے پاؤں اور دوسرا مجوسی کے پاؤں میں، اس نے یہ ماجرا بھی کہلا بھیجا، انہوں نے فرمایا کہ اللہ کا شکر کرو، پھر وہ مجوسی پاخانہ کے واسطے بہت دفعہ اٹھتا اور اس شخص کو بھی اس کے ساتھ اٹھنا پڑتا اور وقت فراغت تک اس کے سر پر کھڑا رہنا پڑتا۔ غرض اس تکلیف کو بھی اس نے بزرگ کی خدمت میں لکھا، انہوں نے فرمایا کہ اللہ کا شکر کرو۔ تب اس نے تنگ ہو کر لکھا کہ کہاں تک شکر کئے جاؤں، بس مصیبت سے بڑھ کر کونسی مصیبت ہے، انہوں نے جواب دیا کہ "لَوْ جُعِلَ الزُّنَّارُ الَّذِیْ فِیْ وَسْطِهٖ عَلٰی وَسْطِکَ مَاذَا کُنْتَ تَصْنَعُ" جو زُنار (جو غیر مسلم لوگوں کے کفر کا شعار ہے) جو اس کی کمر کے ساتھ ہے اگر وہ تیری کمر میں ڈال دیا جاتا تو تو کیا کرتا۔ (یعنی خدانخواستہ اگر تو مجوسی ہو جاتا اور یہ ان کا شعار تیرے گلے میں ہوتا تو تو کیا کر سکتا تھا، اللہ کا شکر ادا کر کے اسلام کی دولت تو موجود ہے، یہ وقتی تکلیف ہے جو ختم ہو جائے گی، ہر مصیبت سے بڑھ کر مصیبت موجود ہے، اسلئے اللہ رب العزت سے ہمیشہ عافیت مانگنی چاہیے۔) (۱)

(۱) إحياء علوم الدين : كتاب الصبر والشكر، الركن الثالث، ج۴ ص ۱۲۹

اسی سال شکر کرتے میاں بیوی کے گزر گئے

بعض اکابر سے مروی ہے کہ میں نے ایک سفر میں ایک بوڑھا جس کے چہرے پر عبادت کا نور چمک رہا تھا، میں نے اس کا حال پوچھا: اس نے کہا کہ ابتدائے جوانی میں میں اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق رہا اور وہ مجھے ایسا ہی جانتی تھی اور اتفاق سے اس کا نکاح بھی مجھ سے ہوا، شب زفاف کو میں نے اس سے کہا کہ آؤ اس رات کو نوافل شکر میں کاٹیں کہ خدا کا شکر ہے کہ ہم کو ملایا، غرض وہ رات ہم دونوں نے نماز میں گزاری اور کسی کو ایک دوسرے کے پاس جانے کی فرصت نہ ہوئی، ساری رات عبادت میں گزر گئی:

فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةَ الثَّانِيَّةَ قُلْنَامِثْلُ ذٰلِكَ فَصَلَّيْنَا طُوْلَ اللَّيْلِ فَمُنْذُ سَبْعِيْنَ أَوْ ثَمَانِيْنَ سَنَةً نَحْنُ عَلَى تِلْكَ الْحَالَةِ كُلَّ لَيْلَةٍ. ❶

ترجمہ: جب دوسری رات آئی تب بھی ہم دونوں نے وہی گفتگو کی اور رات بھر شکر گذاری میں کاٹ دی۔ اسی طرح ستر یا اسی برس سے اسی حال پر ہم دونوں ہیں، پھر اس نے بڑھیا سے پوچھا کہ یوں ہی ہے، اس نے کہا کہ واقع میں جیسا یہ شیخ کہتا ہے ویسا ہی ہوا ہے۔ (یعنی جوانی سے بوڑھاپے تک ساری عمر شکر میں گزر گئی، عبادت میں ایسی لذت ملی کہ دنیاوی لذتیں اُس کے سامنے ہیچ ہوگئیں۔ اللہ رب العزت نے نعمت میں ایسا اضافہ فرمایا کہ اپنی محبت نصیب فرمادی۔)

اپنے سے نیچے دیکھیں تو شکر کا جذبہ پیدا ہوگا

ایک مرتبہ شیخ سعدی رحمہ اللہ گھر سے نکلے تو پاؤں میں پہننے کے لیے جوتے نہیں تھے، دل ہی دل میں کہنے لگے کہ اے اللہ تو نے مجھے جوتے بھی نہیں دیئے ہیں۔ پھر پیدل

❶ إحياء علوم الدين: كتاب الصبر والشكر، الركن الثالث، ج۴ ص ۱۴۱

تھوڑی دور گئے تو دیکھا کہ ایک فقیر بھیک مانگ رہا ہے، جس کے دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہیں، یہ منظر دیکھ کر شیخ سعدی رحمہ اللہ نادم ہوئے، اور اللہ سے کہنے لگے کہ اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ مجھے صرف جوتے نہیں دیئے، اس بے چارے کہ تو پاؤں ہی نہیں ہیں، اگر تو مجھے بھی اس جیسا بناتا تو میں کیا کر سکتا تھا؟

آدمی ہمیشہ ہر دنیوی چیز میں اپنے سے نیچے کے طبقہ والوں کو دیکھے تو شکر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اگر اپنے سے اونچے طبقہ والوں کی طرف نظر کرے گا تو ناشکری میں مبتلا ہوگا، یعنی اگر کوئی متوسط درجہ کا مال دار ہے تو وہ غریبوں کو دیکھے اور شکر ادا کرے کہ اللہ تعالی نے مجھے ان سے اچھا رکھا ہے، اسی طرح کسی کو اللہ نے معمولی سا گھر دیا ہے تو وہ جھونپڑی میں رہنے والے کی طرف نظر کر کے شکر ادا کرے کہ اللہ نے مجھے مکان تو دیا ہے، اس کے برخلاف اگر متوسط درجہ کا مال دار اپنے سے بڑے مال دار کی طرف نظر کرے گا تو حرص میں، یا حسد میں مبتلا ہوگا اور ناشکری کرے گا کہ اللہ نے اس کو اتنا مال دیا ہے اور مجھے نہیں دیا۔ (۱)

عیش میں مستی اور مصیبت میں ناشکری دیکھ کر شہر چھوڑ کر چلے گئے

عمر بن صدقہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ذوالنون مصری رحمہ اللہ کے ساتھ مقام اخمیم میں تھا، پس انہوں نے وہاں لہو ولعب اور ڈھول بجنے کی آواز سنی تو پوچھا: یہ کیا ہے؟ کہا گیا کہ شہر میں کسی کے ہاں شادی ہے۔ دوسری طرف چیخنے چلانے کی آواز سنی تو پوچھا: یہ کیا ہے؟ کہا گیا کہ فلاں آدمی کا انتقال ہوا ہے۔ چنانچہ ذوالنون مصری رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا:

يَا عُمَرَ بْنَ صَدَقَةَ! أَعْطُوا هٰؤُلَاءِ فَمَا شَكَرُوا، وَابْتُلُوا هٰؤُلَاءِ فَمَا

(۱) سکونِ قلب: ص ۱۹۶

صَبَرُوا،وَلِلّٰهِ عَلَيَّ إِنْ بِتُّ فِي هَذِهِ الْمَدِينَةِ ،فَخَرَجَ مِنْ سَاعَتِهِ مِنْ إِخْمِيمَ إِلَى الْفُسْطَاطِ.❶

ترجمہ:اے عمر بن صدقہ !ان لوگوں کوعطا کیا گیا انہوں نے شکر نہیں کیا اوران لوگوں کو مصیبت میں مبتلا کیا گیا انہوں نے صبر نہیں کیا،اللہ کی قسم! میں اس شہر میں رات نہیں گزاروں گا،پس اسی وقت مقام اخمیم سے فسطاط آ گئے۔

ایک نابینا،کوڑھ کامریض اورمعذورشخص کااللہ کاشکرادا کرنا

حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو بیک وقت نابینا،کوڑھ کا مریض،ٹانگوں سے معذور، بےلباس اورساتھ بڑھاپا بھی تھا،اورکہہ رہا تھا"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى نِعْمَتِهِ" اللہ کے لیےتمام تعریفیں اسکےنعمتوں پر۔ایک شخص نے اس سے کہا:اللہ کی نعمتوں میں سےکونسی شئی باقی رہ گئی جس پراللہ کاشکرادا کررہے ہو؟اس نے کہا:

اِرْمِ بِبَصَرِكَ إِلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَانْظُرْ إِلَى كَثْرَةِ أَهْلِهَا،أَوَلَا أَحْمَدُ اللّٰهَ أَنَّهُ لَيْسَ فِيهَا أَحَدٌ يَعْرِفُهُ غَيْرِي.❷

ترجمہ:اپنی نظر اہل شہر کی طرف گھمائیں،پس دیکھو انکی اکثریت کو،ان میں سے میرے سوا کوئی ایک بھی نہیں جواللہ کی معرفت کو جانے،کیااس پر بات شکرنہ کروں؟

میں چارنعمتوں پراللہ کاشکرادا کرتا ہوں

کسی بزرگ کا قول ہے کہ میں چارنعمتوں پراللہ کاشکرادا کرتا ہوں۔پہلی یہ کہ اللہ تعالی نے ہزاروں قسم کی مخلوق بنائی ہےاورمیں نے دیکھا کہ ان سب میں بنی آدم اشرف

❶تاريخ مدينة دمشق:حرف الذال،ترجمة:ذوالنون بن ابراهيم المصري، ج١٧ ص٤٠٥،رقم الترجمة:٢١١١

❷حلية الأولياء:الطبقة الأولى من التابعين،ترجمة:وهب بن منبة ،ج٤ص٦٨

المخلوقات ہے اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے بنایا ہے۔ دوسری یہ کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت بخشی ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے مردوں میں پیدا فرمایا۔ تیسری یہ کہ میں دیکھتا ہوں کہ اسلام تمام دینوں میں سے افضل ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اور مجھے بھی اللہ پاک نے مسلمان بنایا ہے۔ چوتھی یہ کہ میں دیکھتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سب امتوں میں افضل ہے اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے اس امت میں پیدا فرمایا۔ ❶

ایک قلی کا استغفار اور شکر کرنا

حضرت بکر بن عبد اللہ مزنی رحمہ اللہ ایک قلی (بوجھ اٹھانے والا) کو دیکھا وہ بوجھ اٹھائے جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ'' اللہ تیرا شکر ہے اور میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ میں انتظار کرتا رہا کہ کب وہ اپنا سامان سر سے نیچے رکھے اور میں اس سے بات کروں، آخر اس نے سامان نیچے رکھا تو میں نے کہا: أَمَّا تُحْسِنُ غَيْرَ هٰذَا؟ کیا تو اس سے اچھی بات نہیں کہہ سکتا؟ قلی نے کہا:

بَلٰى، أُحْسِنُ خَيْرًا كَثِيرًا، أَقْرَأُ كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، غَيْرَ أَنَّ الْعَبْدَ بَيْنَ نِعْمَةٍ وَذَنْبٍ، فَأَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰى نَعْمَائِهِ السَّابِغَةِ وَأَسْتَغْفِرُهُ لِذُنُوبِيْ.

ترجمہ: کیوں نہیں، میں بہت ہی اچھی بات کہتا ہوں، میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتا ہوں لیکن آدمی ہمیشہ دو چیزوں کے درمیان ہوتا ہے، نعمت اور گناہ۔ پس میں اللہ کی نعمتوں پر اللہ کا شکر اور گناہ پر استغفار کر رہا ہوں۔

تو بکر بن عبد اللہ رحمہ اللہ کہنے لگے:

---

❶ سکونِ قلب: ص ۱۸۸، ۱۸۹

اَلْحَمَّالُ فِيهَا أَفْقَهُ مِنْ بَكْرٍ. ❶

ترجمہ: قلی تو بکر سے بھی زیادہ فقیہ نکلا۔

پچاس سال کی عبادت ایک رگ کے آرام کے برابر ہے

وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک عبادت گزار نے پچاس سال تک اللہ کی عبادت کی، پھر اللہ تعالی نے اسکی طرف پیغام بھیجا کہ میں نے تجھے بخش دیا۔ اس نے کہا: اے رب آپ نے مجھے کیسے بخش دیا میں نے تو کوئی گناہ ہی نہیں کیا؟ پس اللہ تعالی نے اسکی گردن کی ایک رگ کو حکم دیا تو اس نے درد شروع کر دیا، اس درد کی وجہ سے نہ سوسکتا تھا اور نہ ہی نماز پڑھ سکتا تھا، پھر درد ہوا تو اچانک آنکھ لگی، تو فرشتہ اس کے پاس آیا، اس نے شکایت کی اور اپنی تکلیف بتائی، تو فرشتے نے کہا:

إِنَّ عِبَادَتَكَ خَمْسِينَ سَنَةً تَعْدِلُ سُكُونَ ذٰلِكَ الْعِرْقِ. ❷

ترجمہ: تمھاری پچاس سال کی عبادت اس رگ کے آرام کرنے کے برابر ہے (یعنی تمہاری ساری عبادت تو اس ایک نعمت کا شکر ادا نہیں کر سکتی، اتنا عرصہ تم نے عبادت اس لئے کی کہ اللہ رب العزت نے تمہیں صحت اور توفیق دی، ایک رگ میں درد ہوا تو یہ حالت ہوگئی اگر سارے جوڑوں اور رگوں میں تکلیف ہو جائے تو انسان کیا کر سکتا ہے۔)

اللہ کا شکر ہے سامان چوری ہوا ہے ایمان محفوظ ہے

ایک شخص سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ چور میرے گھر میں گھس کر سارا سامان لے گئے۔ آپ نے فرمایا:

---

❶ عدة الصابرين: الباب العشرون، ص ۱۲۲

❷ شعب الإيمان: تعديد نعم الله عز وجلّ وما يجب من شكرها، ج ٦ ص ۳۴۳، رقم الحديث: ۴۳۰۲

اشکر اللّٰہ تَعَالَی لو دَخَلَ اللص قلبک وَھُوَ الشَّیْطَان وأفسد التوحید ماذا کنت تصنع وقیل: شکر العینین أَن تستر عیبا تراہ بصاحبک وشکر الأذنین أَن تستر عیبا تسمعہ فِیہِ۔ ❶

ترجمہ: اللہ کا شکر ادا کرو، اگر چور (یعنی شیطان) تمہارے دل میں گھس کر توحید کو خراب کر دیتا تو کیا کر سکتے تھے؟ کہتے ہیں کہ آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ تو لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈالے اور کان کا شکر یہ ہے کہ جو عیب کی بات سنے اس پر پردہ ڈالے۔

اندھا، مفلوج، جذام اور برص کے مرض میں مبتلا شخص کا شکر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک اندھے، برص والے اور اپاہج شخص پر گذرے کہ اس کا گوشت جذام (بدن کو گلانے) کے باعث بکھر گیا تھا اور وہ یہ کہتا تھا کہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتُلِیَ بِہٖ کَثِیْرًا مِنْ خَلْقِہٖ'' شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھ کو ایسے امراض سے صحت دی جس میں بہت سوں کو مبتلا کر رکھا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ بھلا وہ کونسی مصیبت ہے جو تیرے اوپر نہیں؟ اس نے کہا کہ ''یَارُوْحَ اللّٰہِ أَنَاخَیْرٌ مِّمَّنْ لَمْ یَجْعَلِ اللّٰہَ فِیْ قَلْبِہٖ مَاجَعَلَ فِیْ قَلْبِیْ مِنْ مَعْرِفَتِہٖ'' اے روح اللہ! میں اس شخص سے بہتر ہوں جس کے دل میں خداتعالیٰ نے وہ چیز نہیں ڈالی جو میرے دل میں اپنی معرفت سے ڈالی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ لاؤ، اس نے جو ہاتھ دیا آپ کے ہاتھ میں آتے ہی چہرہ سب سے عمدہ اور صورت بہت اچھی ہوگئی، اس کا سب مرض جاتا رہا یہاں تک کہ بالکل تندرست ہوگیا۔ پھر وہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہ کر عبادت کرنے لگا۔ ❷

❶ الرسالة القشيرية: باب الشكر، ج ١ ص ٣١٤

❷ إحياء علوم الدين : كتاب المحبة ولشوق والأنس والرضاء، ج ٤ ص ٣٤٩

حضرت عروہ بن زبیر کا پاؤں کٹ جانے کے باوجود شکر الٰہی

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کا پاؤں سڑ گیا تھا، انہوں نے زانو سے پاؤں کٹوایا، پھر فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَخَذَ مِنِّیْ وَاحِدَةً وَلَیْتَ لَئِنْ کُنْتَ أَخَذْتَ لَقَدْ أَبْقَیْتَ وَلَئِنْ کُنْتَ ابْتُلِیْتَ لَقَدْ عَافَیْتَ ثُمَّ لَمْ یَدَعْ وِرْدُهُ تِلْکَ اللَّیْلَةِ. (1)

ترجمہ: خدا تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھ سے ایک لے لیا، تیری ذات کی قسم ہے اگر تو نے لے لیا تو تو نے ہی باقی رکھا تھا اور اگر تو نے بیمار کیا تو تو نے ہی عافیت دی تھی، پھر اس رات یہی ورد پڑھتے رہے۔

ناشکری کرنے سے اللہ نے بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیا

ایک شخص کے دو جڑواں بچے پیدا ہوئے اور ان کی کمر اوپر سے نیچے تک بالکل چسپاں تھی، ڈاکٹروں کو جمع کیا گیا کہ یہ دو بچے ہیں اور جڑے ہوئے ہیں، ڈاکٹروں نے دیکھ کر کہا کہ اگر انہیں الگ کیا گیا تو یہ دونوں مر جائیں گے، اس لئے کہ جو شہ رگیں ہیں وہ دونوں کی جڑی ہوئی ہیں۔ دونوں کی پرورش کی گئی اب ماں بے چاری ایک کو دودھ پلاتی تو دوسرا الٹا پڑا ہوتا، اور جب دوسرے کو پلاتی تو پہلا الٹا پڑا ہوا ہوتا، غرض وہ اس طرح سے پالتی رہی یہاں تک کہ بچے پانچ چھ برس کے ہوگئے، ان کی تعلیم کا بندوبست کیا گیا، خدا کی قدرت کہ ایک کے دل میں جذبہ پیدا ہوا علوم دین حاصل کرنے کا اور ایک کے دل میں جذبہ پیدا ہوا علوم معاش حاصل کرنے کا، دونوں کے لئے استاذ مقرر کئے گئے، ایک اچھا عالم بن گیا، اور ایک بڑا گریجویٹ بن گیا، دونوں بھائی آپس میں باتیں کیا کرتے، جو بھائی دنیا طلب تھا، وہ کہتا کہ ہم سے زیادہ اس

(1) إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والأنس والرضاء، ج۴ ص ۳۴۹

وقت کوئی مصیبت میں نہیں ہے، میرا جی کھیلنے کو چاہتا ہے، اور تیرا دل نہیں چاہتا مگر مجبوراً تجھ کو جانا پڑتا ہے۔اور اگر میں استنجاء کے لئے جانا چاہوں اور تیرا جی نہیں چاہتا تو بھی تجھ کو جانا پڑتا ہےتو کوئی اپنے دل کی بات نہیں کرسکتا ہے،لہذا ہم سے زیادہ کوئی مصیبت میں نہیں ہے، یہ سن کر دیندار بھائی کہتا کہ بھائی صبر کرو اس سے بڑھ کر بھی تو مصیبت آ سکتی ہے، اس نے کہا کہ اس سے بڑھ کر مصیبت ہو ہی نہیں سکتی، وہ نصیحت کرتا کہ یہ مت کہو اللہ کے یہاں مصیبتوں کے خزانے بھی بہت ہیں، خدا کی قدرت کہ دیندار بھائی کا انتقال ہو گیا۔

تو پھر طبیبوں کو جمع کیا کہ اس لاش کو کاٹو تو انہوں نے کہا کہ اگر لاش کاٹی گئی تو یہ بھی مر جائے گا، اب لاش دنیادار بھائی کے کمر پر ہے، سوتا ہے تو مردہ کمر کے اوپر، کھانا کھاتا ہےتو مردہ کمر پر، استنجاء کو جاتا ہےتو مردہ کمر پر۔اس وقت چھوٹے بھائی نے کہا کہ میرا بھائی صحیح کہتا تھا تو وہ مصیبت لاکھ درجہ بہتر تھی جب کہ بھائی زندہ تھا، تو اب تو مردہ لاش ہر وقت جسم کے اوپر لدی ہوئی ہے،، معلوم ہوا کہ ہر مصیبت سے بڑھ کر مصیبت ہے۔اسلئے ہر وقت اللہ رب العزت سے عافیت کی درخواست کرنی چاہیے۔ ❶

ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کریں، انسان سوچے کہ صبح سے شام تک اللہ کی کتنی ہی نعمتوں میں وہ زندگی گزارتا ہے، اگر خدانخواستہ اللہ تعالی یہ نعمتیں لے لیں تو کون ہے جو دوبارہ یہ نعمتیں عطا کرے۔ ہمیشہ اپنے سے نیچے پر نگاہ رکھیں ،تاکہ موجودہ نعمتوں کی قدر آئے ،اور جو نعمتیں جسمانی اور مالی اللہ تعالی نے دی ہیں اُن کے بارے میں ان لوگوں کے متعلق سوچیں جو اِن نعمتوں سے محروم ہیں، نعمت کی قدر تب آتی ہے جب وہ چھن جائے یا نہ رہے، یا جس کے پاس نہ ہو اُسے دیکھ کر اور اس کی گفت وشنید سن

❶ انمول واقعات :ص:۱۶۰، ۱۶۱

کرقدر معلوم ہوتی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شکر گزار بندوں میں شامل فرمائے۔

شکر گزار بندے بہت کم ہیں

نعمت کا شکر ادا کرنا ضروری ہے اور اس کا ترک ناجائز ہے۔ اللہ رب العزت نے آلِ داؤد کو شکر کا حکم دیا تھا:

﴿اِعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ﴾ (السباء: ۱۳)

ترجمہ: اے داود کے خاندان والو! تم ایسے عمل کیا کرو جن سے شکر ظاہر ہو۔ اور میرے بندوں میں کم لوگ ہیں جو شکر گزار ہوں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس غفلت اور کوتاہی کی نشاندہی کی ہے کہ شکر کرنے والے بندے بہت کم ہیں۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے غور وفکر کرنا شروع کیا کہ کوئی ایسا طریقہ نکالا جائے جس کے ذریعے سے ہم ہمیشہ اللہ کو یاد کرتے رہیں۔ غور وفکر کے بعد انہوں نے یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ رات کے وقت کو اپنے خاندان کے افراد میں تقسیم فرمایا۔ کچھ افراد رات کے پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہتے اور کچھ رات کے دوسرے حصے میں، اس طرح اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے کے لئے پوری رات اپنے گھر کے افراد کو اللہ کے ذکر میں مصروف رکھتے۔ اس کے باوجود تسلی نہ ہوئی، تو اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ شکر کا ادا کرنا بھی تو ایک نعمت ہے۔ اے اللہ! آپ نے ہمیں کان، آنکھ، ناک اور زبان وغیرہ تمام چیزیں عطا کی ہیں جن کے ذریعہ سے ہم شکر ادا کرتے ہیں اور پھر شکر کرنے کی توفیق عطا کی ہے یہ بھی ایک نعمت ہے۔ پھر دن بدن تیری نعمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پس نعمت بھی تیری طرف سے ہے اور شکر ادا کرنے کی توفیق بھی تیری طرف سے ہے، تو اے اللہ! میں شکر ادا کرنے

کی طاقت نہیں رکھتا، تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ''اَلْآنَ عَرَفْتَنِیْ یَادَاوُدُ''

اے داود اب تو نے میری (نعمتوں) کو پہچان لیا۔ ❶

مقام شکر کے حصول کا طریقہ

''شکر'' کی حقیقت یہ ہے کہ محسن کی محبت اور اس کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہو، گویا شکر کے تین لازمی عنصر ہیں:

۱......اس بات کا اقرار واعتراف کہ جتنی نعمتیں مجھے حاصل ہیں وہ سب کی سب اللہ کی طرف سے ہیں اور اس نے محض اپنے فضل وکرم سے مجھے عطا فرمائی ہیں۔

۲...... چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنے فضل وکرم کی بارشیں برسا رکھی ہیں اس لئے کائنات میں میرے لئے اس سے بڑا محبوب کوئی نہیں ہونا چاہیے۔

۳......اللہ کے بے پایاں انعامات کا فطری تقاضا یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں اس کی اطاعت کروں اور اس کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہ کروں، یہ بالفاظِ دیگر جو نعمتیں اس نے مجھ کو عطا فرمائی ہیں، ان کو انہی کاموں میں خرچ کروں جو اس کی مرضی کے مطابق ہیں اور ان کاموں میں خرچ کرنے سے بچوں جو اس کی مرضی کے خلاف ہیں۔

جب یہ تین جذبات کسی انسان کے دل میں پختہ ہو جاتے ہیں تو تصوف کی اصطلاح میں اسے کہا جاتا ہے کہ اس شخص نے ''مقام شکر'' کو حاصل کر لیا ہے۔ ❷

حافظ ہونا ایک لاکھ دینار سے بہتر ہے

ایک قاری صاحب مفلسی کے باعث نہایت تنگ دل اور بے قرار تھے، خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ تم چاہو تو ہزار دینار لے لو ہم سورہ انعام تم کو بھلا دیں

❶ غذاء الألباب فی شرح منظومة الآداب: الکلام علی الحمد والشکر، ج ۱ ص ۲۰

❷ مجالس مفتی اعظم: مجلس نمبر ۴۴، ص ۴۳۵، ۴۳۶

گے ،اس نے کہا کہ یہ مجھے منظور نہیں ،پھر منادی (غیب سے پکارنے والے نے)غیب سے کہا کہ سورہ ہود کو بھلا دیں، اس نے کہا کہ نہیں، کہا کہ سورہ یوسف، کہا نہیں۔اسی طرح دس سورتوں کے نام لیے اور یہ سب پر انکار کرتا گیا،تب اس نے کہا کہ ''فَمَعَکَ قِیْمَةُ مِائَةِ أَلْفِ دِیْنَارٍ وَأَنْتَ تَشْکُوْ فَأَصْبَحَ وَقَدْ سُرِّیَ عَنْهُ'' تیرے پاس ایک لاکھ دینار کی چیز موجود ہے اور تو شکایت کررہا ہے،صبح کو اس کے فقروفاقہ کی یہ کیفیت (غیبی طور) پر دور کردی گئی۔❶

قیام اللیل کا شکر یہ ہے کہ دن کو روزہ رکھیں

ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات رابعہ بصری کے یہاں رہا، وہ اپنی محراب میں کھڑی رہی اور میں اپنے گھر کے ایک کونے میں کھڑا رہا، جب صبح ہوئی تو میں نے کہا کہ جس ذات نے ہم کو اتنی قوت دی کہ ہم نے قیام فرمایا اس کا شکر کیا ہے؟ حضرت رابعہ نے فرمایا کہ ''جَزَاؤُهُ أَنْ تَصُوْمَ لَهُ غَدًا'' اس کا شکر یہ ہے کہ اگلے دن اس کے واسطے روزہ رکھیں۔❷

شکر یہ ہے کہ نعمت کو نافرمانی میں استعمال نہ کریں

حضرت سرّی سقطی رحمہ اللہ جو حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کے شیخ ہیں، ایک موقع پر شکر کے موضع پر گفتگو چل رہی تھی تو انہوں نے سامنے موجود شرکاء سے شکر کے متعلق پوچھا، ہر ایک نے مختصر جواب دیا، توانہوں نے اپنے شاگرد حضرت جنید رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ ''مَا الشُّکْرُ'' ؟شکر کیا ہے؟ اس وقت حضرت جنید رحمہ اللہ کی عمر سات سال تھی ،تو حضرت جنید رحمہ اللہ نے جواب دیا:''أَنْ لَّا تَعْصِی اللّٰهَ بِنِعْمَةٍ'' شکر یہ

❶ إحیاء علوم الدین : کتاب الصبر والشکر،الرکن الثانی ،ج۴ص ۱۲۴

❷ إحیاء علوم الدین : کتاب المراقبة والمحاسبة،المقام الأول، ج۴ص ۴۱۵

ہے کہ اللہ تعالی کی نعمتوں کو اس کی نافرمانی میں صرف نہ کیا جائے۔اس جواب پر آپ بہت خوش ہوئے اور لگتا ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کی زبان پر اپنی معرفت کو جاری کردیا، اس جواب پر حضرت جنید رحمہ اللہ خوشی میں رونے لگ گئے۔ ❶

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا نفع اور نقصان دونوں پر اللہ کا شکر ادا کرنا

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ ان کے خادم نے انھیں اطلاع دی کہ حضرت جو جہاز مال تجارت اور سامان لیکر آرہا تھا وہ طوفان کی نذر ہوگیا ہے۔آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: الحمدللہ! تھوڑی دیر کے بعد دوسری اطلاع موصول ہوئی کہ جہاز نہیں ڈوبا اور سامان تجارت بخیر و عافیت کنارے تک پہنچ گیا ہے۔آپ نے فرمایا: الحمدللہ! ایک مرید نے تعجب کا اظہار کیا کہ حضرت دونوں صورتوں (نفع ونقصان) میں الحمدللہ کا کیا مطلب؟ ہمیں سمجھ نہیں آئی۔تو حضرت شیخ نے فرمایا: میں نے دونوں صورتوں میں اپنے دل پر نظر ڈالی تو مجھے نہ نقصان پر غم ہوا اور نہ نفع پر کوئی خوشی محسوس ہوئی، تو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ میرا دل اللہ کے سوا ہر چیز سے خالی ہے۔مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں:

چیست دنیا از خدا غافل شدن
نے قماش و نقرہ و فرزند وزن ❷

ایک متوکل عابد شخص کے اہل وعیال کے غیبی رزق کا انتظام

حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ جو نہایت عبادت گزار اور صابر و شاکر شخص تھے، جبکہ ان کی بیوی بڑی بدزبان، بداخلاق اور ناشکری تھی، جس کی وجہ سے وہ صاحب ایمان

❶ الرسالة القشيرية: باب الشكر، ج ۱ ص ۳۱۳
❷ سوانح شیخ الحدیث مولانا عبدالحق: ص ۹۱

سخت پریشان رہتا تھا، چنانچہ ایک مرتبہ جب دو تین روز تک کچھ کھانے کو میسر نہ آیا تو اس عورت نے اپنے شوہر کو بہت کچھ سخت وست کہا کہ بال بچے بھوک سے مرے جاتے ہیں اور تو نکھٹو گھر میں بیٹھا ہے، کچھ تو شرم کر اور کما کر لا تاکہ بچوں کی مصیبت دور ہو۔ یہ سن کر شوہر کہنے لگا کہ خدا کی بندی رات کے وقت شور و غل نہ مچا، میں صبح کو کچھ مزدوری کر لاؤں گا اور جو کچھ اجرت ملے گی تیرے سامنے لا کر رکھ دوں گا۔ چنانچہ جب وہ اللہ کا بندہ صبح کو مزدوری کرنے گیا تو کسی نے اس کی بات نہ پوچھی، باقی سب مزدور اپنے اپنے کام پر لگ گئے، جب اس بندہ خدا نے یہ حال دیکھا تو جنگل میں جا کر عشاء تک عبادت الٰہی میں مشغول رہا، اور رات کو چپکے سے گھر میں جا پڑا کہ خالی ہاتھ دیکھ کر خدا جانے عورت کیا طوفان برپا کرے گی، صبح اٹھ کر پھر کہیں سے مزدوری کر لاؤں گا، رات کو جب عورت کی آنکھ کھلی تو کہنے لگی: میاں! اب تک کہاں تھے؟ اور کیا کما کر لائے؟ اس نے جواب دیا: میں نے جس کی مزدوری کی ہے وہ بڑا رحیم و کریم ہے، اس نے کل کو مزدوری دینے کا وعدہ کیا ہے، اس پر عورت نے چلّا کر کہا: ہمارے بال بچے تو بھوکے مر رہے ہیں اور آپ وعدہ کرتے پھرتے ہیں۔ پھر صبح کو وہ شخص مزدوری کے لئے آیا مگر خدا کی شان! پھر بھی اس کو کسی نے نہ پوچھا اور وہ مجبور ہو کر اسی مقام پر جنگل میں عبادت الٰہی اور گریہ وزاری میں عشاء تک مصروف رہا، بڑی رات گئے جب ڈرتے ڈرتے گھر میں گیا تو وہ عورت کہنے لگی: دونوں دن کی مزدوری لائے ہو؟ اس بے چارے نے گھبرا کر کہا: آقا نے کل تینوں دن کی مزدوری دینے کا وعدہ کیا ہے۔ یہ سنتے ہی عورت آگ بگولہ ہو کر کہنے لگی: اپنا بھلا چاہتے ہو تو صبح کو تینوں دنوں کی مزدوری لے آؤ، ورنہ منہ نہ دکھانا۔ صبح کو اس عورت نے ایک تھیلی اس مرد کے حوالے کر کے کہا: تینوں دن کی مزدوری اس میں لے آنا اور خبردار! خالی

ہاتھ گھر میں نہ آنا۔ یہ سن کر اس بندۂ خدا کی نظر عالم اسباب سے اٹھ کر مسبب حقیقی کی طرف جا پڑی اور اسی وقت سیدھا جنگل میں جا کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گیا بہت رات گئے تک، پھر عورت کی بدزبانی کے سبب اس تھیلی میں ریت بھر لایا کہ رات اس حیلہ سے گزر جائے گی اور عورت کی بدزبانی کی آفت سے بچ جاؤں گا۔ مگر جس وقت گھر کے دروازے میں پہنچے تو عورت کا ڈر اس قدر غالب ہوا کہ خدا جانے آج کیا آفت برپا کرے گی؟ اس لئے اس نے تھیلی ڈال کر واپسی کا ارادہ کرلیا، مگر اچانک گھر میں سے ایسی خوشبو آئی جس نے دل و دماغ کو معطر کردیا اور وہ عورت خوش ہوتی ہوئی گھر سے نکل آئی، اس خدا کے بندہ نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ کہنے لگی کہ اندر چل کر اس کی حقیقت سنو اور خدا کا شکر ادا کرو، یقیناً تم سچ کہتے تھے اور تمہارا مزدوری دینے والا بھی سچا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میں بچوں کے کھانے پینے کی فکر میں بدحواس بیٹھی تھی، اچانک کسی نے دروازے پر دستک دی، میں نے جا کر دیکھا کہ ایک سبز پوش سوار دروازے پر کھڑا کہہ رہا ہے: لے اپنے شوہر کی تین دن کی مزدوری لے لے، اور اب اس کو کچھ ایذاء نہ دینا، اور اس سے کہہ دینا کہ جس قدر تو نے مزدوری کی تھی اسی قدر اجرت مل گئی، زیادہ کرتا تو اور زیادہ پاتا، آئندہ اس کا خیال رکھنا۔ پس طباق اس نے دیا ہے جس میں پچاس درہم ہیں اور دم بدم اس کی خوشبو دل و دماغ کو معطر کر رہی ہے، یہ سن کر وہ بندہ خدا گریہ وزاری کے ساتھ خدا کی حمد و ثنا میں کھو گیا اور عورت اس کا شکستہ حال دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اے خدا یہ کیا معاملہ ہے، خوشحالی میں یہ پریشان حالی کیسی؟

چنانچہ جب ہوش آیا تو اس نے بتایا کہ اے ناشکری عورت! حقیقت یہ ہے کہ تینوں دن میں نے کسی کی مزدوری نہیں کی بلکہ دن اور رات عبادت الٰہی میں مشغول رہا،

رات کو آ کر تیرے خوف سے یہ حیلہ کر دیتا تھا کہ آقا نے کل مزدوری دینے کو کہا ہے، مگر میرے مالک حقیقی نے اپنے غلام کو سچا کر دکھایا اور تیری رات دن کی آفت سے مجھ کو نجات دے دی، اس پر جتنا بھی اس کا شکر ادا کروں کم ہے، دیکھ آج میں اس تھیلی میں تیرے ڈر سے ریت بھر کر لایا ہوں، تو اس کو خالی کر لے اور ریت کو پھینک دے، جب اس کی بیوی نے چاہا کہ تھیلی خالی کرے تو کیا دیکھتی ہے کہ وہ تھیلی تو ایسے زرو جواہرات سے پُر ہے جن سے تمام گھر روشن ہو رہا ہے، یہ حال دیکھ کر اس مرد صالح نے اپنی تمام عمر خدا کی شکر گزاری اور عبادت میں گزار دی۔ ❶

فائدہ: سبحان اللہ! جو بندہ اپنے خدا پر بھروسہ کر کے اس کی اطاعت اور فرماں برداری میں مصروف رہتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی مدد کرتا ہے۔

نعمتوں کو تفصیل سے اور تکلیف کو ہلکا کر کے بیان کیا

حضرت مولانا میاں اصغر حسین رحمہ اللہ ایک دفعہ جب علیل تھے تو ان سے دریافت کیا گیا کہ حضرت! آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ اس کے جواب میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو شمار کرنا شروع کیا جو ان کو حاصل تھیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرے جسم کے اعضا صحیح سالم ہیں۔ آنکھیں ٹھیک ہیں، کان ٹھیک ہیں، ہاتھ پاؤں تندرست ہیں اور بہت سی نعمتیں شمار کرنے کے بعد اپنی بیماری کے بارے میں فرمایا کہ معمولی سا بخار ہے، حالانکہ اس وقت آپ کو ۱۰۵ درجہ حرارت کا بخار تھا۔

اہل اللہ کے اندازِ بیان کو دیکھئے کہ نعمت کی جہت کو خوب تفصیل سے بیان کیا اور تکلیف کو بہت ہلکا کر کے ظاہر کیا۔ حالانکہ اس وقت آپ کو انتہائی درجے کی تکلیف تھی۔ ❷

❶ روض الرياحين فى حكايات الصالحين: الحكاية الخامسة والخمسون بعدالمئتين، ص ۲۲۹

❷ سکونِ قلب: ص ۱۳۲

شاکر اور ناشکرے کا اندازِ بیان

ایک شخص اگر کسی کا مہمان بنے اور میزبان اس کو پینے کے لئے دودھ کا آدھا گلاس دے دے تو شکرگزار بندہ جب اس واقعہ کو بیان کرے گا تو اس طرح کہے گا کہ میزبان نے پینے کے لئے دودھ کا گلاس پیش کیا جو آدھا بھرا ہوا تھا، اور اسی بات کو اگر اس طرح بیان کیا جائے کہ میزبان نے دودھ کا گلاس دیا جو آدھا خالی تھا تو مطلب تو ایک ہی بنتا ہے، لیکن اندازِ بیان کا اثر مختلف ہے۔ جس نے یہ کہا کہ آدھا بھرا ہوا تھا اس نے نعمت کی جہت کو اختیار کیا ہے، اس طرح اس نے شکرادا کیا اور جس نے کہا کہ میزبان نے دودھ کا آدھا خالی گلاس پیش کیا ہے اس نے ناشکری کا انداز اختیار کیا، تو اہل اللہ کی نظر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر ہوتی ہے اور ان کی وجہ سے منعم سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ ❶

حضرت لقمان رحمہ اللہ اور نعمت کی قدردانی

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حضرت لقمان رحمہ اللہ جن کا مقام ومرتبہ نہایت بلند ہے، انہوں نے ایک باغ میں نوکری کی، اس سے سبق لینا چاہیے کہ حلال پیشہ کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، مالک باغ میں آیا اور ان سے ککڑیاں منگائیں اور اس کو تراش کر ایک ٹکڑا ان کو دیا، بے تکلف کھاتے رہے، اس نے یہ دیکھ کر کہ یہ بڑے مزے سے کھا رہے ہیں یہ سمجھا کہ یہ ککڑی نہایت لذیذ ہے، ایک قاش اپنے منہ میں بھی رکھ لی تو وہ کڑوی زہر تھی، فوراً تھوک دی اور بہت منہ بنایا، پھر کہا: اے لقمان! تم تو اس کڑی کو بڑے مزے سے کھا رہے ہو، یہ تو کڑوی زہر ہے، کہا جی ہاں کڑوی زہر تو ہے، کہا پھر تم نے کیوں نہیں کہا کہ یہ کڑوی

❶ سکونِ قلب: ص۱۳۳

ہے، کہا میں کیسے کہتا، مجھے یہ خیال ہوا کہ جس ہاتھ سے ہزاروں دفعہ مٹھائی کھائی ہے اگر اس ہاتھ سے ساری عمر میں ایک دفعہ کڑوی چیز ملی تو اس کو کیا منہ پر لاؤں؟ ❶

اعضاءِ انسانی کی دیکھ بھال اور انکی مناسب غذا کا استعمال

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے ایک ذاکر کو تقلیلِ غذا سے منع فرمایا تھا، انھوں نے اپنے کچھ حالات بیان کئے تو مولانا نے فرمایا کہ:

''دماغ میں پس آ گیا ہے، جنون کا مقدمہ ہے تم تقلیل غذا موقوف کر دو اور دماغ کا علاج کرو۔''

مگر وہ تو ان کشفیات کو کمال سمجھے ہوئے تھے، اس لئے مولانا کے قول پر اعتماد نہ کیا۔ بالآخر جنون (پاگل پن) ہو گیا اور سارے اذکار و اشغال موقوف ہو گئے، پھر یہ حالت تھی کہ بالکل ننگے بیٹھا کرتے تھے۔

فائدہ: حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا کہ:

''اپنے اعضاء کو سرکاری مشین سمجھ کر کبھی تیل بھی دیا کرو دودھ گھی بھی کھایا کرو۔ اس حیثیت سے ان کی محبت کرنا، حفاظت کرنا اور جب اُن سے خدا تعالیٰ کے احکام کی تعمیل ہو جائے تو اس پر ان کی تعریف کرنا سب محمود ہے۔ ❷

ناشکری کی وجہ سے بھوک اور خوف کا لباس

اگر غور کریں تو ہم میں سے کتنے ایسے ہوں گے جن کو پہلے سب کچھ نصیب تھا بالآخر اللہ نے افلاسی فقر کا لباس پہنا دیا۔ خود آ کے کہتے ہیں، حضرت! پتہ نہیں کیا ہو گیا پہلے تو یہ حال تھا کہ مٹی کو ہاتھ لگاتے تھے تو وہ سونا بن جاتی تھی اور اب سونے کو ہاتھ لگاتے ہیں

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۱۱۱

❷ العید والوعید: ص ۴۰

تو وہ بھی مٹی ہو جاتا ہے۔ خود کہتے ہیں کہ حضرت! پتہ نہیں ایک خوف سا رہتا ہے کبھی ہم بیمار کبھی بیٹی بیمار کبھی بیٹا بیمار کبھی خاوند بیمار کبھی بیوی بیمار کسی نہ کسی کی بوتل ڈاکٹر کی طرف جاتی ہی رہتی ہے۔ ہر وقت خوف سا رہتا ہے کہ کہیں کچھ ہو نہ جائے۔ یہ باتیں آپ کیوں سن رہے ہوتے ہیں، اس لئے کہ یہ وہ بندہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کی۔ آج اللہ تعالیٰ نے اس کو خوف اور افلاس کا لباس پہنا دیا۔ سب کچھ ہونے کے باوجود بھی آج اس کے پاس کچھ نہیں ہے اور وہ روتا پھرتا ہے کہ دل خوف سے بھر گیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کی جائے تو اللہ تعالی بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیتے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ناشکری کی وجہ سے دو عذابوں کا ذکر کیا ہے:

(۱) بھوک (۲) خوف، چنانچہ ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾ (النحل: ۱۱۲)

ترجمہ: اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے جو بڑی پر امن اور مطمئن تھی اس کا رزق اس کو ہر جگہ سے بڑی فراوانی کے ساتھ پہنچ رہا تھا، پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری شروع کر دی، تو اللہ نے ان کے کرتوت کی وجہ سے ان کو یہ مزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف ان کا پہننا اوڑھنا بن گیا۔ ❶

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی نہایت زاہدانہ اور شاکرانہ زندگی

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ نے تحریر فرمایا کہ حضرت علامہ انور شاہ

❶ سکونِ قلب: ص ۲۰۳، ۲۰۴

کشمیری رحمہ اللہ میں غذا کے بارہ میں لطافت تھی۔ مگر شوقینی نہ تھی، غذاؤں کے تنوع اور کھانوں کے الوان کی طرف طبیعت جھکی ہوئی نہ تھی، جو مل گیا کھا لیا جو آ گیا شکر و رضا سے اُسے قبول کر لیا۔ میری جدہ محترمہ رحمہ اللہ جن کی مہمان نوازی اپنے دور میں مشہور تھی، اور خود حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے بھی اس بارہ میں یہ کہہ کر شہادت دی تھی کہ ہماری مہمان نوازی تو احمد کی والدہ کی بدولت ہے کبھی کبھی حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے میری معرفت یہ کہلا کر بھیجتیں کہ حضرت کبھی تو اپنے کسی مرغوب کھانے کی فرمائش کر دیا کیجیے۔

تو متاثرانہ لب لہجہ سے جواب دیتے کہ:

میری طرف سے سلام گزارش کیجئے اور یہ عرض کر دیجئے کہ دسترخوان پر ہمہ نعمت موجود ہوتے ہوئے کاہے کی فرمائش کروں، مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں میری جنت کی نعمتیں یہیں تو نہیں تمام کی جارہی ہیں۔ ❶

فائدہ: حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے بامتثال اکابر دارالعلوم میں درس شروع فرما دیا لیکن غلبہ زہد وقناعت سے مشاہرہ لینے پر راضی نہ ہوئے، اور لوجہ اللہ کام شروع کر دیا اور کھانے کا انتظام حضرت مولانا محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے گھر سے قائم ہو گیا اور تقریباً دس سال یہ صورت قائم رہی۔

ہاتھ کی حرکت مستقل ایک نعمت ہے

جب مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ پر فالج کا حملہ ہوا تو اس کے بعد جب آرام آنے لگا تو ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کا ہاتھ حرکت کر کے سر تک پہنچ گیا۔ اس پر جملہ حاضرین نہایت خوش ہوئے کہ ہاتھ حرکت کرنے لگا ہے۔ حاضرین کی اس خوشی

❶ حیاتِ انور: ص ۲۰۵

کو دیکھ کر فرمایا:

''اس فالج کی وجہ ایک اور علم کا اضافہ ہوا ہے کہ پہلے تو ہاتھ ہی کو اللہ کی نعمت سمجھتا تھا، اب معلوم ہوا کہ ہاتھ کی حرکت اللہ کی ایک مستقل نعمت ہے لیکن بھوک کا لگنا بھی ایک مستقل نعمت ہے۔ آنکھ ایک نعمت ہے لیکن نظر ایک مستقل نعمت ہے۔ آخر میں فرمایا:

بھائی اللہ کی نعمتوں کو کوئی کہاں تک بیان کرے۔ ❶

سامان کے چوری ہونے کے باوجود تینوں چیزوں پر شکر

حضرت احمد بن حرب رحمہ اللہ کے پڑوس میں ایک شخص کے ہاں چوری ہوگئی، آپ اپنے دوستوں کے ساتھ اس کی غم خواری کو تشریف لے گئے۔

پڑوسی نے بڑی خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا۔ حضرت احمد بن حرب رحمہ اللہ نے بتایا کہ ہم تمہاری چوری ہو جانے کا افسوس کرنے آئے ہیں، پڑوسی بولا کہ میں تو اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوں اور مجھ پر اس کے تین شکر واجب ہو گئے ہیں۔ ایک یہ کہ دوسروں نے میرا مال چرایا ہے میں نے کسی کا نہیں۔ دوسرا یہ کہ ابھی آدھا مال میرے پاس موجود ہے۔ تیسرا یہ کہ میری دنیا کو ضرر پہنچا ہے اور دین میرے پاس ہے۔ (یعنی مال چوی ہوا ہے ایمان تو بحمد اللہ محفوظ ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو مصیبت میں بھی شکر کا پہلو نکال دیتے تھے، ان کی نظر ہمیشہ اللہ رب العزت کی ان گنت نعمتوں پر ہوتی ہے۔) ❷

قرآن وسنت اور سلف کے واقعات سے معلوم ہوا کہ شکر کی بڑی اہمیت وفضیلت ہے، اسلئے ہر موقع پر شکر کا اہتمام کرنا چاہیے، شکر سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے، اللہ

---

❶ ماہنامہ الحق: محرم الحرام ۱۳۹۰ھ: ص ۴۰

❷ سکون قلب: ص ۱۹۵

رب العزت کوشاکرین پسند ہیں، ناشکری سے نعمت چھن جاتی ہے اور برکت ختم ہوجاتی ہے۔شکرزبان سے بھی ادا کیا جائے اوراپنے اعضاء وجوارح کوبھی اللہ رب العزت کی اطاعت میں لگانا چاہیے۔اللہ رب العزت کی نافرمانی درحقیقت نعمتوں کی ناشکری ہے،اسلئے اپنے ظاہروباطن کوشریعت کے مطابق کریں، یہ نعمتوں کی قدردانی ہے۔اللہ رب العزت ہم سب کوقلب وجوارح سے نعمتوں کی قدردانی کی توفیق عطافرمائے اوراللہ رب العزت کی نعمتوں کورب العالمین کی اطاعت اورخوشنودی میں گزارنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین

۲۲۳......سود کی مذمت اور سود کھانے والوں کا عبرتناک انجام

اَلْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أمّابعد: فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾(البقرة: ۲۷۵)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ. فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾(البقرة: ۲۷۸، ۲۷۹)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهُ وَشَاهِدَهُ، وَكَاتِبَهُ. ❶

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اَلرِّبَا سَبْعُونَ حُوبًا، أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ. ❷

❶ سنن ابی داود: کتاب البیوع، باب فی آکل الربا ومؤکله، رقم الحدیث: ۳۳۳۳

❷ سنن ابن ماجة: کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، رقم الحدیث: ۲۲۷۴

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں سود کی مذمت کا ذکر ہے انسان کے مزاج میں طمع اور حرص ہے، حرص کے معنی ہیں لالچ اور ایسا لالچ کہ جس میں کمی نہ آئے، اور طمع اس کو کہتے ہیں کہ مل جائے چاہے وہ حلال ہو یا حرام ہو، بس آدمی کی جیبیں بھری رہیں اور وہ اس سے کام چلاتا رہے اور کوئی کمی نہ آئے، اس کو طمع اور لالچ کہتے ہیں، جب یہ انسان کے دل میں جڑ پکڑ لیتا ہے تب انسان حلال وحرام کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔

آج پوری دنیا میں سودی کاروبار چل رہا ہے، اللہ تعالیٰ مغرب والوں کو ہدایت دے کہ انہوں نے ساری دنیا کو سود میں مبتلا کر دیا اور ایک ایسا نقشہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا کہ سود کا کاروبار ایک فی صد سے لے کر آج سو فیصد تک چل رہا ہے، آپ بڑے بڑے شاپنگ سینٹروں اور بڑی بڑی منڈیوں میں جایئے وہاں جتنا بڑا بیوپاری ہوگا اتنا ہی بڑا سود خور ہوگا، سود میں مبتلا ہوگا۔

سود ایک ایسی لعنت ہے جو آج کی انسانیت کے ضمیر پر چھا گئی ہے، جس نے انسانیت کو اور اس کے ضمیر کو مردہ کر دیا، آج ہزاروں گھر اس سے اجڑ رہے ہیں، بینکوں سے لیے گئے سود اتارتے اتارتے عمر بیت جاتی ہے۔ آج سود کے بھیانک نتائج معاشرے، سوسائٹی، سسٹم اور خاندان میں نظر آرہے ہیں، لیکن ہم غفلت کی چادر تان بھیٹے ہیں اور اس کے ذہنی، جسمانی، روحانی، معاشرتی نقصان سے غافل ہیں۔

سود کی حقیقت

لغت کے اعتبار سے سود کے معنیٰ زیادتی، بڑھوتری، بلندی کے آتے ہیں اور اصطلاح شریعت میں ایسی زیادتی کو کہتے ہیں جو بلا کسی مالی معاوضہ کے حاصل ہو۔

آسان الفاظ میں آدمی مفت خوری کا عادی ہو جائے، فری کھانے کا عادی ہو جائے، بس فری کا متلاشی رہے۔

قرآن وحدیث میں سود کھانے پر سخت مذمتیں اور وعیدیں بیان ہوئی ہیں۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں سود کی مذمت

اللہ نے سود کو حرام کیا ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّـذِيـنَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِى يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (البقرة:۲۷۵)

ترجمہ: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت میں) اٹھیں گے تو اس شخص کی طرح اٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو، یہ اس لیے ہوگا کہ انہوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو سود ہی کی طرح ہوتی ہے، حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ لہذا جس شخص کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آ گئی اور وہ (سودی معاملات سے) باز آ گیا تو ماضی میں جو کچھ ہوا وہ اسی کا ہے، اور اس (کی باطنی کیفیت) کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، اور جس شخص نے لوٹ کر پھر وہی کام کیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں، وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَجْنُونًا يُخْنَقُ. ❶

ترجمہ: وہ (قیامت میں) اٹھیں گے تو اس شخص کی طرح اٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔

❶ مصنف ابن أبي شيبة: كتاب البيوع، باب أكل الرباء، ج ۴ ص ۴۴۸، رقم الحديث: ۲۲۰۰۷

سود کھانے والوں کے ساتھ اعلانِ جنگ

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنتُم مُؤْمِنِينَ﴾ ﴿فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾(البقرة:۲۷۸، ۲۷۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اگر تم واقعی مومن ہو تو سود کا جو حصہ بھی (کسی کے ذمے) باقی رہ گیا ہو اسے چھوڑ دو۔ پھر بھی اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو، اور اگر تم (سود سے) توبہ کرو، تو تمہارا اصل سرمایہ تمہارا حق ہے، نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے کسی گناہ کے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ اگر کوئی آدمی یہ گناہ کرے تو اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے، پورے قرآن میں صرف ایک گناہ ایسا ہے جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا: گویا کہ میں بھی اس سے جنگ کروں گا اور میرا پیغمبر بھی اس سے جنگ کرے گا، جو آدمی سود لے گا، سود کھانے والا اور سود کھلانے والا، سود لینے والا، سود دینے والا ان سب کے لئے اللہ اور رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔ اس لئے علماء نے یہ بات لکھی جب آدمی کسی سے جنگ کرتا ہے تو اس کی قیمتی چیز لیتا ہے اور جب اللہ کسی سے جنگ کرتا ہے تو اللہ انسان کی سب سے قیمتی چیز اس کا ایمان اس سے لے لیتا ہے، اس لئے عموماً سود خور آدمی کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوتا، وہ نام کا مسلمان تو ہوتا ہے لیکن حقیقی مسلمان نہیں ہوتا۔ نیز جب آدمی میدان جنگ میں جاتا ہے تو کبھی فتح کی اُمید ہوتی ہے کہ دشمن کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو کہ انسان یہ امید رکھتا ہے کہ شاید مجھے فتح مل

جائے، میں اس پہ غالب آجاؤں، لیکن جب مقابلہ میں اللہ اور اس کا رسول ہو تو انسان کبھی بھی فتح نہیں پا سکتا، کوئی اپنے رب سے لڑائی کرے اور یہ سمجھے کہ مجھے فتح مل جائے گی؟ خالق کائنات کے مقابلے میں کامیاب ہوجاؤں گا؟ اور رب السمٰوت والارض کو میں شکست دیدوں گا؟ تو یہ اس کی ناکامی ہے اور بدبختی ہے، اللہ کے مقابلہ میں کوئی کامیاب نہیں ہوسکتا۔" فَـأْذَنُـوا بِـحَرْبٍ ""حَرْبٍ"، میں جو تنوین ہے یہ برائے تعظیم ہے، اس کا مطلب ہے اس کے لئے بہت بڑا اعلانِ جنگ ہے، معمولی اعلانِ جنگ نہیں۔ اور جنگ بھی کس کے ساتھ اللہ اور اُس کے پیغمبر کے ساتھ۔

پورے قرآن میں صرف سود ایسا گناہ ہے جس کے بارے میں فرمایا کہ اُس کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے، پورے قرآن میں کسی اور گناہ پر یہ وعید نہیں آئی ہے۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود نہ کھاؤ

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَـا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾(آل عمران: ۱۳۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود مت کھاؤ، اور اللہ سے ڈرو تا کہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔

سود اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَـا آتَيْتُـمْ مِنْ رِبًا لِيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ﴾(الروم: ۳۹)

ترجمہ: اور یہ جو تم سود دیتے ہو تا کہ وہ لوگوں کے مال میں شامل ہوکر بڑھ جائے تو وہ

اللہ کے نزدیک بڑھتا نہیں ہے۔ اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو، تو جو لوگ بھی ایسا کرتے ہیں وہ ہیں جو (اپنے مال کو) کئی گنا بڑھا لیتے ہیں۔

یعنی سود لینے والا لیتا تو اسی ارادے سے ہے کہ اس سے اس کی دولت بڑھے گی، لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑھتی نہیں، کیونکہ اول تو دنیا میں بھی حرام مال اگرچہ گنتی میں بڑھ جائے، لیکن اس میں برکت نہیں ہوتی، مال و دولت کا اصل فائدہ تو یہ ہے کہ انسان کو اس سے آرام و راحت نصیب ہو، لیکن حرام آمدنی کی گنتی بڑھانے والے بکثرت دنیا میں بھی پریشانیوں کا شکار رہتے ہیں۔ اور انہیں راحت نصیب نہیں ہوتی۔ دوسرے دولت کی یہ بڑھوتری آخرت میں کچھ کام نہیں آتی، اس کے برخلاف صدقات آخرت میں کام آتے ہیں۔ اسی حقیقت کو سورہ بقرہ میں (آیت نمبر ۲۷۶) میں بیان فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے، اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ ❶

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں سود پر وعیدیں

احادیثِ مبارکہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کی سخت الفاظ میں مذمت بیان کی اور سود خور کیلئے سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں۔

خطبہ حجۃ الوداع میں سود کی مذمت کا اعلان

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کی پوری تفصیل بیان فرمائی، اور آپ کا خطبہ حجۃ الوداع بھی نقل فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا:

إِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۸۶۰

مَوْضُوعٌ،وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ،وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ، كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ،وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ،وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ. ❶

ترجمہ: تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ آج کا دن، یہ مہینہ اور یہ شہر حرام ہیں، آگاہ رہو کہ جاہلیت کے زمانہ کے کاموں میں سے ہر چیز میرے قدموں کے نیچے پامال ہے اور جاہلیت کے زمانہ کے خون معاف کرتا ہوں اور وہ خون ابن ربیعہ بن حارث کا خون ہے جب کہ وہ بنوسعد کے ہاں دودھ پیتا بچہ تھا جسے ہذیل نے بنوسعد سے جنگ کے دوران قتل کر دیا تھا اور جاہلیت کے زمانہ کا سود بھی پامال کر دیا گیا ہے اور میں اپنے سود میں سب سے پہلے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کا سود معاف کرتا ہوں، اس لئے کہ ہر چیز (میرے قدموں کے) نیچے پامال ہے۔

سودخور اور اس کے معاونین سب لعنتی ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا،وَمُؤْكِلَهُ وَشَاهِدَهُ، وَكَاتِبَهُ. ❷

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، سود کھانے والے پر، سود دینے والے پر، اس کے گواہ پر اور اس کی دستاویز لکھنے والے پر۔

❶صحیح مسلم: کتاب الحج ،باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۱۲۱۸

❷سنن أبی داود: کتاب البیوع،باب فی آکل الربا ومؤکلہ،رقم الحدیث: ۳۳۳۳

چار شخص نہ جنت میں داخل ہونگے اور نہ ہی اسکی نعمتیں چکھیں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَرْبَعٌ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ، وَلَا يُذِيقُهُمْ نَعِيمًا: مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَآكِلُ رِبًا، وَآكِلُ مَالِ الْيَتِيمِ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَالْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ. ❶

ترجمہ: چار شخص ایسے ہیں جن کے بارے اللہ پر حق ہے کہ وہ انکو نہ جنت میں داخل کریں گے اور نہ ہی اسکو انکی نعمتیں چکھائیں گے، پہلا شخص شراب پینے کا عادی، دوسرا شخص سود کھانے والا، تیسرا شخص یتیموں کا مال بغیر حق کے کھانے والا، چوتھا شخص والدین کا نافرمان۔

سود کھانا گویا اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلرِّبَا سَبْعُونَ حُوْبًا، أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ. ❷

ترجمہ: سود (میں) ستر گناہ ہیں سب سے ہلکا گناہ ایسے ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے۔

ماں کیساتھ زنا کرنا بہت بڑا گناہ ہے لیکن سود کے مقابلے یہ گناہ سب سے ہلکا ہے، اس سے سود کے گناہ کا اندازہ لگائیں کہ کس قدر سخت گناہ ہوگا۔

سود کا ایک درہم تینتیس مرتبہ زنا کے برابر ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ أَكَلَ دِرْهَمًا مِنْ رِبًا فَهُوَ مِثْلُ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِينَ زِنْيَةً. ❸

---

❶ شعب الإيمان: قبض اليد عن الأموال المحرمة، ويدخل فيه تحريم السرقة وقطع الطريق، ج۷ ص ۳۶۹، رقم الحديث: ۵۱۴۲

❷ سنن ابن ماجة: كتاب التجارات، باب التغليظ في الربا، رقم الحديث: ۲۲۷۴

❸ المعجم الأوسط، باب الألف، ج۳ ص ۲۱۱، رقم الحديث ۲۹۴۴

ترجمہ: جس شخص نے سود کا ایک درہم میں کھایا تو وہ ایسا ہے جیسے کہ تینتیس مرتبہ زنا کیا۔
ایک مرتبہ زنا کرنا کتنا بڑا گناہ ہے لیکن سود کا ایک درہم کھانے والا گویا تینتیس مرتبہ زنا کرتا ہے۔

سودخوروں کے پیٹ عذاب کے سبب کمروں کی طرح ہونگے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَنظَرْتُ فَوْقَ،قَالَ عَفَّانُ!فَوْقِي فَإِذَا أَنَا بِرَعْدٍ وَبَرْقٍ وَصَوَاعِقَ،قَالَ:فَأَتَيْتُ عَلَى قَوْمٍ بُطُونُهُمْ كَالْبُيُوتِ فِيهَا الْحَيَّاتُ تُرَى مِنْ خَارِجِ بُطُونِهِمْ. ❶

ترجمہ: شب معراج کے موقع پر جب ہم ساتویں آسمان پر پہنچے،تو میری نگاہ اوپر کو اٹھ گئی وہاں بادل کی گرج چمک اور کڑک تھی، پھر میں ایسی قوم کے پاس پہنچا جن کے پیٹ کمروں کی طرح تھے، جن میں سانپ وغیرہ ان کے پیٹ کے باہر سے نظر آرہے تھے۔

میں نے پوچھا: جبرائیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ سود خور ہیں، پھر جب میں آسمان دنیا پر واپس آیا،تو میری نگاہیں نیچے پڑگئیں وہاں چیخ و پکار، دھواں اور آوازیں سنائی دیں، میں نے پوچھا: جبرائیل یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ شیاطین ہیں، جو بنی آدم کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں تا کہ وہ آسمان اور زمین کی شہنشاہی میں غور فکر نہ کرسکیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو لوگوں کو بڑے عجائبات نظر آتے۔

سودخور خون کی نہر میں پتھر کھا رہے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو خواب سنایا کہ حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام مجھے ارضِ مقدسہ کی طرف لے گئے، وہاں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف لوگوں کو مختلف عذاب میں دیکھا، ان میں سے ایک عذاب یہ دیکھا کہ نہر کے کنارے ایک شخص تھا، جس کے سامنے پتھر رکھے ہوئے تھے، جب وہ آدمی جو نہر میں تھا، سامنے

❶ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، ج ۱۴ ص ۲۸۵، رقم الحديث: ۸۶۴۰

آ تا تو (کنارے والا) آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا اور وہ وہیں لوٹ جاتا جہاں وہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام نے فرمایا: "وَالَّذِی رَأَیْتَهُ فِی النَّهَرِ آكِلُوا الرِّبَا" جسکو آپ نے نہر میں دیکھا وہ سود کھانے والے تھے۔ ❶

اندازہ کیجئے کہ سود کھانے والوں کیلئے کس قدر دردناک سزائیں ہیں، سود کھانے والا خون کی نہر میں ہے، اور جب بھی باہر نکلنا چاہتا ہے تو اُسے پتھر مار کر دوبارہ اندر ہنکا دیا جاتا ہے۔

سود کا انجام مال کی قلت ہے

ہر انسان کو چاہیے کہ سود سے بچے، بظاہر تو سود کا مال بڑھتا ہوا نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں کم ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الرِّبَا وَإِنْ كَثُرَ، فَإِنَّ عَاقِبَتَهُ تَصِيرُ إِلَى قُلٍّ. ❷

سود جتنا مرضی بڑھتا جائے اس کا انجام ہمیشہ قلت کی طرف ہوتا ہے۔

سود اللہ کے عذاب کو دعوت دیتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا ظَهَرَ الزِّنَا وَالرِّبَا فِي قَرْيَةٍ، فَقَدْ أَحَلُّوا بِأَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللَّهِ. ❸

ترجمہ: جب زنا اور سود کسی بستی میں پھیل جائیں تو یقیناً اِن کے مرتکبین نے اپنے نفسوں کو اللہ کے عذاب کیلئے حلال کر دیا۔

---

❶ صحيح البخاري: كتاب الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين، رقم الحديث: ١٣٨٦

❷ مسند أحمد: مسندا لمكثرين من الصحابة، مسند عبد الله بن مسعود، ج٦ ص٢٩٧، رقم الحديث: ٣٧٥٤

❸ المستدرك على الصحيحين: كتاب البيوع، ج٢ ص٤٣، رقم الحديث: ٢٢٦١/ قَالَ الْحَاكِمُ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ

ایک زمانہ آئیگا کہ کوئی سود سے بچ نہیں سکے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَیَأْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لا یَبْقَی أَحَدٌ إِلَّا أَکَلَ الرِّبَا، فَإِنْ لَمْ یَأْکُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ بُخَارِهِ. ❶

ترجمہ: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جب کوئی شخص سود کھائے بغیر نہ رہے گا اور اگر وہ سود نہ بھی کھائے گا تو اس کے دھوئیں سے بچ نہ سکے گا۔

سود ہلاک کرنے والے گناہوں میں سے ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ.

ترجمہ: سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا: کونسے ہیں اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلشِّرْکُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَکْلُ الرِّبَا، وَأَکْلُ مَالِ الْیَتِیمِ، وَالتَّوَلِّی یَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ. ❷

ترجمہ: اللہ کیساتھ شریک کرنا، جادو کرنا، کسے ایسے نفس کو قتل کرنا جسکو اللہ نے حرام کیا ہو مگر حق کیساتھ، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا، پاکدامن مؤمن اور بھولی بھالی عورتوں پر تہمت لگانا۔

❶ سنن أبی داود: کتاب البیوع، باب اجتناب الشبهات، رقم الحدیث: ۳۳۳۱

❷ صحیح البخاری: کتاب الوصایا، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَی: (إِنَّ الَّذِینَ یَأْکُلُونَ أَمْوَالَ الْیَتَامَی ظُلْمًا......الخ، رقم الحدیث: ۲۷۶۶

قربِ قیامت میں سود عام ہو جائے گا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ يَظْهَرُ الرِّبَا، وَالزِّنَا، وَالْخَمْرُ. ❶

ترجمہ: قرب قیامت میں سود، زنا اور شراب عام ہو جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن یزید خطمی نے سود کے بیس ہزار درہم چھوڑ دیئے

حضرت عبداللہ بن یزید الخطمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک غلام کو چار ہزار درہم دے کر اصبہان کی طرف بھیجا، پھر مجھے پتہ چلا کہ اس کا انتقال ہو گیا، تو میں اس کے پاس وہیں پہنچا اس کا مال چوبیس ہزار درہم تک پہنچ گیا تھا، مجھے کہا گیا کہ یہ سودی کاروبار کرتا تھا، تو میں نے اپنے چار ہزار درہم تو لے لیے لیکن بیس ہزار دہم چھوڑ دیے۔ ❷

زمانہ جاہلیت میں سود کی بازار گرمی

دورِ جاہلیت کی تحدید و تعیین میں علماء اسلام کا کافی اختلاف ہے، لیکن صحیح قول کے مطابق اسلام کی آمد سے قبل کے زمانہ کو جاہلیت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا امر ہے جس میں دو شخص کا بھی اختلاف نہیں کہ عصر جاہلیت میں سودی کاروبار کا بازار بالکل شباب ستانی میں شہرہ آفاق تھے، وہ سودی لین دین کو اس قدر اہمیت دیتے تھے کہ اس کے لئے مرمٹنا بھی گوارہ تھا اور اس کی حلت کے خلاف کسی قسم کی آواز سننا ناپسند کرتے تھے۔

❶ المعجم الأوسط: باب الميم، ج۷ ص ۳۴۹، رقم الحديث: ۷۶۹۵/قال المنذری فی الترغيب والترهيب: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيّ وَرُوَاته رُوَاة الصَّحِيح، ج۳ ص۷، رقم الحديث: ۲۸۶۰

❷ مصنف عبد الرزاق: كتاب البيوع، باب ما جاء في الرباء، ج۸ ص ۳۱۶، رقم الحديث: ۱۵۳۵۴

علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَنَّ الرَّجُلَ مِنْهُمْ كَانَ يَكُونُ لَهُ عَلَى الرَّجُلِ مَالٌ إِلَى أَجَلٍ،فَإِذَا حَلَّ الْأَجَلُ طَلَبَهُ مِنْ صَاحِبِهِ،فَيَقُولُ لَهُ الَّذِي عَلَيْهِ الْمَالُ:أَخِّرْ عَنِّي دَيْنَكَ وَأَزِيدُكَ عَلَى مَالِكَ فَيَفْعَلَانِ ذَلِكَ، فَذَلِكَ هُوَ الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً.❶

یعنی کہ اگر ایام جاہلیت میں کوئی آدمی مقروض ہو جاتا اور وقتِ متعینہ پر قرض کی ادائیگی سے قاصر رہ جاتا تو خود قرض خواہ سے کثیر مقدار میں سود کے عوض میں توسیع مدت کرالیتا تھا، یہاں تک کہ چند ہی ایام میں سودی رقم رأس المال سے کئی گناہ زیادہ ہو جاتی تھی۔

قرآن کریم نے اسی ناگفتہ بہ حالت کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران: ۱۳۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود مت کھاؤ، اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ علیہ نے بھی مذکورہ بالا آیت کی شانِ نزول کی نشاندہی کرتے ہوئے امام مجاہد رحمہ اللہ کے حوالہ سے فرمایا:

كَانُوا يَبِيعُونَ الْبَيْعَ إِلَى أَجَلٍ،فَإِذَا حَلَّ الْأَجَلُ زَادُوا فِي الثَّمَنِ عَلَى أَنْ يُؤَخِّرُوا،فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ:يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَوا أَضْعَافاً مُضَاعَفَةً.❷

---

❶تفسیر الطبری: سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۳۰ کے تحت، ج ۶ ص ۴۹

❷تفسیر قرطبی: سورۃ آل عمران، تحت هذه الآیة، ج ۴ ص ۲۰۲

یعنی دور جاہلیت میں لوگ خرید وفروخت کرتے وقت ادائیگی قیمت کے لئے ایک وقت مقرر کر لیتے تھے، مقررہ مدت میں قیمت کی ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں مزید مہلت دے کر قیمت میں اضافہ کر لیتے تھے، چنانچہ اسی کی حرمت کے لئے آیت سابقہ نازل ہوئی۔

علامہ ابن جریر رحمہ اللہ علیہ کے بقول وہ لوگ جانوروں کے بیع وشراء ان کی عمر میں سال بسال اضافہ کر کے مقروض کے لئے دشواریاں کھڑی کر دیتے تھے۔ ❶

سابقہ سطور کی روشنی میں ہم پورے وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جاہلیت کے دور میں سودخوری اس قدر عروج وترقی پر تھی کہ لوگوں کی فطرت وجبلت میں غیر معمولی تبدیلی آ چکی تھی، آئے دن لوگوں میں اختلاف وانتشار، من مرضی وبداخلاقی، حقوق غیر کی پامالی اور محتاجوں وفقیروں کی اہانت ورسوائی عام تھی۔

سود کی حرمت کی حکمتیں ومصلحتیں

ربا کی حرمت وممانعت کس حکمت ومصلحت پر مبنی ہے اور اس میں وہ کونسی روحانی یا معاشی مضرتیں ہیں جن کی وجہ سے اسلام نے اس کو اتنا بڑا گناہ قرار دیا ہے۔

اس جگہ پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ دنیا کی ساری مخلوقات اور ان کے معاملات میں ایسی کوئی چیز نہیں جس میں کوئی بھلائی یا فائدہ نہ ہو، سانپ، بچھو، بھیڑیا، شیر اور سنکھیا جیسے زہر قاتل میں بھی انسان کے لئے ہزاروں فوائد ہیں۔

”کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں“

چوری، ڈاکہ، بدکاری، رشوت، ان میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں کچھ نہ کچھ فائدہ نہ ہو مگر ہر مذہب وملت اور ہر مکتب فکر میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ جس چیز کے منافع زیادہ اور مضرتیں کم ہیں ان کو نافع ومفید کہا جاتا ہے اور جن کے مفاسد ومضرات زیادہ اور منافع

❶ تفسیر الطبری: ج ٦ ص ٥٠

کم ہیں ان کو مضر اور بیکار سمجھا جاتا ہے۔قرآن کریم نے بھی شراب اور قمار کو حرام قرار دیتے ہوئے اس کا اعلان فرمایا کہ ان میں بڑے گناہ بھی ہیں اور لوگوں کے کچھ منافع بھی، ان کے گناہ کا وبال منافع کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے، اس لئے ان چیزوں کو اچھا یا مفید نہیں کہا جا سکتا بلکہ ان کو نہایت مضر اور تباہ کن سمجھ کر ان سے اجتناب لازم ہے۔

ربا یعنی سود کا بھی یہی حال ہے، اس میں سود خور کے لئے کچھ وقتی نفع ضرور نظر آتا ہے لیکن اس کا دنیوی اور اخروی وبال اس نفع کے مقابلہ میں نہایت شدید ہے۔

ہر چیز کے نفع ونقصان یا مفاسد ومصالح کا موازنہ کرنے میں یہ بات بھی ہر عقلمند کے نزدیک قابل نظر ہوتی ہے کہ اگر کسی چیز میں نفع محض وقتی اور ہنگامی ہو اور نقصان اس کا دیر پا یا دائمی ہو تو اس کو کوئی عقلمند مفید اشیاء کی فہرست میں شمار نہیں کر سکتا، اسی طرح اگر کسی چیز کا نفع شخصی اور انفرادی ہو اور اس کا نقصان پوری ملت اور جماعت کو پہنچتا ہو تو اس کو بھی کوئی ہوشمند انسان مفید نہیں کہہ سکتا، چوری اور ڈاکہ میں چور ڈاکو کا تو نفع کھلا ہوا ہے مگر وہ پوری ملت کے لئے مضر اور ان کے امن وسکون کو برباد کرنے والا ہے، اسی لئے کوئی انسان چوری اور ڈاکہ کو اچھا نہیں کہتا۔

اس تمہید کے بعد مسئلہ سود پر نظر ڈالئے تو اس میں ذرا سا غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس میں سود خور کے وقتی اور ہنگامی نفع کے مقابلہ میں اس کا روحانی اور اخلاقی نقصان اتنا شدید ہے کہ وہ اس کو انسانیت سے نکال دیتا ہے اور یہ کہ اس کا جو وقتی نفع ہے وہ بھی صرف اس کی ذات کا نفع ہے اس کے مقابلہ میں پوری ملت کو نقصان عظیم اور معاشی بحران کا شکار ہونا پڑتا ہے، لیکن دنیا کا حال یہ ہے کہ جب اس میں کوئی چیز رواج پا جاتی ہے تو اس کی خرابیاں نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہیں اور صرف اس کے فوائد سامنے رہ جاتے ہیں اگرچہ وہ فوائد کتنے ہی حقیر وذلیل اور ہنگامی ہوں، اس کے نقصانات کی طرف دھیان نہیں جاتا اگرچہ وہ کتنے ہی شدید اور عام ہوں۔

رسم ورواج طبائع انسان کے بے حس بنا دیتا ہے، بہت کم افراد ہوتے ہیں جو چلے ہوئے رسم ورواج پر تحقیقی نظر ڈال کر یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس میں فائدے کتنے ہیں اور نقصان کتنا ہے، بلکہ اگر کسی کے متنبہ کرنے سے اس کے نقصانات سامنے بھی آ جائیں تو پابندی رسم ورواج اس کو صحیح راستہ پر نہیں آنے دیتی۔

سود وربا اس زمانہ میں ایک وبائی مرض کی صورت اختیار کر چکا ہے اور اس کا رواج ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے، اس نے انسانی فطرت کا ذائقہ بدل دیا ہے کہ کڑوے کو میٹھا سمجھنے لگی اور جو چیز پوری انسانیت کے لئے معاشی بربادی کا سبب ہے اس کو معاشی مسئلہ کا حل سمجھا جانے لگا، آج اگر کوئی مفکر محقق اس کے خلاف آواز اٹھاتا ہے تو اس کو دیوانہ سمجھا جاتا ہے۔

یہ سب کچھ ہے لیکن وہ ڈاکٹر ڈاکٹر نہیں بلکہ انسانیت کا ڈاکو ہے جو کسی ملک میں وبا پھیل جانے کو اور علاج کے غیر مؤثر ہونے کا مشاہدہ کرنے کی بناء پر اب یہ طے کرے کہ لوگوں کو یہ سمجھائے کہ یہ مرض مرض ہی نہیں بلکہ عین شفا اور عین راحت ہے، ماہر ڈاکٹر کا کام ایسے وقت میں بھی یہی ہے کہ لوگوں کو اس مرض اور اس کی مضرت سے آگاہ کرتا رہے اور علاج کی تدبیریں بتاتا رہے۔

انبیاء علیہم السلام اصلاح خلق کے ذمہ دار ہو کر آتے ہیں، وہ کبھی اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ کوئی ان کی بات سنے گا یا نہیں، وہ اگر لوگوں کے سننے اور ماننے کا انتظار کیا کرتے تو ساری دنیا کفر وشرک ہی سے آباد ہوتی، کلمہ لا الہ الا اللہ کا ماننے والا اس وقت کون تھا جب کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تبلیغ وتعلیم کا حکم منجانب اللہ ملا تھا؟

سود وربا کو اگرچہ آج کی معاشیات میں ریڑھ کی ہڈی سمجھا جانے لگا ہے، لیکن حقیقت

وہ ہے جو آج بھی بعض حکمائے یورپ نے تسلیم کی کہ وہ معاشیات کے لئے ریڑھ کی ہڈی نہیں بلکہ ریڑھ کی ہڈی میں پیدا ہو جانے والا ایک کیڑا جو اس کو کھا رہا ہے۔

مگر افسوس ہے کہ آجکل کے اہل علم وفن بھی کبھی رسم ورواج کے تنگ دائرہ سے آزاد ہو کر اس طرف نظر نہیں کرتے اور سینکڑوں برس کے تجربے بھی ان کو اس طرف متوجہ نہیں کرتے کہ سود وربا کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عام خلق خدا اور تمام ملت فقر وفاقہ اور معاشی بحران کا شکار ہو اور وہ غریب سے غریب تر ہوتے چلے جائیں اور چند سرمایہ دار پوری ملت کے مال سے فائدہ اٹھا کر یا یوں کہئے کہ ملت کا خون چوس کر اپنا بدن بڑھاتے اور پالتے چلے جائیں اور حیرت ہے کہ جب کبھی ان حضرات کے سامنے اس حقیقت کو بیان کیا جاتا ہے تو اس کے جھٹلانے کے لئے ہمیں امریکہ، اور انگلینڈ کے بازاروں میں لے جا کر سود کی برکات کا مشاہدہ کرانا چاہتے ہیں اور یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ سود وربا کی بدولت کیسے پھلے اور پھولے ہیں، لیکن اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی مردم خوروں کی کسی قوم اور ان کے عمل کی برکات کا مشاہدہ کرانے کے لئے آپ کو مردم خوروں کے محلّہ میں لے جا کر یہ دکھلائے کہ یہ کتنے موٹے تازے اور تندرست ہیں اور اس سے یہ ثابت کرے کہ ان کا یہ عمل بہترین عمل ہے۔

لیکن اس کو کسی سمجھ دار آدمی سے سابقہ پڑے تو وہ کہے گا کہ تم مردم خوروں کے عمل کی برکات مردم خوروں کے محلّہ میں نہیں دوسرے محلوں میں جا کر دیکھو جہاں سینکڑوں ہزاروں مردے پڑے ہوئے ہیں جن کا خون اور گوشت کھا کر یہ درندے پلے ہیں، اسلام اور اسلامی شریعت کبھی ایسے عمل کو درست اور مفید نہیں مان سکتی جس کے نتیجہ میں پوری انسانیت اور ملت تباہی کا شکار ہو اور کچھ افراد یا ان کے جتھے پھولتے پھلتے چلے جائیں۔ ❶

---

❶ معارف القرآن: ج اص ۶۶۸ تا ۶۷۱

سود کی معاشی خرابیاں

سود وربا میں اگر کوئی دوسرا عیب بھی اس کے سوا نہ ہوتا کہ اس کے نتیجہ میں چند افراد کا نفع اور پوری انسانیت کا نقصان ہے تو یہی اس کی ممانعت اور قابلِ نفرت ہونے کے لئے کافی تھا حالانکہ اس میں اس کے علاوہ اور بھی معاشی خرابیاں اور روحانی تباہ کاریاں پائی جاتی ہیں۔

سود کے چند بڑے نقصانات درج ذیل ہیں:

۱...... یہ ملت پر کتنا بڑا ظلم ہے کہ ساری ملت اصلی تجارت سے محروم ہو کر صرف بڑے سرمایہ داروں کی دست نگر بن جائے، ان کو وہ جتنا نفع دینا چاہیں بخشش کے طور پر دیدیں۔

۲......اور دوسرا اس سے بڑا نقصان جس کی زد میں پورا ملک آجاتا ہے، یہ ہے کہ ایسی صورت میں اشیاء کے نرخ پر ان بڑے سرمایہ داررں کا قبضہ ہو جاتا ہے، وہ گراں سے گراں فروخت کر کے اپنی گرہ مضبوط کر لیتے ہیں اور پوری ملت کی گرہیں کھلوا لیتے ہیں اور قیمت بڑھانے کے لئے جب چاہیں مال کی فروخت بند کر دیتے ہیں، اگر ساری ملت کا سرمایہ بنکوں کے ذریعہ کھینچ کر ان خود غرض لوگوں کی پرورش نہ کی جاتی اور یہ مجبور ہوتے کہ صرف اپنے ذاتی سرمایہ سے تجارت کریں تو نہ چھوٹے سرمایہ والوں کو یہ مصیبت پیش آتی اور نہ یہ خود غرض درندے پوری تجارت کے ناخدا بنتے۔ چھوٹے سرمایہ والوں کی تجارت کے منافع سامنے آتے تو دوسروں کا حوصلہ بڑھتا، تجارت کا کاروبار عام ہوتا، جس سے ہر ایک کا اسٹاف علیحدہ ہوتا، جس سے ہزاروں حاجت مندوں کی روزی پیدا ہوتی اور تجارتی نفع بھی عام ہوتا اور اشیاء کی ارزانی پر بھی یقینی اثر پڑتا، کیونکہ باہمی مقابلہ (کمپٹیشن) ہی ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ کوئی آدمی اس پر تیار ہوتا ہے کہ اپنا نفع کم کر لے، اس عیارانہ طریق کار نے پوری قوم کو ایک مہلک بیماری لگا دی اور دوسرے اس کی ذہنیت خراب کر دی کہ اس بیماری ہی کو شفا سمجھے۔

۳......بنکوں کے سود سے ملت کا ایک تیسرا معاشی نقصان اور دیکھئے کہ جس شخص کا سرمایہ دس ہزار ہے اور وہ بنک سے سودی قرض لے کر ایک لاکھ کا بیوپار کرتا ہے، اگر کہیں اس کا سرمایہ ڈوب گیا اور تجارت میں اس کو نقصان پہنچ گیا اور وہ دیوالیہ ہوگیا تو غور کیجئے کہ نقصان صرف دس فی صد تو اس پر پڑا باقی نوّے فی صد نقصان پوری ملت کا ہوا، جن کا سرمایہ بنک سے لے کر اس نے لگایا تھا اگر بنک نے دیوالیہ کے نقصان کو سردست خود ہی برداشت کرلیا تو یہ ظاہر ہے کہ بنک تو قوم کی جیب ہے اس کا نقصان انجام کار قوم پر عائد ہوگا، جس کا حاصل یہ ہوا کہ سرمایہ دار کو جب تک نفع ہوتا رہا تو نفع کا وہ تنہا مالک تھا، اس میں ملت کے لئے کچھ نہ تھا یا برائے نام تھا اور جب نقصان آیا تو نوّے فی صد نقصان پوری ملت پر پڑ گیا۔

۴......سود سے ایک معاشی نقصان یہ بھی ہے کہ سودخور جب گھاٹے میں آجائے تو پھر وہ پنپنے کے قابل نہیں رہتا، کیونکہ اتنا سرمایہ تو تھا نہیں جس کے نقصان کو یہ برداشت کرسکے، نقصان کے وقت اس پر دوہری مصیبت ہوتی ہے، ایک تو اپنا نفع اور سرمایہ گیا اور اوپر سے بنک کے قرض میں دب گیا، جس کی ادائیگی کے لئے اس کے پاس کوئی ذریعہ نہیں اور بغیر سود کی تجارت میں اگر سارا سرمایہ بھی کسی وقت چلا جائے تو فقیر ہی ہوگا مقروض نہ ہوگا۔

۱۹۵۴ء میں پاکستان میں روئی کے بیوپار پر قرآنی ارشاد کے مطابق محاق کی آفت آئی اور حکومت نے کروڑوں روپے کا نقصان اٹھا کر تاجروں کو سنبھالا، مگر کسی نے اس پر غور نہیں کیا کہ وہ سب سود کی نحوست تھی، کیونکہ کاٹن کے تاجروں نے اس کاروبار میں بیشتر سرمایہ بنکوں کا لگایا ہوا تھا اپنا سرمایہ برائے نام تھا، بقضائے خداوندی روئی کا بازار اتنا گر گیا کہ اس کا دام ایک سو پچیس سے گر کر دس پر آگئے، تاجر اس قابل نہ رہے کہ بینکوں میں مارجن پوری کرنے کے لئے روپیہ واپس دیں، مجبور ہوکر مارکیٹ بند

کردی گئی اور حکومت سے فریاد کی ،حکومت نے دس کے بجائے نوّے کے دام لگا کر خود مال خریدا اور کروڑوں روپیہ کا نقصان برداشت کر کے ان تاجروں کو دیوالیہ ہونے سے بچالیا، حکومت کا روپیہ کس کا تھا وہی بیچاری غریب ملت وقوم کا، غرض بینکوں کے کاروبار کا کھلا ہوا نتیجہ یہ ہے کہ پوری ملت کے سرمایہ سے چندافراد نفع اٹھاتے ہیں اور جہاں نقصان ہو جائے تو وہ پوری قوم وملت پر پڑتا ہے۔ ❶

سود معاشرتی کینسر ہے

سود کے بارے میں وعیدیں بہت زیادہ ہیں کیونکہ یہ معاشرتی کینسر ہے، جو انسانوں کو درندوں سے بدتر بنا دیتا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ اس کینسر زدہ عضو کو کاٹ دیا جائے تا کہ باقی جسم یعنی معاشرہ اس کا شکار نہ ہو۔ انسان اس فانی دنیا کے پیچھے دوڑ دوڑ کر اپنا سب کچھ کھو بیٹھا ہے، دو ٹکے کی خاطر ایمان فراموش کر دینا ایک دستور بن چکا ہے، اسی عارضی اور بے وفا دنیا کی خاطر آخرت کی حسین، دلکش اور لا فانی زندگی کو بھول جانے والے یقیناً احمق اور اندھے ہیں۔

دنیا اپنے انجام کی طرف جا رہی ہے، بہتری صرف اسی میں ہے کہ قرآن وسنت کا دامن تھام لیا جائے، ہر طرف فتنے اور فساد کی بہتات ہے، ہر طرف گناہ ہی گناہ ہیں جو کام اللہ کے ذمے تھے، وہ ہم اپنے ذمہ لینے کی بیوقوفی کر رہے ہیں، حالانکہ رازق اللہ ہے۔

انسانیت ظلم وستم کی چکی میں پس رہی ہے اور اس کی سسکیاں اور آہیں ہمیں صرف اور صرف ایک ہی پیغام دے رہے ہیں کہ اللہ کی طرف لوٹ آؤ اور اللہ کے ساتھ اعلانِ جنگ نہ کرو، اپنے گھروں میں سود کا داخلہ بند کردو، اور اعلان کردو کہ دین کے مطابق اسلام کے آفاقی اصولوں کے مطابق ہی زندگی گزاریں گے اور تمام جاہلانہ، باطلانہ، فرنگیانہ، نظام کا مکمل بائیکاٹ کریں گے۔

❶ معارف القرآن: ج۱ص ۶۷۱ تا ۶۷۴

معاشرتی سودی نظام کے متعلق امام العصر کا دوٹوک جملہ

امام العصر علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا مرتضی حسن صاحب چاند پوری رحمہ اللہ لاہور تشریف لے گئے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ حضرت مولانا طفیل احمد صاحب رحمہ اللہ زندہ تھے، جو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں رجسٹرار تھے اور صحیح دیندار لوگوں میں سے تھے، بی اے بھی تھے، ان کی رائے یہ تھی کہ سودی لین دین جائز ہونا چاہیے بغیر اس کے قوم ترقی نہیں کرسکتی۔ یہ سب حضرات لاہور پہنچے، مولانا ظفر علی خاں صاحب رحمہ اللہ (ایڈیٹر زمیندار) اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ اور دوسرے بڑے بڑے لوگ ملنے کی خاطر حاضر ہوئے، اتفاق سے مولانا ظفر علی خاں صاحب رحمہ اللہ بھی کچھ اسی خیال کے تھے جو خیال مولانا طفیل احمد صاحب رحمہ اللہ کا تھا، انہوں نے سود کے جواز پر آدھ گھنٹہ بڑی مدلل تقریر کی اور اقتصادی دلائل وغیرہ سے ثابت کیا۔ مقصد یہ تھا کہ یہ حضرات ذرا کچھ مائل ہوں گے، ڈھیلے پڑیں گے سود کے سلسلے میں۔ حضرت شاہ صاحب نے جو جواب دیا وہ تو صرف دو لفظوں کا تھا، ان کی بات تو ایسی تھی، فرمایا کہ ”بھائی ہم پل بننا نہیں چاہتے، جسے جہنم میں جانا ہو خود جائے، ہماری گردن پر پیر رکھ کر نہ جائے“۔ یہ جواب سن کر سب چپ بیٹھے رہے، علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ بھی اور مولانا ظفر علی خاں صاحب رحمہ اللہ بھی کسی کو بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ پھر علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ نے آدھ گھنٹہ بڑی مفصل تقریر کی جس میں انہوں نے دلائل سے ثابت کیا کہ سود ہر حالت میں حرام ہی ہے، کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ ❶

تو سود کا دنیاوی اور اخروی نقصان تو ہی ہے بسا اوقات اللہ رب العزت سود خور کو عذابِ قبر میں مبتلا کردیتا ہے۔

---

❶ مجالس حکیم الاسلام: مجلس ۳۴، سو پر ایک دلچسپ مباحثہ، ج ۲ ص ۱۷۹، ۱۸۰

سود خور کا عذابِ قبر میں مبتلا ہونا

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن مدینی رحمہ اللہ کے دوست کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ میں ابھی کم عمر تھا، اس وقت اپنے والد مرحوم کی قبر کی خبر گیری اور دعا وقرأت کے لئے جایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ رمضان کے آخری عشرہ میں نماز فجر کے بعد قبرستان گیا، میں قبر پر بیٹھ کر پڑھ رہا تھا، وہاں میرے سوا کوئی دوسرا نہ تھا، اچانک میں نے آہ آہ کی ایسی سخت آواز سنی کہ میرا دل دہل گیا۔ میں نے اندازہ لگایا تو معلوم ہوا کہ آواز ایک قبر سے آرہی تھی، قبر چونہ گچ پختہ بنی ہوئی تھی، میں نے اس قبر پر جا کر کان لگایا تو قبر کا مردہ ایسی آہیں بھر رہا تھا کہ سننے والے کا دل دہل جائے، جب سورج نکلنے کا وقت ہوا تو اس کی آہ کم ہوگئی۔ اس دوران ایک آدمی وہاں سے گزر رہا تھا، میں نے اس سے پوچھا یہ کس کی قبر ہے؟ اس نے بتایا، یہ ایسے شخص کی قبر ہے جس کو میں نے دیکھا تھا کہ بڑا نمازی، عبادت گزار تھا اور نہایت خاموش رہا کرتا تھا کہ مجھے سخت پریشانی ہوئی کہ اتنا اچھا آدمی تھا اور پھر بھی قبر میں آہ بھرتا تھا، اس کی وجہ کیا ہوسکتی ہے؟ میں نے بہت تحقیق کی تو پتہ چلا کہ عابد تو تھا مگر سود کھاتا تھا۔ شیطان نے اس کو دھوکہ دیا کہ اگر تو سود لے گا تو تیرا سرمایہ بڑھے گا۔ چنانچہ وہ عابد چونکہ تاجر بھی تھا اس لئے سود لینا شروع کردیا اور مرکز عذاب میں مبتلا ہوا۔ (۱)

سود میں لیے گئے کھانے میں خون ہی خون

حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمہ اللہ بڑے جلیل القدر اولیاء میں سے ہوئے ہیں، ابتداء میں بہت دولت مند تھے لیکن سود خور تھے، ہر روز تقاضا کرنے جاتے جب تک وصول نہ کر لیتے اُسے نہ چھوڑتے، ایک روز کسی مقروض کے گھر گئے لیکن وہ گھر میں موجود نہ

(۱) الزواجر عن اقتراف الکبائر: خَاتِمَةٌ فِی التَّحْذِیرِ مِنْ جُمْلَةِ الْمَعَاصِی کَبِیرِهَا وَصَغِیرِهَا، ج ۱ ص ۲۴، ۲۵

تھا، اس کی بیوی نے کہا کہ اس کے پاس قرض ادا کرنے کے لیے رقم موجود نہیں ہے البتہ بکری ذبح کی تھی اس کی گردن موجود ہے جو ہم نے گھر پر پکانی ہے، لیکن آپ اس عورت سے بکری کا گوشت زبردستی لے آئے اور گھر پہنچ کر بیوی سے کہا کہ یہ سود میں ملی ہے اسے پکالو، بیوی نے کہا آٹا اور لکڑی بھی ختم ہے اس کا بندوبست کردو، آپ دوسرے قرضداروں کے پاس گئے اور یہ چیزیں بھی سود میں لے آئے، جب کھانا تیار ہوگیا تو کسی سوالی نے آواز دی کہ بھوکا ہوں کچھ کھانے کو دو، آپ نے اندر ہی سے اس سائل کو جھڑک دیا، سائل چلا گیا۔

جب آپ کی بیوی نے ہانڈی سے سالن نکالنا چاہا تو دیکھا کہ وہ خون ہی خون ہے، بیوی نے حیران ہوکر شوہر کی طرف دیکھا اور کہا کہ اپنی شرارتوں اور اس گناہ کا نتیجہ دیکھ لو۔ خواجہ حبیب عجمی رحمہ اللہ نے یہ ماجرا دیکھا تو حیرت زدہ رہ گئے، اس واقعہ نے آپ کی زندگی میں انقلاب برپا کردیا، اسی وقت سابقہ زندگی اور گناہ سے توبہ کرلی۔ ❶

ایک سود خور کا انجام

ایک سود خور تھا، اس کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ نے ایک سانپ پیدا کردیا تھا، جب بھی اسکین اور ایکسرے لیتے تو صاف نظر آتا کہ اس کے پیٹ میں ایک سانپ ہے، دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ نے اس کے پیٹ میں سانپ پیدا کردیا، یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے حلال میں برکت رکھی ہے اور حرام میں مصیبتیں رکھی ہیں۔

زمین کا سود خور شخص کو قبول نہ کرنا

ایک پروگرام کے تحت شیخ الحدیث صاحب تشریف لائے، حضرت مولانا محمد یونس صاحب رحمہ اللہ بھی تشریف فرما تھے، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اطراف کا قصہ ہے کہ ایک سود خور بہت سودی لین دین کرتا تھا، جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے لئے قبر کھودی گئی، پوری قبر کھد جانے کے بعد بھی دفن کرنے سے پہلے زمین خود بخود فوراً

❶ ۱۰۱ اسبق آموز واقعات: ص ۲۵۲

مل جاتی اور میت کو دفن نہ کر سکتے تھے، دوبارہ قبر کھودی جاتی پھر مل جاتی ، کئی قبریں کھودی گئیں ، ہر مرتبہ یہی ہوا گویا زمین نے بھی اس کو قبول کرنے سے انکار کردیا، سب لوگ بڑے پریشان ہوئے ، اس علاقہ کے بڑے عالم مولانا ظہورالحسن صاحب رحمہ اللہ تھے، ان کو بلایا گیا انہوں نے دیکھا اور اللہ سے دعا کی کہ یا اللہ تو نے جس کام کا حکم دیا ہے وہ ہم کو کرلینے دے، تیرا بندہ ہے پھر تو جو چاہے کرے، چنانچہ اس کے بعد جب قبر کھودی گئی وہ کھلی رہی اور اسی میں اسے دفن کردیا گیا، اوپر سے مٹی ڈال دی گئی ، مٹی ڈال کر فارغ ہی ہوئے تھے دیکھا کہ فوراً اچانک اک دم سے قبر کے اندر سے دھواں نکلا ، تمام لوگوں نے اس کو دیکھا ، یہ قصہ ہمارے اطراف کا ہے، یہ نحوست ہوتی ہے سود خور کی اللہ بچائے ۔ ❶

سودخور تاجر کی قبر زمین میں دھنس گئی

اسی طرح کا ایک واقعہ جو حیدر آباد ''ٹنڈو آدم'' کے ایک کپڑے کے تاجر کے ساتھ ہوا، اس سے عبرت حاصل ہوتی ہے، اخباری اطلاع کے مطابق قبرستان میں ایک جنازہ لایا گیا، امام صاحب نے جونہی نماز جنازہ کی نیت باندھی ، مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا ، لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی ، امام صاحب نے بھی نیت توڑ دی اور کچھ لوگوں کی مدد سے اس کو پھر لٹایا، تین مرتبہ وہ مردا اٹھ کر بیٹھ گیا۔

امام صاحب نے مرحوم کے رشتہ داروں سے پوچھا:

''کیا مرنے والا سود خور تھا؟''

انہوں نے اثبات (یعنی ہاں) میں جواب دیا، اس پر امام صاحب نے نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کردیا، لوگوں نے جب لاش قبر میں رکھی تو قبر زمین کے اندر دھنس گئی ، اس پر لوگوں نے لاش کو مٹی وغیرہ سے دبا کر بغیر فاتحہ ہی گھر کی راہ لی۔ ❷

❶ مجالس صدیق: ج ا ص ۱۶۴

❷ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۵۴۹

سود کھانے کی وجہ سے دل سخت ہوجاتا ہے

ایک مشاہداتی دلیل یہ ہے کہ دنیا کی سختی دنیا سے محبت کرنے والے کے دل میں آجاتی ہے، سود خور کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ وہ دنیا سے بڑی محبت کرتا ہے اور یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں اس سے زیادہ قسی القلب بھی کوئی نہیں، سود خور دنیا سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہے اور اسی محبت سے، اسی پیار سے پیسے بناتا ہے، لوگوں کو سود پر پیسہ دیتا ہے اور پیسہ سے پیسہ وصول کرتا ہے، اس کو کسی پر رحم نہیں آتا، وہ فقیر سے فقیر انسان سے بھی اپنا سود وصول کرنے کے چکر میں رہتا ہے۔

جب اس طرح وہ پیسے کی محبت میں گرفتار ہوتا ہے، تو اس کا دل اتنا سخت ہوجاتا ہے کہ جب ایک مجبور آدمی، پریشان آدمی، بھوکا پیاسا آدمی، بچے اس کے بھوک اور پیاس سے تڑپ رہے ہیں، بلبلا رہے ہیں، ایسا کوئی آدمی اس سے آکر کہتا ہے کہ بھائی میں پریشان ہوں، میرے اوپر مصیبتیں آگئی ہیں اور میں کئی دن سے کھانا نہیں کھایا ہوں، میرے بچے کئی دن سے فاقے میں مبتلا ہیں، میری بیوی کا یہ حال ہے، میرے بچوں کا یہ حال ہے، کچھ اللہ کے لیے رحم کرو اور مجھے قرض کی ضرورت ہے، اس لیے تم مجھے دو تین ہزار روپے قرض دے دو۔

سود خور کے دل کی سختی کا عالم یہ ہوتا ہے کہ یہ سود خور اس فقیر ومحتاج سے کہتا ہے کہ ہاں! رقم دوں گا، مگر تم کو اس کا اتنا سود بھی دینا ہوگا اور اگر اس مدت میں ادا نہ کیا تو ڈبل سود دینا پڑے گا۔ کیا اس سے بڑھ کر قساوت قلب کی کوئی مثال چاہئے؟ سود خور کو کسی کی ضرورت وتنگی اور مجبوری کا کوئی خیال نہیں آتا، اسے تو بس اپنا روپیہ بڑھانے کی فکر ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ فقیر اور محتاجوں کی مجبوری وتنگی کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔

اب وہ آدمی اس سے قرض لے گیا، لے جانے کے بعد پتہ نہیں کہ کیا حالات پیش آئے، لیکن بہر حال اسے اتنے روپے دینا ہے اور اس کے ساتھ مزید دینا ہے، وہ

بالکل معاف نہیں اور پھر اگر اس نے ایک مہینے کی مدت پوری کرنے کے بعد اس کوادانہیں کیا، تو وہ کہتا ہے کہ اس میں مزید اتنے ملا کر دینا ہے اور پھر ایک مہینے کی تاخیر ہوگئی، تو اور اضافہ کر کے دینا ہے۔

اس سے اندازہ ہوا کہ دنیا کی محبت میں گرفتار ہمیشہ قسی القلب ہوتا ہے اور اس کے اندر کا دل بہت سخت، پتھر کی سل کی طرح ہو جاتا ہے۔ وہ محتاجوں اور غریبوں، مسکینوں اور یتیموں سے کوئی ہم دردی وغم خواری کا جذبہ نہیں رکھتا، بلکہ ان کی یتیمی و مسکینی و فقیری ومحتاجی کا استحصال کرتا اور اپنا اُلوسیدھا کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ دنیا کی محبت کا شکار وگرفتار قسی القلب وسخت دل وسخت مزاج ہوتا ہے کیوں کہ دنیا کی سختی کا اس پر اثر ہو جاتا ہے۔

سودی کاروبار کرنے والے شخص کے قبر میں بچھوآ گئے

ڈاکٹر بلوچ صاحب کی زبانی حالات لکھ رہا ہوں، بوسن روڈ ملتان کے ایک قبرستان میں بورڈ کے ذریعے قبر کشائی کا حکم ملا، یہ ایک ایسے آدمی کی نعش تھی جو اپنی موجودہ زندگی کے بیس سال سعودی عرب میں رہا، الحاج تھا، حافظ قرآن تھا، سعودی عرب سے پاکستان واپس آ کر سودی کاروبار شروع کر دیا اچانک مر گیا۔

اس کی پہلی بیوی کے بچوں نے مجسٹریٹ کو درخواست دی کہ ہمارے ابو کو زہر دے کر مارا گیا ہے، دفن ہونے کہ ایک سال بعد قبر کشائی کا حکم ملا، میں بورڈ کا ممبر تھا، سول جج کی موجودگی میں قبر کھولی گئی، نہ کوئی کیڑا تھا، جب کفن نعش سے ہٹایا گیا تو صرف ہڈیوں اور سیاہ راکھ کے کچھ باقی نہ تھا، البتہ مختلف رنگ کے بچھو ہڈیوں کو چمٹے ہوئے تھے۔

ان بچھوؤں کو ہڈیوں سے ہٹانا ناممکن تھا، کیونکہ ان کے ڈنگ ہڈیوں کے اندر تھے ان کو زیادہ چھیڑنے سے خطرہ تھا اس لیے اسی حالت میں چھوڑ دیا گیا، یہ حالات دیکھ کر احساس ہوا کہ جو شخص سود کا کاروبار کرآئے گا مرنے کے بعد اس پر ایسی آگ مسلط

کر دی جائے گی جو اس کو جلا کر راکھ کر دے گی، اس کی نعش پر کفن ویسے ہی تھا، معلوم ہوا کہ اس آگ کا اثر صرف مرنے والے جسم پر رہا۔ ❶

سودی معاملات کی وجہ سے گھریلو زندگی تباہ ہوگئی

ہماری زندگی کے ایام انتہائی خوشگواری کے ساتھ بسر ہو رہے تھے۔ ہم دونوں اللہ تعالی کی اطاعت کے کاموں میں ایک دوسرے کے معاون تھے۔ قناعت پسندی ہمارا اصول تھا اور اللہ تعالی کی خوشنودی اور رضا مندی ہمارا شعار اور مطمحِ نظر تھا۔

ہماری شیر خوار بچی گھر کا روشن چراغ تھی۔ اس کی میٹھی میٹھی آواز ہمارے کانوں میں رس گھولتی رہتی تھی، وہ ایک ایسی کلی تھی جو رب کریم کے فضل سے ہمارے آنگن میں کھل اٹھی۔ ہمارا معمول تھا کہ جب رات کی تاریکیاں اپنی کمندیں ڈال دیتیں اور ساری دنیا نیند کے مزے لے رہی ہوتی تو بچی کو پلنگ پر سوتا چھوڑ کر میں اپنے سرتاج کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوتی، پھر ہم دونوں میاں بیوی اللہ تعالی کی حمد وثنا اور تسبیح میں لگ جاتے، پھر میرا شوہر نماز پڑھتا اور میں اس کے پیچھے کھڑی ہو کر مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھتی، میرا شوہر انتہائی دلکش آواز میں ترتیل کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کرتا، اس کی آواز اس قدر دل پذیر اور اثر انگیز تھی کہ میری آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ ایک دن نجانے کیوں میرے دل میں دنیا کا لالچ آ گیا۔ میں نے اپنے شوہر کے سامنے تجویز رکھی کہ کیوں نہ ہم سودی کاروبار میں اپنے لیے چند حصے خرید لیں تاکہ ہماری آمدنی میں دن دگنی رات چوگنی ترقی ہو اور اپنے بچوں کے لیے کچھ سرمایہ جمع کر سکیں۔

شوہر راضی ہو گیا اور ہم نے اپنا پورا مال سودی کاروبار میں لگا دیا حتی کہ میری منگنی کا وہ زیور بھی اس میں شامل کر دیا جو میرے شوہر نے مجھے بطور تحفہ عنایت کیا تھا۔ مگر ہوا یہ کہ

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۵۵۰

ہم نے جس کاروبار میں اپنے لیے حصے خرید رکھے تھے، کساد بازاری کی وجہ سے اس میں خاصا خسارہ ہوگیا، پھر وہ وقت آیا کہ ہم تباہی کے دہانے پر پہنچ گئے۔ ہماری ساری دولت بتدریج ختم ہوتی گئی، اب کیا تھا، آہستہ آہستہ ہم مقروض ہو گئے اور ادائیگیوں کے بوجھ سے ہماری کمر ٹوٹنے لگی۔ کچھ دنوں بعد قرض کا اتنا بھاری بوجھ لد گیا کہ اس کی ادائیگی کے تصور سے بھی ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے، اس وقت ہمیں اللہ تعالی کے اس ارشاد پر پختہ یقین ہوگیا:

﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ﴾ (البقرة: ۲۷۶)

ترجمہ: اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے، اور اللہ ہر اس شخص کو ناپسند کرتا ہے جو ناشکرا گنہگار ہو۔

ایک روز ہم پریشان بیٹھے تھے، رات کا وقت تھا، گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہ تھا۔ اچانک مایوسی اور بیزاری کی حالت میں کسی بات پر شوہر سے میرا جھگڑا ہوگیا، میں نے اسے طلاق دینے کو کہا: وہ غصے میں چیخ اٹھا جا تجھے طلاق، جا تجھے طلاق، جا تجھے طلاق! میں رو پڑی اور میری ننھی سی بچی بھی زار و قطار رونے لگی، بچی کے آنسوؤں نے ہمیں اس دن کی یاد تازہ کرادی جب ہمیں اللہ تعالی کی اطاعت و بندگی نے اکٹھا کیا تھا اور آج معصیت و نافرمانی نے ہمیں ایک دوسرے سے جدا کر دیا۔

يَوْمَانِ جَمَعَتْنَا الطَّاعَةُ وَفَرَّقَتْنَا الْمَعْصِيَةُ.

وہ دو دن ناقابل فراموش ہیں۔ ایک دن وہ جس میں اطاعت الٰہی کی برکت نے ہمیں اکٹھا کیا، اور دوسرا دن وہ جب معصیت الٰہی کی نحوست نے ہمیں جدا کر دیا۔ ❶

❶ سنہرے نقوش: ص ۱۲۹ تا ۱۳۱

والدین کی توہین اور سودی کاروبار کی عبرتناک سزا

میرے پڑوسی مہدی خان گوندل صاحب نے بتایا: یہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے۔ محمد خان میرا تایازاد بھائی تھا، بہت بدتمیز، لڑاکا، جھگڑالو، ماں باپ سے لڑتا ہی رہتا، ایک مرتبہ اس نے باپ کو زمین پر گرا کر مارا، ماں کو گالیاں دیتا، الزام تراشی کرتا اور طرح طرح کے طعنے دیتا تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ والدین سے مسلسل کشمکش اور محاذ آرائی کی وجہ سے اس کی شادی بھی نہ ہوئی۔ اس نے جمع پونجی بینک میں رکھی ہوئی تھی، اس کے سود سے روزمرہ کا گزارہ چلاتا تھا، پٹواری سے مل کر اسے رشوت دے کر اس نے دس بیگھے زمین بھی ناجائز الاٹ کرالی تھی۔

عجیب بات ہے کہ جب تک اس کے والدین زندہ رہے وہ کسی بڑی مصیبت میں مبتلا نہ ہوا، مگر ماں باپ کے مرتے ہی اس پر اللہ کی ناراضگی بارش کی طرح برسنے لگی، اس کے پیٹ میں اس قدر شدید درد ہوتا تھا کہ وہ ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح چیختا تھا اور بری طرح زمین پر لوٹتا تھا، بار بار کہتا تھا میرے پیٹ میں کوئی بلا ہے، اسے چیر کر باہر نکالو، میرا آپریشن کراؤ، میرا آپریشن کراؤ۔

چنانچہ متعلقہ سارے ہی ٹیسٹ کرائے گئے، ایکسرے، الٹراساؤنڈ وغیرہ، لیکن سب ٹیسٹ بالکل صاف تھے، بالآخر اس کے مسلسل اصرار پر اسے سی ایم ایچ راولپنڈی لے جایا گیا، وہاں اس کا آپریشن ہوا، لیکن حیرت انگیز طور پر اس کے پیٹ سے کچھ بھی برآمد نہ ہوا، سب ڈاکٹر اس بات پر حیران تھے، ۱۹۸۰ء میں اس آپریشن پر آٹھ ہزار روپے خرچ ہوئے تھے۔

محمد خان نے اپنی اس پُر اسرار بیماری کا سیالکوٹ کے گاؤں روڑس کے حکیموں سے بھی

علاج کرایا، وہ اس مقصد کے لئے وہاں بہت دن تک مقیم رہا، لیکن اسے کچھ بھی افاقہ نہ ہوا، اس طرح محمد خان دس سال تک پیٹ درد کی اذیت ناک بیماری میں مبتلا رہا، جنرل ہسپتال راولپنڈی کے ڈاکٹر مبشر سے بھی علاج کرایا، لیکن درد بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، اور آخرکار وہ پاگل ہوگیا، اس کی یادداشت ختم ہوکر رہ گئی، کھانا تک بھول جاتا تھا لیکن عجیب بات تھی کہ چونکہ اسے پیسے سے بے پناہ محبت تھی، اس لئے اسے نوٹ دکھائے جاتے تو اس کی یادداشت کچھ عود کر آتی اور وہ کھانے کی طلب کرلیتا ورنہ دو دو دن اسے کھانا یاد ہی نہ آتا تھا۔

آخری علاج کی خاطر محمد خان کی بڑی بہن اسے میو ہسپتال لاہور لے آئی لیکن یہاں بھی اسے کوئی افاقہ نہ ہوا، کمزوری بڑھتی چلی گئی اور جب معاملہ زیادہ بگڑ گیا تو اسے واپس گاؤں لے جایا گیا جہاں وہ ۱۹۹۴ء میں فوت ہوگیا۔

مہدی خان گوندل صاحب نے بتایا کہ میں تو اس وقت گاؤں میں نہ تھا، لیکن خاندان کے لوگوں نے اور رشتہ دار خواتین نے بتایا کہ اس کی موت کا منظر بڑا ہی ہیبت ناک تھا، اسے تشنج کے شدید دورے پڑتے تھے، ہڈیوں کے کڑکڑانے کی آواز آتی تھی، زبان بند تھی اور اذیت کی شدت سے اس کی آنکھیں باہر کو اُبل آئی تھیں اور بے پناہ خوف اس کے چہرے سے امنڈا پڑتا تھا، موت کے روز صبح فجر سے لے کر تقریباً گیارہ بجے تک کم از کم چار گھنٹے اس پر جان کنی کا ایسا عالم طاری رہا کہ عورتیں ساری کی ساری خوفزدہ ہوکر وہاں سے چلی گئیں، صرف مرد بیٹھے رہ گئے جن کی موجودگی میں بڑی ہی مشکلوں سے اسے زندگی سے چھٹکارا ملا۔ (۱)

یہ تھا وبال والدین کی توہین وتذلیل اور سودخوری کا، کاش کوئی عبرت حاصل کرے۔

---

(۱) مکافات عمل: ص ۲۴۵ تا ۲۴۷

سودخور کی لاش کو اژدھے نے لپیٹ لیا

آج سے چند سال قبل میں نے ایک اخبار میں واقعہ پڑھا، یہ واقعہ کوئٹہ میں پیش آیا، کوئٹہ کے اندر ایک شخص تھا جو سود پر کام کرتا تھا، ساری زندگی اس نے اسی پر گزاری، جب اس کا انتقال ہوا تو انتقال کے بعد قبرستان لے جایا گیا جیسے رکھا اچانک کسی جانب سے ایک کالا ناگ نکلا اور وہ اس کے سارے جسم سے لپٹ گیا اور اس کی آنکھیں نکال دیں، لوگ خوفزدہ ہو گئے، کوئی قریب نہیں آرہا تھا کہ قبر کو اوپر سے بند کریں، آخر کار مزدور لائے گئے، انہوں نے ڈرتے ڈرتے اوپر سے قبر کو بند کر دیا، تو اس موقع پر جو لوگ تھے انہوں نے تصویریں بھی لیں اور وہ تصاویر اخبارات میں بھی چھپیں، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ شخص لوگوں کو سود پر رقم دیتا ہے، اور زندگی اسی گناہ پر اس نے گزاری تھی۔

سود کھانے والوں کی اولاد کا لاعلاج بیماریوں میں مبتلا ہونا

ایک سودخور کے بارے میں ایک نمازی نے مجھے بتلایا کہ اللہ نے اسے سزا یہ دی کہ اس کے تین بیٹے ہوئے، تینوں کے تینوں پاگل تھے، تینوں دیوانے تھے، ایک بیٹا ادھر بھاگتا، دوسرا ادھر بھاگتا، پتہ ہی نہیں ہوتا تھا، نہ انہیں اپنے لباس کا، نہ اپنے کھانے پینے کا، نہ اپنے والدین کا، نہ اپنے بھائیوں کا۔ سب سے بڑی نعمت عقل کی نعمت ہے، بسا اوقات اس گناہ کی نحوست کی وجہ سے اللہ رب العزت عقل چھین لیتا ہے، سودخور شخص یا اس کی اولاد میں کوئی دانا اور سمجھدار پیدا نہیں ہوتا، کوئی بصیرت والا اور عقلمند انسان ان کی اولادوں میں نہیں آتا، بیٹیوں کے رشتے نہیں ہوتے اور اگر رشتہ ہو جائے چند مہینوں یا بعد چند سال کے بعد طلاق ہو جاتی ہے، رشتہ ہو جائے اولادیں نہیں ہوتی، اولاد کی نعمت مل جائے تو اپاہج اور معذور ہوتے ہیں۔

ایک سودخور کے بارے میں ہمارے ایک ساتھی نے بتایا کہ اس کے گھر میں بیٹا پیدا ہوا، چند مہینوں بعد اُس کا سر پھول کر فٹبال کی مانند ہو گیا، بہت علاج کیا کوئی افاقہ نہ

ہوا، باقی جسم نارمل تھا۔تو اللہ تعالیٰ پھر اولاد کے ذریعہ انسان کو تکلیف میں ڈال دیتا ہے۔انسان کو سب سے زیادہ محبت اپنی اولاد سے ہوتی ہے، اس لئے اولاد پر کوئی پریشانی آئے، اپنی بیماری سے زیادہ تکلیف اولاد کی بیماری پر ہوتی ہے، خود بیمار ہوجائے اتنا پریشان نہیں ہوتا، لیکن اگر بچہ بیمار ہوجائے تو والدین اور سارا گھرانہ پریشان ہوتا ہے، تو اللہ ظلم نہیں کررہا، ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾ (یونس: ۴۴) اللہ کسی پہ ظلم نہیں کرتا انسان نادان خود گناہ کرکے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ ہر برائی کا بدلہ ہے، ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ (النساء ۱۲۳) ہر عمل کا ایک مکافاۃ عمل ہوتا ہے اور اس عمل کا بدلہ بھی پھر انسان کو ملتا ہے۔

عموماً دیکھیں گے سود خور آدمی کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں ہوگی، چہرے پر کبھی تازگی نہیں ہوگی، چہرے پر کبھی اطمینان اور سکون نہیں ہوگا، چہرے پر نحوست اور تاریکی چھائی ہوگی، چہرے پر بشاشت نہیں ہوگی، اس کے ساتھ بیٹھ کر دل بیقرار ہوگا، عموماً ایسے آدمی کے جسم سے ایک بدبو آرہی ہوتی ہے، یہ گناہ کی بدبو اور نجاست کی ناپاکی ہوتی ہے، جیسے ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ (التوبہ: ۲۸) مشرک ناپاک اور نجس ہیں، جیسے ان سے ایک ناپاکی اور بومحسوس ہوتی ہے ایسے ہی سلیم الطبیعت شخص کو ان سے بھی بومحسوس ہوتی ہے۔

تو بہرحال انسان کوشش کرے اس گناہ سے اپنے آپ کو بچائے، اپنی اولاد کو بھی نصیحت کرے، اپنے اہل وعیال کو بھی بتائے کہ اللہ اور اس کے رسول نے منع کیا ہے، لہٰذا یہ گناہ ہم کبھی نہ کریں۔ یہ سود خوری پر خدائی وبال کی چند جھلکیاں ہیں، ورنہ دیکھنے والوں نے سود خوروں پر آسمانی آفتوں کے کیا کچھ واقعات نہیں دیکھے، اس لئے ہر صورت میں سود سے بچیں، اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مولانا محمد نعمان صاحب کی تالیفات



مولانا محمد نعمان صاحب کے علمی و تحقیقی بیانات، تعارف کتب، دروس و محاضرات اور تحریری بیانات جمعہ کے لئے ان واٹس ایپ نمبرز پر رابطہ کریں۔

0311-2645500 | 0319-1982676